اِلہامی پیغام

رومِیوں کے نام

پَولُس رسُول کے خط

کی

تفسیر

مُصنّف

جاناتھن ٹرنر

جملہ حقوق بحق پبلشر محفوظ ہیں

ناشرین:

آوازِ حق

۲۰۱۹

www.awazehaq.com

فہرستِ مضامین

باب	مضمون	صفحہ

باب	مضمون	صفحہ
۱	تمہید	۱
۲	یِسوع مسیح کے ہونے کے لئے بُلائے جانا	۷
۳	خُدا کی قدرت	۱۳
۴	عذر باقی نہیں	۱۹
۵	اعمال کے موافق بدلہ	۲۵
۶	دِلوں پر لِکھی	۳۱
۷	پہچاننا اور عمل کرنا	۳۷
۸	خُدا سچا ہے	۴۳
۹	کوئی راستباز نہیں	۴۹
۱۰	وہ اپنی راستبازی ظاہر کرے	۵۶
۱۱	راستبازی گِنا گیا	۶۲
۱۲	میراث اِیمان سے مِلتی ہے	۶۸
۱۳	عین وقت پر	۷۴
۱۴	ایک آدمی کے سبب سے	۸۱

فہرستِ مضامین

باب	مضمون	صفحہ
۱۵	ہم گناہ کے اِعتبار سے مر گئے	۸۷
۱۶	خُدا کے اِعتبار سے زندہ	۹۳
۱۷	راستبازی کے غلام	۹۹
۱۸	نئے طور پر خدمت	۱۰۵
۱۹	گناہ نے مجھے مار ڈالا	۱۱۱
۲۰	میرے جِسم میں کوئی نیکی بسی ہوئی نہیں	۱۱۷
۲۱	سزا کا حکم نہیں	۱۲۴
۲۲	خُدا کے فرزند	۱۳۰
۲۳	آزادی میں داخِل	۱۳۶
۲۴	فتح سے بھی بڑھ کر	۱۴۳
۲۵	خُدا کا اِرادہ	۱۵۰
۲۶	خُدا کے جلال کی دَولت	۱۵۵
۲۷	راستبازی ایمان سے ہے	۱۶۱
۲۸	کلام ہمارے پاس ہے	۱۶۷

فہرِستِ مضامین

باب مضمُون صفحہ

باب	مضمون	صفحہ
۲۹	خوشخبری	۱۷۳
۳۰	خُدا کے فضل سے کچھ باقی ہیں	۱۷۹
۳۱	غیر قوموں لئے دَولت	۱۸۵
۳۲	سب پر رحم فرمائے	۱۹۱
۳۳	زندہ قربانی	۱۹۷
۳۴	نیکی سے لِپٹے رہو	۲۰۳
۳۵	حکومتوں کا تابعدار	۲۰۹
۳۶	شریعت کی تعمیل	۲۱۵
۳۷	شک و شُبہ کی تکراریں	۲۲۱
۳۸	محبت کے مُطابق چلنا	۲۲۷
۳۹	پڑوسی کی بہتری کے واسطے	۲۳۳
۴۰	آپس میں یک دِل رہو	۲۳۹
۴۱	نذریں مقبُول ہو	۲۴۵
۴۲	شریک	۲۵۱

فہرستِ مضامین

باب	مضمون	صفحہ
۴۳	آداب و سلام	۲۵۷
۴۴	ایمان کے تابع..	۲۶۳

تمہید

پاک کلام میں لکھا ہے، ''ہر ایک صحِیفہ جو خُدا کے اِلہام سے ہے تعلِیم اور اِلزام اور اِصلاح اور راستبازی میں تربِیت کرنے کے لِئے فائِدہ مند بھی ہے تا کہ مردِ خُدا کامِل بنے اور ہر ایک نیک کام کے لِئے بِالکل تیّار ہو جائے۔'' (۲۔تِیمُتھِیُس ۳: ۱۶۔۱۷)

''اِلہامی پیغام'' عُنوان کے تحت ہم آپ کی خدمت میں بائبل مُقدس کی مختلف کتابوں کی تفسیر پیش کرتے ہیں تا کہ نہ صِرف مسِیحی بلکہ غیر مسِیحی دوست بھی حکمت و زندگی سے بھرپور پاک کلام کو آسانی سے سمجھ کر خُدا کی نظر میں کامل و نیک بن سکیں۔ مگر آیئے سب سے پہلے یہ سمجھنے کی کوشش کریں کہ ''اِلہام'' کیا ہے؟ اِلہام جس یونانی لفظ کا ترجمہ ہے، اُس کا مطلب ہے ''وہ جو خُدا کی طرف سے پُھونکا گیا''۔ یعنی جس طرح خُدا نے عملِ تخلیق کے وقت اِنسان کے نتھنوں میں اپنی رُوح پُھونکی تھی، اُسی طرح اُس نے پاک صحیفوں میں بھی اپنی تخلیقی رُوح پُھونک دی ہے۔ رُوح ُالقُدس کی یہ سرگرمی ابتدائی کلیسِیا کے لِئے اِس بات کا ثبوت تھی کہ یہ صحیفے اِلہامی ہیں۔ خُدا نے اپنے پاک رُوح کے وسیلے سے اپنا کلام اِنسانی لفظوں میں پُھونک دیا۔ اِسی ٹھوس حقیقت پر مسِیحی کلیسِیا نے ہمیشہ دعویٰ کِیا کہ بائبل مُقدس ایک اِلہامی کتاب ہے، یعنی اُس کا منبع و

سرچشمہ خُدا ہے۔ تو آیئے، ہم بائبل مُقدس میں سے رومِیوں کے نام پَولُس رسُول کے خط کی تفسیر پر غور کریں:

پہلا باب

تمہید

اِنجیل مُقدس میں بہت سی کتابیں اِلہامی خط ہیں جو کسی خاص صُورتِ حال یا مسئلہ کے تحت کسی فرد یا کلیسیا کو لکھے گئے ہیں۔ کسی ایک مسئلہ کی وضاحت کے لئے کلیسیا خدا کے رسول سے سوال کرتی تھی۔ مثال کے طور پر کرنتھیوں کی کلیسیا کو شادی، بتوں کی قربانیوں کے گوشت کھانے، عبادت و پرستِش کے دُرست طریقے اور رُوح کے پھلوں بارے وضاحت چاہیے تھی۔ پولس رسول اِن تمام سوالات کا جواب کلیسیا کے نام اپنے اِلہامی خطوط میں دیتا ہے۔

ایسا بھی ہوتا کہ خدا کے رسول کو کسی خاص کلیسیا یا چرچ کے بارے میں پتہ چلتا کہ وہاں کچھ مسائل درپیش ہیں تو وہ خط لکھ کر اُن کی راہنمائی و مدد کرنے کی کوشش کرتا۔ مثال کے طور پر تھِسلُنیکیوں کی کلیسیا کو مسیح کی دوبارہ دُنیا میں آمد اور مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے بارے میں سخت غلط فہمی تھی، اور کچھ لوگوں کا رویہ و سلوک کلیسیا میں اچھا نہیں تھا اور مسیح کے پیروکاروں کے لئے اپنی کاہلی و سُستی کی وجہ سے غلط نمونہ پیش کر رہے تھے۔ پولس رسول نے کلیسیا کے نام اپنے خط میں اِن تمام مسائل اور بُرائیوں کو دُور کِیا۔

اِسی طرح یعقوب نے اپنے خط میں مسیح کے پیروکاروں کو عملی ہدایات دیں کہ اُن کو کیسے زندگی بسر کرنا چاہیے۔ اُس نے اُن کو آزمائشوں پر قابو پانے،

طرف داری کرنے اور اپنی زبان کو قابو میں رکھنے کے بارے میں نصیحت و تنبیہ کی۔

پطرس رسول نے اپنے ایک خط میں مسیح کے پیروکاروں کو لکھا کہ وہ ظلم و اذیت کا کیسے مقابلہ کر سکتے ہیں۔

مسیح کے پیروکاروں کو عملی ہدایات دینے کے علاوہ کہ کیسے زندگی بسر کریں، اِنجیلِ مُقدس کے اِلہامی مُصنفین اپنے پڑھنے والوں کے دل و دماغ کو اِلٰہی تعلیم سے بھی روشن و منور کرتے تھے۔ وہ ہمیں بتاتے ہیں کہ ہمارا اِیمان کیسا ہونا چاہیے۔ مثال کے طور پر افسیوں کے نام خط میں ہم کلیسیا یعنی چرچ کے بارے میں سیکھتے ہیں کہ اِس کا مقصد اور کام کیا ہے اور ایک دوسرے کے ساتھ مِل جُل کر رہنا کتنا ضروری ہے۔ عبرانیوں کی کتاب میں مسیح یسوع کے عظیم تر اور اعلیٰ و افضل ہونے کے بارے میں سیکھتے ہیں کہ وہ موسیٰ اور فرشتوں سے بھی بڑا اور عظیم ہے، اور یہ بھی کہ مسیح کا کاہن ہونا موسوی شریعت کے تحت قائم کِئے گئے کاہنوں سے کہیں اعلیٰ و افضل ہے۔ نیا عہد جو مسیح کی قربانی سے ممکن ہُوا اُس پُرانے عہد سے کہیں عظیم تر ہے جو خدا نے یہودی لوگوں کے ساتھ کوہِ سینا پر باندھا۔

بنی نوع اِنسان کی نجات کے عمل بارے ترتیب وار وضاحت ہمیں پولس رسول کے رُومیوں کے نام خط میں ملتی ہے جو اُس نے رُوم میں رہنے والے مسیح کے پیروکاروں کو لکھا۔ وہ واضح کرتا ہے کہ بنی نوع اِنسان اور خدا کے بیچ دُوری کیوں ہے اور خدا نے اِس دُوری کو ختم کرنے کے لئے کیا کِیا

ہے، وہ بُنیادی اُصول جن کی بِنا پر یہ رشتہ بحال ہُوا، وہ عمل جس پر چل کر ہم خدا سے اپنا ٹوٹا ہُوا رشتہ بحال کر سکتے ہیں اور اِس رشتہ کی بحالی کے عملی نتائج کیا ہیں۔

پولس رسول واضح کرتا ہے کہ یہ سب اِنجیلِ مُقدس کے وسیلہ سے ممکن ہے۔ وہ لکھتا ہے، ''...مَیں اِنجیل سے شرماتا نہیں، اِس لئے کہ وہ ہر ایک اِیمان لانے والے کے واسطے پہلے یہودی پھر یونانی کے واسطے نجات کے لئے خدا کی قدرت ہے۔'' (رومیوں ۱:۱۶)

مگر یہ اِنجیل کیا ہے جس کے بارے میں پولس رسول اِتنا بڑا دعویٰ کرتا ہے؟ ایک اَور مقام پر وہ اِس کی یوں تشریح کرتا ہے، ''...مسیح کتابِ مُقدس کے مطابق ہمارے گناہوں کے لئے مُوا اور دفن ہُوا اور تیسرے دِن کتابِ مُقدس کے مطابق جی اُٹھا۔'' (۱۔کرنتھیوں ۱۵:۳۔۴)

یہ مسیحیت کے مرکزی و بُنیادی حقائق ہیں۔ اِن اِلٰہی حقائق کی تکمیل صرف اور صرف مسیح کی ہمارے گناہوں کی خاطر قربانی کے سبب سے ہوئی کہ خدا نے ہمارے گناہ معاف کر کے اپنے ساتھ رشتہ پھر سے جوڑ لیا۔

اِس سے ہمارے ذہن میں ایک ضروری سوال اُبھرتا ہے۔ رُوم میں جن لوگوں کے نام پولس رسول نے خط لکھا ہے وہ تو پہلے ہی مسیحی تھے، اور جبکہ وہ پہلے ہی مسیحی تھے تو لازم ہے کہ اُنہوں نے اِنجیل کی خوشخبری بارے سُن رکھا ہو گا۔ ایسا ہو نہیں سکتا کہ بِنا اِنجیل کو سُنے وہ کیسے مسیحی ہو سکتے ہیں، بلکہ ہم ۱۶ باب میں دیکھیں گے کہ خط میں کچھ لوگوں کا ذکر ہے جو پولس رسول کو شخصی

طور پر جانتے تھے، کچھ اُس کے رشتہ دار اور کچھ اُس کے ساتھ کام کرتے تھے۔ تو پھر اُس کو اِنجیل کے بارے میں خط لکھنے کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی؟

اِس سوال کے بہت سے جواب ہیں۔ ایک جواب تو کلیسیا یعنی چرچ کے وجود سے متعلق ہے کہ وہ کِس طرح قائم ہُوا۔ بائبل مُقدس میں اعمال کی کتاب کے ۲ باب میں واضح طور پر لکھا ہے کہ ۱۵ مختلف جگہوں سے لوگ مسیح کے مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے بعد یروشلیم میں عیدِ پینتکوست کے پہلے دِن جمع ہوئے۔ اِس موقع پر پطرس رسول نے اِجتماع کو یہ پیغام دیا کہ مسیح یسوع وہ نجات دہندہ ہے جس کی راہ یہودی لوگ صدیوں سے دیکھ رہے تھے۔ پطرس رسول کے پیغام کو سُن کر ۳۰۰۰ لوگ اِیمان لائے اور مسیح کے پیروکار بن گئے۔ اُن میں سے رُوم کے لوگ بھی تھے۔ بِلاشک و شبہ یہ مسیحی لوگ جب واپس رُوم گئے تو اِکٹھے مِل کے کلیسیا کی شکل میں عبادت کے لئے جمع ہوئے۔ اِس کا نتیجہ یہ نکلا کہ کلیسیا میں موجود لوگوں نے جو تعلیم حاصل کی تھی وہ کسی اَور ذریعہ سے ملی تھی، اِسی لئے پولس رسول کے خط نے نہ صرف اُن کے ذہنوں میں پھنسے ہوئے بہت سے سوالوں کا جواب دیا بلکہ اُن کے علم میں اِضافہ ہُوا ہو گا۔

جب پولس رسول نے اُن کو خط لکھا وہ یروشلیم جانے کی تیاری کر رہا تھا۔ ۱۵ باب کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اِس سفر سے تھوڑا خائف تھا۔ یہ بھی ممکن تھا کہ اُس کو شہید ہونا پڑتا۔ اِن سب باتوں کو مدِنظر رکھتے ہوئے مُناسب تھا کہ وہ مرکزی و بُنیادی تعلیم اپنے خط کے ذریعہ اُن تک پہنچاتا۔

پولس رسول کا رُومیوں کے نام خط اُس کی وفات کے بعد مسیح پر اِیمان لانے والوں کے لئے ایک یادگار نمونہ ثابت ہو گا۔

ایک اَور وجہ پولس کے اِنجیلِ مقدس کے بارے میں خط لکھنے کی یہ تھی کہ وہ رُوم کو مغرب کی طرف تبلیغ کا گڑھ بنانا چاہتا تھا۔ اُس کو اُمید تھی کہ رُوم ایک اہم مرکز بن جائے گا جہاں سے دوسری جگہوں تک اِنجیل کی خوشخبری پھیلے گی جیسے اِنطاکیہ اور اِفسس مرکز تھے۔ اپنے خط میں وہ اِس خواہش کا اِظہار بھی کرتا ہے کہ وہ مسیح کی خوشخبری کو اسپین تک پہنچانا چاہتا ہے، اور یہ اُسی وقت ممکن ہو سکتا تھا جب رُوم کی کلیسیا اِیمان میں اِتنی مضبوط ہو گی کہ دوسروں کے لئے ایک مِثال بن جائے۔

مگر پولس رسول ایک اَور سبب سے بھی اِنجیل کے بارے میں رُومیوں کے نام خط لکھنا چاہتا تھا۔ اِنطاکیہ کی کلیسیا کی طرح رُوم کی کلیسیا میں بھی کچھ لوگ یہودی پس منظر سے آ کر مسیح کے پیروکار بنے تھے جبکہ دوسرے نہیں۔ اِس سے دونوں گروہوں میں کچھ غلط فہمیاں اور اُلجھنیں پیدا ہو گئیں، کچھ کا تعلق تو اُن کے کلچر یعنی تہذیب و تمدن اور رہن سہن سے تھا۔ یہودی اور غیریہودی دونوں عبادت میں کچھ ایسی باتیں شامل کرتے تھے جو دونوں گروہوں کے لئے حیران اور پریشان کن تھیں۔ کچھ غلط فہمیاں اور اُلجھنیں ایسی بھی تھیں جو بہت گہری تھیں۔ صدیوں سے یہودی لوگ نجات کے واسطے خدا کے منصوبہ کا حِصہ تھے، ایسے میں کیسے ممکن تھا کہ کلیسیا میں غیریہودی لوگوں کو شامل کرنے سے یہودیوں کے خدا کے چُنے ہوئے لوگ ہونے پر کچھ اثر پڑ سکتا تھا؟

پولس اپنے خط میں اِس موضوع کو زیرِ بحث لاتا ہے جو یہودیوں اور غیریہودیوں کے لئے مسئلہ بنا ہُوا تھا۔

لیکن پولس رسول کبھی رُوم نہیں گیا، کِس نے اُس کو اِتنا اِختیار، قابلیت اور حق دیا کہ وہ مسیح کے پیروکاروں کے نام اِن مسائل کے بارے میں خط لکھے؟

دُوسرا باب

یِسوع مسیح کے ہونے کے لئے بُلائے جانا

(رومیوں ۱:۱-۶)

ہم کسی شخص کی بات پر تب یقین کرتے ہیں جب ہمیں پورا بھروسہ ہوتا ہے کہ جو وہ کہہ رہا ہے اِس کا اُس کو خوب علم و تجربہ ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہ ہم اُن لوگوں کی باتوں پر کان نہیں دھرتے جن کے بارے میں ہمیں خوب معلوم ہوتا ہے کہ جس موضوع پر یہ بحث کر رہے ہیں اِس کا اُن کو خاک بھی علم نہیں۔ مثال کے طور پر اگر ہمیں کوئی گھر بنانے کے بارے میں ہدایات دے مگر خود اُس نے کبھی ایک اِینٹ نہ لگائی ہو تو ہم اُس کی بات ایک کان سے سُن کر دوسرے کان سے نکال دیں گے۔

اور اگر کوئی کسی بات کے بارے میں کوئی علم رکھتا بھی ہو تو ہم اُس کی باتوں پر توجہ نہیں دیں گے جب تک کہ ہمارے لئے وہ بات اہم نہ ہو۔ مِثال کے طور پر ممکن ہے کوئی ریل گاڑیوں کے بارے میں بہت جانتا ہو لیکن اگر ہماری ریل گاڑیوں میں دِلچسپی نہیں ہے تو ہم موضوع تبدیل کرنے کی کوشش کریں گے۔

اِسی طرح جب ہمیں کوئی سکھانے کی کوشش کرتا ہے تو ہم جاننا چاہتے ہیں کہ اُس کی اِتنی قابلیت و اہلیت ہے یا نہیں۔ یہ اہم بات ذہن میں رکھتے

ہوئے ہم پولس رسول کے رُومیوں کے نام خط پر کیوں توجہ دیں؟ پہلے باب کی پہلی ۶ آیات میں وہ اپنے خط کے موضوع اور اپنے حق، قابلیت و اہلیت کے بارے میں بتاتا ہے، ''پولس کی طرف سے جو یسوع مسیح کا بندہ ہے اور رسول ہونے کے لئے بُلایا گیا ہے اور خدا کی اُس خوشخبری کے لئے مخصوص کِیا گیا ہے، جس کا اُس نے پیشتر سے اپنے نبیوں کی معرفت کتابِ مُقدس میں، اپنے بیٹے ہمارے خداوند یسوع مسیح کی نسبت وعدہ کِیا تھا جو جسم کے اِعتبار سے تو داؤد کی نسل سے پیدا ہُوا لیکن پاکیزگی کی رُوح کے اِعتبار سے مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے سبب سے قدرت کے ساتھ خدا کا بیٹا ٹھہرا، جس کی معرفت ہم کو فضل اور رسالت مِلی تاکہ اُس کے نام کی خاطر سب قومو ں میں سے لوگ اِیمان کے تابع ہوں، جن میں سے تم بھی یسوع مسیح کے ہونے کے لئے بُلائے گئے ہو۔ اُن سب کے نام جو رُومہ میں خدا کے پیارے ہیں اور مُقدس ہونے کے لئے بُلائے گئے ہیں، ہمارے باپ خدا اور خداوند یسوع مسیح کی طرف سے تمہیں فضل اور اِطمینان حاصل ہوتا رہے۔'' (رُومیوں ۱:۱-۶)

پولس رسول کون ہے اور کِس نے اُسے یہ حق دیا ہے کہ وہ یہ خط لکھے؟ وہ اپنے آپ کو مسیح یسوع کا بندہ یعنی خادم کہتا ہے۔ بندہ یا خادم کا لفظ جو وہ اِستعمال کرتا ہے اُس کا اکثر ترجمہ ''غلام'' کِیا جاتا ہے۔ اُس کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ وہ اپنے اِختیار سے یہ خط نہیں لکھ رہا، اِس کے برعکس مسیح اُس کا مالک و خداوند ہے لہذا وہ یسوع مسیح کی تصدیق و اِجازت اور اِلہامی ہدایت

سے لکھ رہا ہے۔ اگرچہ خط کے الفاظ تو پولس رسول کے ہیں مگر درحقیقت اِلہامی تحریک سے یہ پیغام مسیح خداوند کا ہے۔

پولس ایک رسول بھی ہے۔ لفظ رسول کا مطلب ہے ''بھیجا گیا''۔ پولس رسول اپنے مالک و خداوند یسوع مسیح کا نمائندہ ہے، وہ مسیح کی طرف سے پیغام دے رہا ہے یا ہم کہہ سکتے ہیں کہ مسیح، پولس رسول کے وسیلہ یا ذریعہ سے کام کر رہا ہے۔ ایک اَور مقام پر پولس رسول کہتا ہے کہ وہ مسیح کا ایلچی ہے (۲ کرنتھیوں ۵:۲۰)۔ یہ وہ ذمہ داری یا عہدہ ہے جو اُس نے خود اپنے لئے نہیں چُنا بلکہ وہ کہتا ہے کہ مسیح خداوند نے اُسے اِس عہدے و ذمہ داری کے لئے بُلایا ہے۔ بات بالکل واضح ہے، اگر ہم پولس رسول اور اُس کے پیغام کو رَد کرتے ہیں تو حقیقت میں مسیح یسوع کو رَد کرتے ہیں جس نے اُسے بھیجا ہے، ہم اُس کے پیغام کا بھی اِنکار کرتے ہیں۔

لیکن پولس رسول تو رُوم کی کلیسیا کے نام یہ خط لکھ رہا ہے، ہمیں اِس سے کیا دِلچسپی ہے؟ اگرچہ پولس رسول خاص طور پر رُوم میں رہنے والے مسیح کے پیروکاروں کے نام خط لکھ رہا ہے، مگر وہ خط کے آغاز میں واضح کر دیتا ہے کہ اِس خط کا موضوع و ہدایت تمام مسیحیوں کے لئے ہے۔ اگر ہم دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم مسیح کے پیروکار ہیں اور اگر ہمیں سیکھنے اور اِیمان میں مضبوط ہونے میں کوئی چیز مدد دیتی ہے تو لازم ہے کہ ہماری اُس میں دِلچسپی ہونی چاہیے۔ اِس خط میں ہم مسیح یسوع کے بارے میں دو اہم و ضروری باتیں سیکھتے ہیں۔

ایک چیز جو ہمیں مسیح کے بارے میں سیکھنا ہے وہ اُس کی اِنسانی طبیعت ہے۔ ہمارے ذہن میں مسیح یسوع کا اِتنا اعلیٰ، افضل اور جلالی تصور ہے کہ ہم بھول جاتے ہیں کہ وہ ہماری طرح ایک اِنسان بھی تھا۔ مگر جیسا کہ عبرانیوں کی اِلہامی کتاب کا مُصنف ہمیں یاد دِلاتا ہے کہ مسیح ہمارے دُکھوں اور تکلیفوں کو خوب سمجھتا ہے، اِسی لئے اُسے ہمارے ساتھ ہمدردی بھی ہے کیونکہ اُس نے جسمانی شکل میں ہماری طرح آزمائشوں اور مصیبتوں کو برداشت کِیا ہے۔ فرق یہ ہے کہ اُس نے کبھی گناہ نہیں کِیا، اِسی لئے وہ ہماری کمزوریوں میں ہماری مدد و راہنمائی کر سکتا ہے۔

اگرچہ یہ سب حق و سچائی پر مبنی ہے مگر پولس رسول مسیح کی کسی اَور اِنسانی طبیعت کے بارے میں بات کر رہا ہے۔ اُس کے اِنسانی سلسلۂ خاندان کی روشنی میں وہ داوٗد بادشاہ کی نسل سے تھا۔ جن لوگوں کے نام رُومیوں کے نام خط لکھا گیا اُن کا پس منظر یہودی تھا۔ یہ اُن کے لئے یاد دہانی ہے کہ یہودی قوم کی تمام اُمیدیں اور خواب مسیح یسوع میں پورے ہوئے ہیں۔

ایک اَور بات جو ہم پولس رسول کے اِس خط سے سیکھتے ہیں کہ مسیح نہ صرف ہماری اِنسانی طبیعت کا حِصہ بنا بلکہ وہ خدا کا بیٹا بھی ہے۔ ”بیٹا“ ایک ایسا لفظ ہے جو ایک بہت ہی قریبی رشتہ کو ظاہر کرتا ہے۔ جس طرح سے ایک اِنسانی بیٹے کے اندر اپنے باپ کی کچھ خصوصیات، خوبیاں اور عادات ہوتی ہیں، اُسی طرح مسیح یسوع میں بھی اپنے آسمانی باپ یعنی خدا کی خصوصیات و خوبیاں ہیں۔ اَب سوال یہ ہے کہ ہمارے پاس اِس کا کیا ثبوت ہے یا ہم یہ کیسے جان

سکتے ہیں؟ پولس رسول لکھتا ہے کہ خدا کے پاک رُوح نے مسیح کے بیٹے ہونے کو مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے وسیلہ ظاہر کِیا۔ مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے ذریعہ مسیح نے بِلا رُوک ٹوک یہ واضح کر دیا کہ اُس میں خدا کی طبیعت، خصوصیات و خوبیاں ہیں۔

اِن سب روحانی حقائق کا آج ہمارے ساتھ کیا تعلق ہے؟ ہم مسیح یسوع کے سلسلۂ خاندان کو سامنے رکھتے ہوئے اُس کی اِنسانی طبیعت یا مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے سبب سے اُس کی الٰہی طبیعت و اُلوہیت کو دیکھتے ہوئے اِس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ مسیح یسوع ہمارا خداوند ہے۔ مگر کیا ہم پوری سچائی سے اُس کے تابع ہیں یا ہم ابھی تک اپنی مرضی کے تابع رہ کر زندگی بسر کر رہے ہیں؟

پولس کہتا ہے کہ مسیح کے اُس کو رسول بنا کے بھیجنے کی وجہ اِنجیل ہے۔ ہم نے دیکھا کہ ''اِنجیل'' مسیح یسوع کی موت، دفن ہونے اور جی اُٹھنے کو ظاہر کرتی ہے، اور پولس رسول واضح کرتا ہے کہ اِنجیل میں اُن تمام وعدوں کی تکمیل ہے جو خدا نے پاک صحائف میں اپنے نبیوں کی معرفت کِئے۔ مگر سوال یہ ہے کہ مسیح کی موت، دفن ہونا اور مُردوں میں سے جی اُٹھنا خوشخبری کیسے ہو سکتی ہے؟ تو پولس کا جواب یہ ہے کہ ذاتی طور پر مسیح ہی کے وسیلہ سے اُس کو خدا کا فضل حاصل ہُوا جو ایک رسول ہونے کا تحفہ ہے۔ آیت ۱۶ میں وہ اپنے اِس نکتۂ نظر کی مزید وضاحت کرتے ہوئے کہتا ہے کہ اِنجیل کے وسیلہ سے جو مسیح کی موت، دفن ہونے اور مُردوں میں جی اُٹھنے کو ظاہر کرتی ہے، ہر آدمی کے لئے

خواہ وہ یہودی ہو یا غیریہودی یہ ممکن ہُوا کہ نجات حاصل کرے، اور اگر اِنجیل نہ ہوتی تو بنی نوع اِنسان کے لئے خدا کے ساتھ اپنا ٹوٹا ہُوا رشتہ بحال کرنا ناممکن ہوتا۔ یہی وہ پیغام ہے جس کا تمام لوگوں میں پرچار کرنے کے لئے پولس، رسول بنا کر بھیجا گیا۔

اَب سوال یہ ہے کہ اِنجیل کی خوشخبری سُن کے یا پڑھ کے ہمارا رَدِعمل کیا ہونا چاہیے؟ پولس کہتا ہے ہم مسیح کے ہیں۔ جس طرح مسیح نے پولس کو رسول ہونے کے لئے چُنا، اُسی طرح مسیح ہمیں بھی بُلا رہا ہے کہ اُس کی پیروی کریں۔ اور جب ہم تابعداری و وفاداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اُس کے پیچھے چلنا چاہتے ہیں تو مسیح ہمیں بھی اپنے اِلٰہی خاندان میں شامل کر لیتا ہے۔ کیا آپ مسیح کی پیروی کرنا چاہتے ہیں؟

تیسرا باب

خُدا کی قدرت

(رومیوں ۱:۷-۱۷)

جب ہم خدا کی عظیم اُلشان طاقت و قوت کے بارے میں سوچتے ہیں تو ہمارے دِل میں عام طور پر یہ خیال آتا ہے کہ وہ لامحدود قابلیت و اہلیت رکھتا ہے، کائنات میں جو چاہے کر سکتا ہے، یا شائد وہ معجزات کا خدا ہے جو مُردوں کو زندہ کر سکتا ہے اور بنی نوع اِنسان کی عدالت کر سکتا ہے۔ مگر خدا کی عظیم اُلشان طاقت و قوت کے کچھ اَور پہلو بھی ہیں جن کا ہماری زندگیوں سے گہرا تعلق ہے۔ پولس رسول اِن میں کچھ کا ذِکر مسیح کے پیروکاروں کے نام رُومیوں کے خط میں کرتا ہے۔ پہلا باب اُس کی ۷ سے ۱۷ آیت میں وہ لکھتا ہے، ''اُن سب کے نام جو رُومہ میں خدا کے پیارے ہیں اور مُقدس ہونے کے لئے بُلائے گئے ہیں۔ ہمارے باپ خدا اور خداوند یسوع مسیح کی طرف سے فضل اور اِطمینان حاصل ہوتا رہے۔ اول تو مَیں تم سب کے بارے میں یسوع مسیح کے وسیلہ سے اپنے خدا کا شکر کرتا ہوں کہ تمہارے اِیمان کا تمام دُنیا میں شُہرہ ہو رہا ہے۔ چنانچہ خدا جس کی عبادت مَیں رُوح سے اُس کے بیٹے کی خوشخبری دینے میں کرتا ہوں وہی میرا گواہ ہے کہ مَیں بِلاناغہ تمہیں یاد کرتا ہوں اور اپنی دُعاؤں میں ہمیشہ یہ درخواست کرتا ہوں کہ اَب آخرِکار خدا کی مرضی

سے مجھے تمہارے پاس آنے میں کسی طرح کامیابی ہو۔ کیونکہ مَیں تمہاری مُلاقات کا مُشتاق ہُوں تاکہ تم کو کوئی رُوحانی نعمت دُوں جس سے تم مضبوط ہو جاؤ۔ غرض مَیں بھی تمہارے درمیان ہو کر تمہارے ساتھ اُس اِیمان کے باعث تسلی پاؤں جو تم میں اور مجھ میں دونوں میں ہے۔ اور اَے بھائیو! مَیں اِس سے تمہارا ناواقف رہنا نہیں چاہتا کہ مَیں نے بارہا تمہارے پاس آنے کا اِرادہ کِیا تاکہ جیسا مجھے اَور غیر قوموں میں پھل مِلا ویسا ہی تم میں بھی مِلے مگر آج تک رُکا رہا۔ مَیں یونانیوں اور غیر یونانیوں، داناؤں اور نادانوں کا قرضدار ہوں۔ پس مَیں تم کو بھی جو رُومہ میں ہو خوشخبری سُنانے کو حتیٰ المقدُور تیار ہوں۔ کیونکہ مَیں اِنجیل سے شرماتا نہیں، اِس لئے کہ ہر ایک اِیمان لانے والے کے واسطے پہلے یہودی پھر یونانی کے واسطے نجات کے لئے خدا کی قدرت ہے۔ اِس واسطے کہ اُس میں خدا کی راستبازی اِیمان سے اور اِیمان کے لئے ظاہر ہوتی ہے جیسا کہ لکھا ہے کہ راست باز اِیمان سے جیتا رہے گا۔" (رومیوں ۱:۷-۱۷)

اپنے خط کے آغاز میں سلام دُعا کرتے ہوئے پولس رسول کہتا ہے کہ جن لوگوں کے نام یہ خط لکھ رہا ہے وہ سب خدا کے پیارے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ خدا کے پاس نہ صرف طاقت و قوت ہے بلکہ وہ ہمیں پیار بھی کرتا ہے جس سے ہمارے اندر اُمید کی ایک کرن جاگ اُٹھتی ہے۔ وہ اپنی طاقت کا اِستعمال ہی ایسے کرتا ہے کہ ہمیں فائدہ ہو۔ ایک تو یہ کہ اُس نے ہمیں چُنا کہ مُقدس ہوں۔ پولس جو لفظ یہاں اِستعمال کرتا ہے اُس کا مطلب ہے "الگ کر

دینا''۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہ خدا کے لئے ''علیحدہ کر دینا'' یا گناہ سے ''الگ کر دینا''۔

ظاہر ہے کہ یہ سب ہماری اپنی طاقت و قابلیت سے ممکن نہیں، ہم گناہگار ہیں۔ اِس کے باوجود خدا نہ صرف ہمیں مُقدس ہونے کے لئے بُلاتا ہے بلکہ وہ ہمیں وہ قابلیت و اہلیت بخشتا ہے کہ ہم مُقدس بنیں۔

پولس رسول دُعا کرتا ہے کہ جن لوگوں کے نام وہ خط لکھ رہا ہے اُن کو خدا کی طرف سے فضل اور اِطمینان حاصل ہوتا رہے۔ اکثر ہم سمجھتے ہیں کہ فضل کا کام یہ ہے کہ ہماری ناکاملیت اور خدا کی کاملیت کے درمیان خلا کو پُر کرتا ہے۔ ہاں یہ بالکل سچ ہے لیکن فضل ایک قِسم کی خدا کی طاقت بھی ہے۔ ایک اَور مقام پر پولس رسول لکھتا ہے، ''کیونکہ خدا کا وہ فضل ظاہر ہُوا ہے جو سب آدمیوں کی نجات کا باعث ہے، اور ہمیں تربیت دیتا ہے تاکہ بے دینی اور دُنیوی خواہشوں کا اِنکار کر کے اِس موجودہ جہان میں پرہیزگاری اور راستبازی اور دینداری کے ساتھ زندگی گذاریں۔'' (طِطُس ۲:۱۱-۱۲)

جو ہم اپنی طاقت و قوت سے نہیں کر سکتے، خدا اپنے فضل کے وسیلہ سے ہمارے لئے کرتا ہے۔

اِطمینان خدا کی طاقت کا ایک اَور ظہور ہے۔ پولس رسول لکھتا ہے، ''...خدا کا اِطمینان جو سمجھ سے بالکل باہر ہے تمہارے دِلوں اور خیالوں کو مسیح یسوع میں محفوظ رکھے گا۔'' (فلپیوں ۴:۷)

پولس رسول رُوم میں رہنے والے مسیح کے پیروکاروں کا شکریہ ادا کرتا ہے کہ اُن کے اِیمان کا چرچا ساری دُنیا میں ہو رہا ہے۔ یہ ایک مثالی بات ہے کہ اُن کا اِیمان اِتنا مضبوط تھا، اِس کے باوجود کہ نہ اُن کے پاس نیا عہدنامہ یعنی اِنجیلِ مقدس تھی اور نہ ہی کوئی رسول اُن کی مدد و راہنمائی کرنے کو گیا۔ اُن کے پاس اِتنی معلومات بھی نہیں تھی جو مسیح کے دوسرے پیروکاروں کو مُیسر تھی، لیکن جِتنا بھی وہ جانتے اورعلم رکھتے تھے اُس پر اُن کا اِیمان اِتنا مضبوط تھا کہ ایک مثال بن گیا۔ کیا آج ہم بھی اپنے اِیمان کی وجہ سے جانے پہچانے جاتے ہیں؟ کیا لوگ اِس کے لئے ہمارا شکریہ ادا کرتے ہیں؟

پولس رسول یہ بھی دُعا کرتا ہے کہ بہت جلد وہ رُوم کی کلیسیا سے مُلاقات کے لئے حاضر ہو گا۔ اُس کے جانے کا مقصد کیا تھا؟ وہ لکھتا ہے کہ وہ مسیح کے پیروکاروں کو ایک تحفہ دینا چاہتا ہے۔ ہم اِس تحفے کے بارے میں نہیں جانتے۔ ممکن ہے کہ اُس کا اِشارہ غیر زبانیں بولنے کے تحفے کی طرف ہو یا معجزانہ شفا، جو کہ وہ بیماروں پر ہاتھ رکھ کے دے رہا تھا۔ مگر ضروری بات یہ ہے کہ وہ اُنہیں اِس تحفے کی شکل میں اِیمان کی مضبوطی دینا چاہتا تھا۔ وہ اُن کو تحفہ دے کر اَور مضبوط بنانا چاہتا تھا۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کلیسیا یا چرچ کے راہنما ساری توجہ اپنی طرف لگانا چاہتے ہیں تاکہ ہر طرف اُن کی واہ واہ ہو، مگر پولس رسول کا مقصد دوسروں کی مدد و راہنمائی کرنا تھا۔

پولس نہ صرف رُوم میں مسیح کے پیروکاروں کی مدد و راہنمائی اور حوصلہ بڑھانا چاہتا تھا بلکہ وہ چاہتا تھا کہ وہ بھی اُن سے حوصلہ و دلیری حاصل کرے۔

اگرچہ پولس ایک رسول تھا، جس نے اپنی تعلیم براہِ راست مسیح یسوع سے حاصل کی مگر پھر بھی وہ سمجھتا تھا کہ اُسے دوسروں سے اَب بھی سیکھنے کی ضرورت ہے۔ یہ ایک بڑے راہنما و لیڈر کا اِمتیازی نشان ہے۔ اپنی اعلیٰ حیثیت اور اُونچے مرتبہ کے باوجود وہ دوسروں سے اُن کے اِیمان بارے سُننا اور سیکھنا چاہتا تھا۔ اُس نے یہاں تک کہا کہ وہ مقروض ہے نہ صرف یونانیوں اور غیر یونانیوں کا بلکہ دانشمندوں اور بے وقوفوں دونوں کا۔ پولس یہودی پس منظر سے تعلق رکھتا تھا۔ یہ حلیمی و فروتنی کی ایک عظیم مثال ہے۔ شائد وہ یہ ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ اُس پر لازم ہے کہ وہ ہر آدمی کو اِنجیل کی خوشخبری سُنائے خواہ اُس کا تعلق کسی بھی رنگ ونسل یا ذات پات یا عقیدہ سے کیوں نہ ہو۔ شائد یہ بھی ممکن ہے کہ وہ اِس حقیقت کو تسلیم کر رہا ہے کہ جو بھی مسیح میں ہے خواہ اُس کا پس منظر کوئی بھی کیوں نہ ہو اُس کا فرض ہے کہ وہ اپنے اِیمان کی روشنی دوسروں تک پھیلائے۔ وہ اِن اہم باتوں کا ذِکر رُومیوں ۱۲ باب میں کرتا ہے۔

رُوم جانے کی خواہش رکھنے کی ایک وجہ پولس رسول کے دِل میں اِس لئے بھی تھی کہ وہ وہاں اِنجیل کی خوشخبری پھیلانا چاہتا تھا۔ اَب تک وہ کسی نہ کسی وجہ سے رُکا رہا مگر اَب رُوم کے غیر یہودی لوگوں کو مسیح کے بارے میں بتانا چاہتا تھا جس طرح اُس نے باقی جگہوں پر اپنے خداوند کا پرچار کِیا۔

اِنجیل کا پیغام اِنسانی تاریخ میں بہت ہی اہم اور ضروری ہے۔ سوال یہ ہے کہ یہ پیغام اِتنا اہم کیوں ہے؟ پولس رسول لکھتا ہے کہ یہ ہر نجات لانے والے کے واسطے خدا کی قدرت ہے اور اگر ہم اِنجیل کے پیغام کو لاپرواہی سے

رَد کر دیں تو ہمارا رشتہ خدا کے ساتھ ہمیشہ کے لئے ٹوٹ جائے گا، اور ہم خدا کی عظیم طاقت سے محروم ہو جائیں گے، اور نجات نہیں پا سکیں گے۔

اِنجیل کے پیغام کے اہم و ضروری ہونے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ خدا کی پاکیزگی و راستبازی کو ظاہر کرتا ہے۔ صرف اِنجیل ہی کے وسیلہ سے ہم سچی اور حقیقی راستبازی کے بارے میں جان سکتے ہیں۔ یہ ایک ایسا معیار ہے جس کی خدا ہم سے توقع و اُمید رکھتا ہے کہ اُس پر پورے اُتریں، اور ہم راستبازی و پاکیزگی سے یہ معیار صرف اور صرف اِنجیل کے وسیلہ سے حاصل کر سکتے ہیں۔

تیسری وجہ یہ تھی کہ اِنجیل کا پیغام اِتنا اہم و ضروری ہے کہ وہ ہمیں اپنی طاقت و اچھے اعمال کے سبب سے خدا کو خوش کرنے کا ایک مُتبادل مُہیا کرتا ہے۔ ہم خود اپنے آپ کو نجات نہیں دے سکتے، مگر مسیح پر بھرپور اِیمان رکھ کر ہم ہمیشہ کے لئے نجات پا سکتے ہیں۔

مگر سوال یہ ہے کہ ہمیں نجات کی ضرورت ہی کیا ہے؟

چوتھا باب

عذر باقی نہیں

(رومیوں ۱:۱۸۔۳۲)

رُوم میں رہنے والے مسیح کے پیروکاروں کے نام پولس رسول کے خط کا بُنیادی موضوع یہ ہے کہ اِنجیل کا پیغام ''...اِیمان لانے والے کے واسطے پہلے یہودی پھر یونانی کے واسطے نجات کے لئے خدا کی قدرت ہے۔'' (رومیوں ۱:۱۶)

مگر اِس سے ذہن میں سوال اُبھرتا ہے۔ ہمیں نجات کی کیا ضرورت ہے؟ اور وہ کیا ہے جس سے ہم نجات پائیں؟

باب ۱ کی ۱۸ سے ۳۲ آیت میں پولس رسول اِن سوالات کا جواب دیتے ہوئے لکھتا ہے، ''کیونکہ خدا کا غضب اُن آدمیوں کی تمام بے دینی اور ناراستی پر آسمان سے ظاہر ہوتا ہے جو حق کو ناراستی سے دبائے رکھتے ہیں۔ کیونکہ جو کچھ خدا کی نسبت معلوم ہو سکتا ہے وہ اُن کے باطن میں ظاہر ہے، اِس لئے کہ خدا نے اُس کو اُن پر ظاہر کر دیا۔ کیونکہ اُس کی اَن دیکھی صِفتیں یعنی اُس کی ازلی قدرت اور اُلوہیت دُنیا کی پیدایش کے وقت سے بنائی ہوئی چیزوں کے ذریعہ سے معلوم ہو کر صاف نظر آتی ہیں، یہاں تک کہ اُن کو کچھ عذر باقی نہیں، اِس لئے کہ اگرچہ اُنھوں نے خدا کو جان تو لیا مگر اُس کی خدائی کے لائق اُس کی تمجید اور شکرگزاری نہ کی بلکہ باطِل خیالات میں پڑ گئے اور اُن کے بے

سمجھ دِلوں پر اندھیرا چھا گیا۔ وہ اپنے آپ کو دانا جتا کر بیوقوف بن گئے، اور غیر فانی خدا کے جلال کو فانی اِنسان اور پرندوں اور چوپایوں اور کیڑے مکوڑوں کی صُورت میں بدل ڈالا۔ اِس واسطے خدا نے اُن کے دِلوں کی خواہشوں کے مطابق اُنہیں ناپاکی میں چھوڑ دیا کہ اُن کے بدن آپس میں بے حُرمت کِئے جائیں، اِس لئے کہ اُنہوں نے خدا کی سچائی کو بدل کر جھوٹ بنا ڈالا اور مخلوقات کی زیادہ پرستِش اور عبادت کی بہ نسبت اُس خالق کے جو اَبد تک محمود ہے، آمین۔ اِسی سبب سے خدا نے اُن کو گندی شہوتوں میں چھوڑ دیا، یہاں تک کہ اُن کی عورتوں نے اپنے طبعی کام کو خلافِ طبع کام سے بدل ڈالا۔ اِسی طرح مرد بھی عورتوں سے طبعی کام چھوڑ کر آپس کی شہوت سے مَست ہو گئے یعنی مردوں نے مردوں کے ساتھ رُوسیاہی کے کام کر کے اپنے آپ میں اپنی گمراہی کے لائق بدلہ پایا۔ اور جس طرح اُنہوں نے خدا کو پہچاننا ناپسند کِیا اُسی طرح خدا نے بھی اُن کو ناپسندیدہ عقل کے حوالہ کر دیا کہ نالائق حرکتیں کریں۔ پس وہ ہر طرح کی ناراستی، بدی، لالچ اور بدخواہی سے بھر گئے اور حسد، خونریزی، جھگڑے، مکاری اور بغض سے معمور ہو گئے اور غِیبت کرنے والے، بدگو، خدا کی نظر میں نفرتی اَوروں کو بے عزت کرنے والے، مغرور، شیخی باز، بدیوں کے بانی، ماں باپ کے نافرمان، بیوقوف، عہد شکن، طبعی محبت سے خالی اور بے رحم ہو گئے، حالانکہ وہ خدا کا یہ حکم جانتے ہیں کہ ایسے کام کرنے والے موت کی سزا کے لائق ہیں، پھر بھی نہ فقط آپ ہی ایسے کام کرتے ہیں بلکہ اَور کرنے والوں سے بھی خوش ہوتے ہیں۔" (رومیوں ۱:۱۸۔۳۲)

دُنیا میں بہت سے لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ خدا کا وجود نہیں۔ کچھ کہتے ہیں کہ خدا کو ہم جان پہچان نہیں سکتے، اور کچھ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ خدا کا ہماری زندگیوں سے کوئی تعلق واسطہ نہیں لہذا ہم جو مرضی کریں اُس کو کچھ پرواہ نہیں۔ پولس رسول کہتا ہے کہ جو لوگ ایسی من گھڑت باتیں کرتے ہیں اُن کے پاس اِن باتوں کا کوئی جواز نہیں، کیونکہ خدا نے اپنے آپ کو اور اپنے اخلاقی معیار کو بارہا ہمارے سامنے رکھا ہے تاکہ ہم اُسے پہچانیں۔ ہمیں صرف قدرت کے رنگوں پر ایک نظر ڈالنے کی ضرورت ہے، اُس کی ازلی طاقت و قوت اور اِلٰہی طبیعت خود بخود ہم پر ظاہر ہو جائے گی۔ جیسا کہ داؤد بادشاہ نے کیا خوب کہا ہے، ''آسمان خدا کا جلال ظاہر کرتا ہے اور فضا اُس کی دستکاری دِکھاتی ہے۔ دِن سے دِن بات کرتا ہے اور رات کو رات حِکمت سِکھاتی ہے۔'' (زبور ۱۹:۱-۲)

اگر خدا کی ازلی سچائی اِسقدر واضح اور صاف ہے تو لوگ اُس کے وجود کا اِنکار کیوں کرتے ہیں؟ وہ کیوں گمراہی و برگشتگی کا شکار ہو کر جھوٹے خداؤں کی پیروی شروع کر دیتے ہیں؟ پولس رسول کہتا ہے کہ خدا سے دُور ہونے کی پہلی منزل سچائی کو دبانا ہے۔ اِس کا مطلب یہ ہے کہ لوگ خدا کے بارے میں حق و سچائی کو نہیں جانتے اور اِس کی بُنیادی وجہ یہ ہے کہ وہ جاننا چاہتے ہی نہیں۔ ہمارے اِرد گِرد اَن گنت شواہد اور گواہیاں ہیں جن پر ایک نظر ڈالنے سے ہم خدا کو پہچان سکتے ہیں مگر اِس کے لئے نہایت ضروری ہے کہ ہمارے دِل و دماغ کھلے ہوں۔ لیکن اکثر سچائی کو قبول نہ کرنا اور اُس کا اِنکار

کرنا آسان ہوتا ہے۔ مسیح یسوع نے فرمایا، ''کیونکہ جو کوئی بدی کرتا ہے وہ نُور سے دُشمنی رکھتا ہے اور نُور کے پاس نہیں آتا، ایسا نہ ہو کہ اُس کے کاموں پر ملامت کی جائے۔ (یوحنا ۳:۲۰)

خدا سے دُور ہونے کی دوسری منزل خدا کے جلال اور عظمت و حشمت کا اِنکار ہے۔ ظاہر ہے یہ خدا کی پہچان ہے، اور اِس کا مطلب یہ ہُوا کہ ہم خدا کی بزرگی و عظمت کو تسلیم نہیں کرتے، ہم اُس سے وہ محبت نہیں رکھتے جو ہمیں رکھنی چاہیے، اور نہ ہی ہم اُس کے عزم و اِرادے کو اپنے منصوبوں اور اِرادوں پر فوقیت دیتے ہیں۔

خدا سے دُور ہونے کی تیسری منزل خدا کی نعمتوں کا شکر ادا نہ کرنا ہے۔ شکر ادا کرنے سے ہم تسلیم کرتے ہیں ہمارے پاس جو بھی نعمت ہے وہ خدا کی بخشِش و عنایت ہے۔ اُس کا شکر ادا نہ کرنا اُس وسیلہ کا یعنی خدا کا اِنکار ہے جو تمام برکات ہم پر نازل کرتا ہے۔ اِس سے ہمارے اندر فخر و تکبر کا گناہ بھی جاگ اُٹھتا ہے کہ یہ سب ہم نے اپنی محنت و طاقت سے حاصل کِیا ہے۔

لیکن خدا سے دُوری کی ہمیں قیمت بھی چُکانی پڑتی ہے۔ اگر ہم سچائی کو دبائیں گے اور خدا کو جلال نہیں بخشیں گے اور اُس کی نعمتوں کا شکریہ ادا نہیں کریں گے تو خدا کی طرف سے ہمارا دماغ بند ہو جائے گا، ہمارے تصورات و خیالات بے معنی، بے مقصد و بے سُود ہوں گے، ہماری سمجھ و حکمت بھی وہ نہیں رہے گی جو خدا کے قریب رہنے سے تھی۔ یوں کہہ لیں کہ ہم اندھوں کی طرح اندھیرے میں اِدھر اُدھر ٹکریں مارتے پھریں گے۔ اگرچہ ہمارے پاس ہر

قِسم کا علم و معلومات ہو گی اور ہم اپنے آپ کو بہت دانشور و عقلمند تصور کریں گے مگر حقیقت میں ہم سے بڑا بیوقوف کوئی اَور نہیں ہو گا۔

خدا سے دُوری کی تین منزلوں کے علاوہ پولس رسول تین ایسے فعل و عمل اور نتائج کا ذکر کرتا ہے جو ہمیں ہر لمحہ خدا سے دُور سے دُور تر کرتے چلے جاتے ہیں۔ پہلا فعل و عمل خدا کے جلال و حشمت کو اِنسان، پرندوں اور چوپایوں کی صورت میں بدل ڈالنا۔ اِنسان میں کچھ ایسا ہے جو اُس میں یہ خواہش پیدا کرتا ہے کہ وہ پرستش و عبادت کرے۔ اگر ہم خدا کو رَد کرتے ہیں تو ہم اِس کمی کو دوسرے خداؤں کے آگے جُھک کر پوری کریں گے۔ خدا کے علاوہ کسی اَور کی حمد و تمجید کرنے کے نتائج یہ نکلتے ہیں کہ خدا ہمیں گمراہی و برگشتگی ہی میں چھوڑ دیتا ہے۔ اِس کا مطلب یہ ہوا کہ خدا شیطانی طاقتوں کے خلاف ہماری حفاظت و نگہبانی نہیں کرتا بلکہ اُن کے حوالے کر دیتا ہے کیونکہ بُرائی کا یہ راستہ ہم نے اپنے لئے خود چُنا ہے۔ اور اِس کا ایک نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ہم گندی شہوتوں میں بُری طرح سے پھنس جاتے ہیں۔

پولس رسول کا بتایا ہوا دوسرا فعل عمل اور اُس کے نتائج پہلے سے ملتے جُلتے ہیں، یعنی خدا کی سچائی کو جھوٹ میں بدل دینا۔ پولس کہتا ہے کہ خدا سچا ہے (رومیوں ۳:۴)۔ جب ہم خدا کو رَد کرتے یا اُس کا اِنکار کرتے ہیں تو ہم سچائی کو رَد کرتے اور حق کا اِنکار کرتے ہیں اور یہ بھی ہماری فِطرت کے عین مطابق ہے کہ ہم جھوٹ کو ہی گلے لگائیں گے۔ جبکہ ہمارے اندر ازل سے عبادت و پرستش کرنے کی خواہش و عادت ہے تو ہم گمراہ و برگشتہ ہو کر تخلیق کار کی نہیں

بلکہ اُس کی تخلیق کی پیروی شروع کر دیں گے۔ ایک بار پھر اِس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ خدا ہمیں ناپاک و گندی شہوتوں میں چھوڑ دیتا ہے۔ یہ شہوتیں آدمی کا آدمی سے اور عورت کا عورت سے غیر اخلاقی فعل اور غیر طبعی جنسی تعلقات پر مبنی ہوسکتی ہیں۔

پولس رسول کا بتایا ہوا تیسرا فعل و عمل اور اُس کے نتائج خدا کے بارے میں علم و معلومات نہ رکھنا ہے۔ ہمارے اِس فیصلہ سے خدا ہمیں ناپسندیدہ عقل کے حوالہ کر دیتا ہے تاکہ نالائق حرکتیں کریں۔ اگر ہم بھلائی، نیکی، اچھائی اور صاف سُتھرے خیالات سے دُور ہو جائیں گے تو ہمارے پاس گمراہ و برگشتہ سوچ اور دھوکے و فریب کے سِوا کچھ نہ بچے گا۔ اور پولس رسول کہتا ہے کہ یہ وہ بُرائیاں ہیں جن سے حسد، خونریزی، جھگڑے، بغض، غرور، شیخی، غیبت، نافرمانی، بیوقوفی، عہد شکنی اور اِسی طرح کی اَور قابلِ نفرت شیطانی حرکتیں جنم لیں گی۔ اِس کے علاوہ نہ صرف ہم اپنے اِن حرکتوں کو در گزر کریں گے بلکہ ہمیں دوسروں میں بھی کوئی ایسی بُرائی نظر نہیں آئے گی حالانکہ خدا نے واضح طور پر اِن برائیوں سے منع کِیا ہے۔

پانچواں باب

اعمال کے موافق بدلہ

(رومیوں ۲:۱-۱۱)

رُومیوں کے نام اپنے اِلہامی خط میں پولس رسول یہ سوال اُٹھاتا ہے کہ ہمیں نجات کی ضرورت کیوں ہے؟ وہ کہتا ہے کہ لوگ جان بوجھ کر خدا سے دُور ہو گئے ہیں۔ اُنہوں نے حق و سچائی کا اِنکار کِیا ہے اور گندی شہوتوں کو گلے لگا لیا ہے جس کے نتیجہ میں وہ ہر طرح کی ناراستی و بدی کا شکار ہو گئے۔ اُن کے پاس اپنی اِن حرکتوں، رویہ اور نتائج کا کوئی عذر نہیں۔

جن کے نام پولس رسول اپنا یہ اِلہامی خط لکھ رہا ہے اُن میں سے کچھ یہودی تھے۔ کیونکہ خدا نے اُن کو موسوی شریعت دی، ممکن ہے کہ وہ اپنے آپ کو اُن سے افضل و اعلیٰ سمجھتے تھے جن کے پاس شریعت نہیں تھی اور خدا نے اُن کو گناہ آلودہ ناپاکی میں چھوڑ دیا تھا۔ اِسی لئے پولس رسول وضاحت کرتے ہوئے کہتا ہے کہ موسوی شریعت رکھنے سے کوئی خدا کو خوش نہیں کر سکتا بلکہ خدا کے بتائے ہوئے اُصولوں اور معیار پر عمل کر کے ہم خدا کی نظر میں مقبول ٹھہر سکتے ہیں۔ وہ جو موسوی شریعت رکھتے ہیں مگر اُس کے مطابق زندگی بسر نہیں کرتے اُتنے ہی قابلِ مذمت ہیں جتنا کوئی اَور۔

۲ باب کی ۱ سے ۱۱ آیت میں لکھا ہے، ''پس اَے اِلزام لگانے والے! تُو کوئی کیوں نہ ہو تیرے پاس کوئی عذر نہیں کیونکہ جس بات کا تُو دوسرے پر اِلزام لگاتا ہے اُسی کا تُو اپنے آپ کو مجرم ٹھہراتا ہے، اِس لئے کہ تُو جو اِلزام لگاتا ہے خود وہی کام کرتا ہے۔ اور ہم جانتے ہیں کہ ایسے کام کرنے والوں کی عدالت خدا کی طرف سے حق کے مطابق ہوتی ہے۔ اَے اِنسان! تُو جو ایسے کام کرنے والوں پر اِلزام لگاتا ہے اور خود وہی کام کرتا ہے، کیا یہ سمجھتا ہے کہ تُو خدا کی عدالت سے بچ جائے گا؟ یا تُو اُس کی مہربانی اور تحمل اور صبر کی دولت کو ناچیز جانتا ہے اور نہیں سمجھتا کہ خدا کی مہربانی تجھ کو توبہ کی طرف مائل کرتی ہے؟ بلکہ تُو اپنی سختی اور غیر تائب دِل کے مطابق اُس قہر کے دِن کے لئے اپنے واسطے غضب کما رہا ہے جس میں خدا کی سچی عدالت ظاہر ہو گی۔ وہ ہر ایک کو اُس کے کاموں کے مُوافق بدلہ دے گا۔ جو نیکوکاری میں ثابت قدم رہ کر جلال اور عزت اور بقا کے طالب ہوتے ہیں اُن کو ہمیشہ کی زندگی دے گا، مگر جو تفرقہ انداز اور حق کے نہ ماننے والے بلکہ ناراستی کے ماننے والے ہیں اُن پر غضب اور قہر ہو گا۔ اور مُصیبت اور تنگی ہر ایک بدکار کی جان پر آئے گی، پہلے یہودی پھر یونانی کی۔ مگر جلال اور عزت اور سلامتی ہر ایک نیکوکار کو مِلے گی، پہلے یہودی کو پھر یونانی کو، کیونکہ خدا کے ہاں کسی کی طرفداری نہیں۔'' (رومیوں ۲:۱۔۱۱)

ہم اِنسان دوسروں پر اِلزام لگانے اور مذمت کرنے میں بہت جلدی کرتے ہیں۔ جب ہم دیکھتے ہیں کوئی کچھ کر رہا ہے جو ہمارے نزدیک گناہ ہے

تو ہم اِدھر اُدھر کی باتیں کرنا شروع کر دیتے ہیں کہ دیکھو وہ کِتنا سنگین گناہ کر رہا ہے۔ بدقسمتی سے ہماری رائے صرف اُس کے فعل و عمل تک محدُود نہیں ہوتی بلکہ ہم اُس کی شخصیت و ذات کو بھی نشانہ بنانے سے گریز نہیں کرتے کہ فلاں کِتنا بُرا آدمی ہے۔

ہم سب کے لئے مُناسب ہے کہ خدا کے اخلاقی معیار کے مطابق زندگی بسر کریں۔ اِس میں کوئی بُرائی نہیں اگر ہم کسی کو اِلٰہی اُصولوں کے خلاف زندگی گزارتے دیکھتے ہیں یا اگر کوئی خدا کے احکامات کی پابندی نہیں کرتا تو اُس کو نصیحت و تنبیہ کرتے ہیں۔ مگر یہ مناسب نہیں کہ ہم لوگوں سے توقع کریں کہ وہ ہمارے معیار کے مطابق اپنے آپ کو ڈھالیں نہ کے جو خدائے بزرگ و برتر نے فرمایا ہے۔ اور اِس سے بھی بُری بات یہ ہے کہ جس بات کے لئے ہم دوسروں کو لعن طعن کرتے ہیں خود بھی وہی کرتے ہیں۔ ممکن ہے کہ ہم نے وہ کچھ نہ کِیا جس کا ذِکر پولس رسول نے اپنے خط کے پہلے حصہ میں کِیا ہے لیکن ہم نے بھی خدا کے اخلاقی معیار اور اُس کے اِلٰہی اُصولوں کو توڑا ہے۔ مثال کے طور پر ہم گندی شہوت پرستی میں شامل تو نہیں مگر شیخی باز اور مغرور ہیں۔ پولس کہتا ہے کہ یہ گناہ بھی شہوت پرستی کے برابر ہے۔ اگرچہ ہم نے اُن تمام باتوں سے پرہیز کِیا ہے جن کا ذِکر پولس رسول نے کِیا ہے مگر پھر بھی ہم نے خدا کے اخلاقی معیار کی مکمل طور پر تابعداری نہیں کی۔ ہم میں سے کوئی بھی یہ دعویٰ نہیں کر سکتا ہے کہ اُس نے خدا کے شرعی قوانین کی مکمل پیروی کی ہے۔

لہٰذا ہر وہ آدمی جو خدا کے اخلاقی معیار کو جانتا ہے، اُس شخص کی مذمت نہیں کر سکتا جو خدا کے اخلاقی معیار کی پہچان نہیں رکھتا۔ جن کے پاس خدا کی شریعت ہے مگر اُس کے مطابق زندگی بسر نہیں کرتے، وہ اُتنے ہی قصور وار ہیں جن کے پاس شریعت نہیں ہے۔ وہ جان بوجھ کر خدا کے بارے میں علم و پہچان نہیں رکھتے حالانکہ وہ کائنات کے رنگوں میں خدا کی ذات کا عکس دیکھ سکتے ہیں۔ دونوں صُورتوں میں خدا ہماری عدالت کرے گا۔ پولس رسول لکھتا ہے کہ خدا کی عدالت حق و سچائی پر مبنی ہے۔ اِس کا مطلب یہ ہُوا کہ وہ صحیح اور حقیقی صُورت حال کا جائزہ لے کر فیصلہ کرتا ہے، نہ کے ہمارا اپنے بارے میں دوسروں سے بہتر و اعلیٰ ہونے یا دوسروں کے مقابلہ میں اپنا گناہ چھوٹا اور دوسروں کا گناہ بڑا دِکھائی دینے کا خوش فہمی پر مبنی تصور۔ ہم سب قصور وار و مجرم ہیں خواہ ہم نے کِتنے زیادہ یا کم گناہ کِئے ہوں۔

اِس سے ذہن میں ایک سوال اُبھرتا ہے۔ اگر ہم سب مجرم و قصوروار ہیں اور سب اُس کی عدالت کا سامنا کریں گے تو پھر خدا کیوں مُسلسل ہمارے گناہوں کی فکر کرتا ہے؟ وہ کیوں ہمیشہ کے لئے بدی کا خاتمہ نہیں کر دیتا؟ پولس رسول اِس سوال کا جواب دیتے ہوئے کہتا ہے کہ یہ خدا کی مہربانی، تحمل اور صبر ہے۔ وہ اُمید رکھتا ہے کہ اُس کی مہربانی، تحمل و صبر ایک دِن گناہگار و مجرم اِنسان کو بدی سے دُور کر کے توبہ کی طرف مائل کرے گی۔ پطرس رسول اِس حقیقت کی تائید کرتے ہوئے کہتا ہے، خدا ”...تمہارے بارے میں تحمل کرتا ہے اِس

لئے کہ کسی کی ہلاکت نہیں چاہتا بلکہ یہ چاہتا ہے کہ سب کی توبہ تک نوبت پہنچے۔" (۲-پطرس ۹:۳)

ذرا سوچیئے کہ ہماری حالت کیا ہو گی کہ اگر ہم خدا کے صبر وتحمل کو گناہ پہ گناہ کرنے کا بہانہ یا عذر بنا لیں؟ پولس رسول کہتا ہے کہ ہم اپنے لئے خدا کا غیظ و غصہ جمع کر تے ہیں۔ ممکن ہے خدا ہمیں ایک دَم سے ہلاک نہیں کرنا چاہتا اِس اُمید پر کہ شائد گناہ سے ہمیشہ کے لئے چھٹکارا پا کر ہماری توبہ تک نوبت پہنچ جائے۔ مگر وہ دِن دُور نہیں جب اُس کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو جائے گا اور وہ ہمیں عدالت کے تخت کے سامنے کھڑا کرے گا۔

اَب سوال یہ ہے کہ خدا کِس بُنیاد پر ہماری عدالت کرے گا؟ پولس لکھتا ہے کہ خدا کی عدالت حق کے مطابق ہوتی ہے۔ یہ ہمارے گناہوں کی سزا کے لئے بالکل مُناسب ہے۔ جیسا کہ ہم پہلے دیکھ چُکے ہیں کہ یہ سزا حق و اِنصاف پر مبنی ہے۔ خدا نہ تو ہمیں اُس گناہ کی سزا دے گا جو ہم نے کِیا ہی نہیں اور نہ جو ہم نے کِیا ہے اُس کو دَرگزر کرے گا۔ پولس رسول وضاحت کرتے ہوئے کہتا ہے، "وہ ہر ایک کو اُس کے کاموں کے مُوافق بدلہ دے گا۔" (رومیوں ۶:۲)

اگر ہم پر گناہ ثابت ہو جاتا ہے اور خدا ہمارے جرم وقصور کے مطابق اِنصاف کرتا ہے تو کیا پھر ہمارے لئے کوئی اُمید باقی رہتی ہے؟ کیا خدا کے غیظ وغضب سے بچنے کی کوئی راہ ہے؟ ہاں بالکل ہے۔ دو اُصول ہیں جن کی روشنی میں خدا ہمارے گناہوں کی عدالت کرے گا۔ اِس میں شک و شبہ نہیں کہ وہ اُن

کو سزا دے گا جو حق و سچائی کو رَد کر کے بُرائی کا راستہ اپناتے ہیں۔ دوسری طرف اُن کو برکات سے نوازے گا جو بھلائی و اچھائی کا راستہ اپناتے ہیں۔ جیسا کہ ہم پہلے ہی دیکھ چکے ہیں خدا چاہتا ہے کہ ہماری توبہ تک نوبت پہنچے، اگر ہم گناہ سے دُور بھاگتے ہیں اور اچھائی و بھلائی کرنے کا اِرادہ باندھتے ہیں تو ظاہر ہے کہ خدا ہمیں اِلٰہی برکات سے نوازے گا۔

یہ اُصول ہر کسی پر لاگو ہوتا ہے خواہ ہم یہودی ہیں یا غیر یہودی، خواہ ہم خدا کے قوانین یعنی شریعت کو جانتے ہیں یا نہیں۔ خدا کسی کی طرفداری نہیں کرتا، خواہ ہم کوئی بھی کیوں نہ ہوں اور ہمارا خاندانی پس منظر کیسا بھی کیوں نہ ہو۔ وہ ہمارے فعل وعمل یعنی اچھے اور بُرے کاموں کی بُنیاد پر اِنصاف کرے گا۔

لیکن کیا یہ واقعی سچ ہے؟ کیا خدا درحقیقت حق و اِنصاف سے ہماری عدالت کرے گا؟ اُس نے یہودی لوگوں کو موسوی شریعت دی، لہٰذا مُناسب ہے کہ وہ اُن کا اِنصاف اُسی کے مطابق کرے یعنی اگر وہ اِلٰہی قوانین کی حکم عدُولی کریں گے تو سزا پائیں گے۔ مگر سوال یہ ہے کہ اُن کا کیا ہو گا جن کو شریعت اور اُس کے قوانین کو جاننے کا موقع ہی نہیں مِل سکا؟ خدا اُن کو اُن کے گناہوں کی سزا کِس بُنیاد پر دے گا؟ خدا اُن کو ابدی عدالت میں کیسے کھڑا کرے گا جن کو اِلٰہی اخلاقی معیار کو جاننے اور اپنانے کا موقع ہی نہیں مِلا؟

چھٹا باب

دِلوں پر لِکھی

(رومیوں ۲:۱۲-۱۶)

کہتے ہیں ''قانون سے بے خبری عذر کا سبب نہیں'' فرض کریں کسی شخص کو پولیس نے پکڑ لیا کہ وہ پبلِک پارک سے گھر میں ایندھن جلانے کے لئے درخت کاٹ رہا تھا۔ کیا وہ جج کے سامنے یہ عذر پیش کر کے رہائی پا لے گا کہ '' عزت مآب، مجھے معلوم نہیں تھا کہ پبلِک پارک سے اپنے گھر میں ایندھن جلانے کے لئے لکڑی کاٹنا خلافِ قانون ہے؟'' یقیناً یہ عذر کی بات نہیں۔ مسئلہ یہ نہیں کہ اُسے قانون کا پہلے سے عِلم تھا یا نہیں، مسئلہ یہ ہے کہ یہ اُس کی ذمہ داری تھی کہ درخت پر کلہاڑی چلانے سے پہلے پتہ کرتا کہ اِس کی اِجازت ہے یا نہیں۔

ممکن ہے کوئی کہے کہ ''جج صاحب نے دُرست فیصلہ نہیں کِیا۔ اُن کو جرمانہ نہیں کرنا چاہیے تھا۔ اُس نے قانون توڑنے کا اِرادہ تو نہیں کِیا تھا۔'' ہاں، یہ کسی حد تک سہی ہے کہ اُس نے پارک سے انجانے میں لکڑی کاٹ کے کوئی اِتنا بڑا جُرم نہیں کر لیا، اُس کے مقابلہ میں جس نے جانتے بوجھتے ہوئے قانون توڑا ہو۔ ہاں، یہ ضرور ہے کہ اُس کا قصور تو ہے کہ اُس نے لاپرواہی کا مظاہرہ کِیا کہ قانون کے بارے میں لاعِلم رہا اور یہ جاننے کی کوشش نہیں کی کہ اگر

پبلِک پارک سے لکڑی کاٹے گا تو قانون کی خلاف ورزی ہو گی۔ اُس کو ایک اچھا شہری ہوتے ہوئے قانون کا پتہ ہونا چاہیے تھا، لہذا اُس کو جج صاحب نے بالکل سہی جرمانہ کِیا ہے، خواہ اُس نے جان بوجھ کر قانون توڑا یا نہیں توڑا۔

رُومیوں کے نام اپنے اِلہامی خط کے ۲ باب میں پولس رسول واضح کرتا ہے کہ موسوی شریعت یہودی لوگوں کو دی گئی۔ کیونکہ اُن کے پاس قانون تھا، لہذا یہ اُن کی ذمہ داری تھی کہ وہ اِس کے بارے میں جانتے اور اُس پر عمل کرتے۔ بے خبری یا لاپرواہی کوئی عذر نہیں۔ اگر اُنہوں نے قانون کو توڑا تو خدا کی طرف سے عدالت و سزا ہونا ہی تھی خواہ اُنہوں نے جان بوجھ کر قانون توڑا یا لاپرواہی و بے خبری کا مظاہرہ کِیا۔ دونوں صورتوں میں قانون کی نافرمانی ہوئی۔

مگر اِس سے ذہن میں ایک اَور سوال اُبھرتا ہے کہ خدا اُن کی عدالت یا اِنصاف کیسے کرے گا جن کو کبھی یہ موقع ہی نہیں مِلا کہ وہ اُن سے کیا چاہتا ہے؟ خدا نے یہودی لوگوں کو اپنی شریعت دی، اُس نے غیریہودیوں کو اپنا قانون نہیں دیا، تو اَب سوال یہ ہے کہ کیا یہ بے اِنصافی نہیں ہے کہ خدا غیریہودیوں کو بھی اُسی اخلاقی معیار سے ناپتا ہے جو اُن کو دیا ہی نہیں گیا؟

پولس رسول اِس سوال کا جواب ۲ باب کی ۱۲ سے ۱۶ آیت میں دیتے ہوئے کہتا ہے، ”...جنہوں نے بغیر شریعت پائے گناہ کِیا وہ بغیر شریعت کے ہلاک ہوں گے اور جنہوں نے شریعت کے ماتحت ہو کر گناہ کِیا اُن کی سزا شریعت کے مُوافق ہو گی۔ کیونکہ شریعت کے سُننے والے خدا کے نزدیک راستباز

نہیں ہوتے بلکہ شریعت پر عمل کرنے والے راستباز ٹھہرائے جائیں گے۔ اِس لئے کہ جب وہ قومیں جو شریعت نہیں رکھتیں اپنی طبیعت سے شریعت کے کام کرتی ہیں تو باوجود شریعت نہ رکھنے کے وہ اپنے لئے خود ایک شریعت ہیں۔ چنانچہ وہ شریعت کی باتیں اپنے دِلوں پر لکھی ہوئی دِکھاتی ہیں اور اُن کا دِل بھی اُن باتوں کی گواہی دیتا ہے اور اُن کے باہمی خیالات یا تو اُن پر اِلزام لگاتے ہیں یا اُن کو معذور رکھتے ہیں، جس روز خدا میری خوشخبری کے مطابق یسوع مسیح کی معرفت آدمیوں کی پوشیدہ باتوں کا اِنصاف کرے گا۔" (رومیوں ۲:۱۲-۱۶)

اِس حوالہ میں پولس رسول خدا کی عدالت و اِنصاف کی یقین دہانی کرواتا ہے کہ وہ تمام بنی نوع اِنسان کی عدالت کرے گا، مگر پھر بھی وہ اُن کا اِنصاف ایسے اخلاقی معیار کے مطابق نہیں کرے گا جس پر پورا اُترنا اُن کے لئے ممکن نہ ہو۔ خدا مانتا ہے کہ کچھ لوگوں کے پاس شریعت و قانون نہیں ہے۔ اُن کی بے خبری اور لاعلمی کے بارے میں کوئی شک و شبہ نہیں، وہ ایک مسلمہ حقیقت ہے۔ مگر سوال یہ نہیں کہ وہ لاعلم ہیں یا آگاہ نہیں ہیں، خدا کبھی بھی اُن کی عدالت اُن اخلاقی اُصولوں کے مطابق نہیں کرے گا جو اُن کے پاس تھے ہی نہیں یا جن کے بارے میں جاننا اُن کے لئے ناممکن تھا۔ جن کے پاس شریعت یا قانون نہیں اُن کا اِنصاف و عدالت اُس کے تحت نہیں ہو گا۔

پولس رسول جو کہہ رہا ہے اُس کی تصدیق پاک صحائف میں دوسری جگہوں سے بھی ہو جاتی ہے۔ ایک اَور مقام پر خدا ہماری ذمہ داری اور فعل و عمل بارے فرماتا ہے، "جو قتل کے لئے گھسیٹے جاتے ہیں اُن کو چھڑا۔ جو مارے

جانے کو ہیں اُن کو حوالہ نہ کر۔ اگر تُو کہے دیکھو ہم کو یہ معلوم نہ تھا تو کیا دِلوں کو جانچنے والا یہ نہیں سمجھتا؟ اور کیا تیری جان کا نگہبان یہ نہیں جانتا؟ اور کیا وہ ہر شخص کو اُس کے کام کے مطابق اَجر نہ دے گا؟'' (اِمثال ۲۴:۱۱-۱۲)

دوسری طرف پولس رسول واضح کرتا ہے کہ جو شریعت و قانون کے بارے میں جانتے ہیں اُن کی عدالت اُسی کی روشنی میں ہو گی۔ محض قانون و شریعت ہونا ہی کافی نہیں بلکہ لازم ہے کہ زندگی اُس کے عین مطابق ہو اِس سے پہلے کہ خدا کسی کو راستباز ٹھہرائے۔ اگر زندگی شریعت کے مطابق نہیں تو خدا کی عدالت میں وہ گناہگار ٹھہرے گا۔

وہ کون سے اخلاقی معیار و اُصول ہیں جن کی روشنی میں خدا اُن لوگوں کا اِنصاف کرے گا جن کے پاس شریعت و قانون نہیں؟ پولس رسول کہتا ہے وہ اپنے آپ میں خود قانون و شریعت ہیں۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہ خدا اُن کا اِنصاف اِس اُصول کی روشنی میں کرے گا کہ اُن کے پاس خدا کے بارے میں جتنی بھی معلومات ہیں کیا اُس کے مطابق اُن کی زندگی ہے؟ اگر ایسا ہُوا تو خدا اُنہیں بے گناہ قرار دے گا، اور اگر تھوڑا بہت علم رکھنے کے بعد خدا کے اخلاقی معیار کی نافرمانی ہوئی ہے تو خدا اُن کو مجرم و گناہگار ٹھہرائے گا۔

ایک طرح سے یہ کہنا کہ غیریہودی لوگوں کے پاس خدا کی شریعت نہیں غلط ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ خدا نے ہر اِنسان کے اندر اچھے بُرے کی تمیز کرنے کی عقل و سمجھ دی ہے۔ اِس اِلٰہی آگاہی کو ہم ضمیر کہتے ہیں۔ عام طور پر ہم جب کوئی بُرا کام کر رہے ہوتے ہیں تو اندر سے جانتے ہیں کہ جو ہم کر

رہے ہیں غلط ہے کیونکہ ہمارا ضمیر ہمیں ملامت کرتا اور ہمارا دِل ہمیں اِلزام دیتا ہے۔ اِسی طرح جب ہم کوئی اچھا کام کر رہے ہوتے ہیں تو ہمارا ضمیر اُس کی تصدیق کرتا اور ہمارا دِل اُس کو سراہتا ہے۔

مگر ہمارا ضمیر ایک مکمل و کامِل راہنما نہیں۔ بائبل مُقدس ہمیں بتاتی ہے کہ ہمیں تربیت کی ضرورت ہے۔ مثال کے طور پر خدا کے پاک کلام میں غذا کو تمثیلاً اِستعمال کِیا گیا ہے تاکہ رُوحانی پختگی کے معیار کو جانچ سکے۔ لکھا ہے، ''کیونکہ دُودھ پیتے ہوئے کو راستبازی کے کلام کا تجربہ نہیں ہوتا اِس لئے کہ وہ بچہ ہے، اور سخت غذا پوری عُمر والوں کے لئے ہوتی ہے جن کے حَواس کام کرتے کرتے نیک و بد میں اِمتیاز کرنے کے لئے تیز ہو گئے ہیں۔'' (عبرانیوں ۵:۱۳-۱۴)

ہمارے ضمیر سے بھی غلطی ہو سکتی ہے۔ ایک اَور مقام پر پولس رسول لکھتا ہے، ''کیونکہ میرا دِل تو مجھے ملامت نہیں کرتا مگر اِس سے مَیں راستباز نہیں ٹھہرتا بلکہ میرا پرکھنے والا خداوند ہے۔'' (۱-کرنتھیوں ۴:۴)

پولس رسول واضح کرتا ہے کہ خدا اُن لوگوں کی عدالت و اِنصاف اُن کے ضمیر کی روشنی میں کرے گا جن کو اُس کے اخلاقی معیار کو جاننے اور پہچاننے کا موقع نہیں مِلا۔ کیا وہ وہی کام کریں گے جو دُرست و صحیح ہیں کیونکہ اُن کو اچھے بُرے میں تمیز ہے یا وہ اپنے ضمیر کے خلاف فیصلہ کریں گے یا جو اُن کا دِل کہے گا کہ یہ غلط کام ہے؟ کیا وہ اپنے ضمیر کی آواز پر کان دھریں گے یا

اُنہوں نے اپنے ضمیر کو اِس حد تک بگاڑ دیا ہے کہ جب وہ کوئی غلط کام کرتے ہیں تو اُن کو خبردار ہی نہیں کرتا؟

پہلے باب کی آیت ۱۶ میں پولس رسول لکھتا ہے کہ اِنجیل کی خوشخبری نجات کے لئے خدا کی قدرت ہے، اور یہاں ۲ باب کی ۱۶ آیت میں اِنجیل اِس کا دوسرا رُخ دِکھاتی ہے کہ ابدی عدالت و اِنصاف کے بغیر نجات کا وعدہ بے معنی ہے۔ وہ دِن دُور نہیں جب خدا ہر اِنسان کی عدالت اُس کے اعمال کی روشنی میں کرے گا۔ پولس رسول کہتا ہے کہ خدا محض ظاہری نہیں بلکہ پوشیدہ باتوں کا بھی اِنصاف کرے گا۔ وہ ہمارے اِرادوں اور منصوبوں کو بھی جانتا ہے کہ جب ہم نے کوئی کام کِیا تو ہمارا خیال و اِرادہ پاک تھا؟ پولس رسول آگے چل کر اُن لوگوں کی حالت کا ذِکر کرے گا جو قانون و شریعت کی پیروی کرتے ہیں۔

ساتواں باب

پہچاننا اور عمل کرنا

(رومیوں ۲:۱۷-۲۹)

ہر وہ اِنسان جو خدا پر اِیمان رکھتا ہے اِقرار کرتا ہے کہ وہ نہ صرف تخلیق کار ہے بلکہ مُنصف و عادِل بھی ہے۔ ایک دِن وہ اِس دُنیا سے ساری بے اِنصافی، ظلم و بربریت کا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دے گا۔ ایک دِن ہم سب اُس کے جلالی تخت کے سامنے حاضر ہو کر اپنے اپنے فعل و عمل کا جواب دیں گے۔

مگر اِس سے ایک سوال اُبھرتا ہے کہ جن لوگوں نے خدا کے اخلاقی معیار کی حکم عدُولی کی ہو گی وہ تو اپنے کِئے کی سزا پائیں گے، مگر اُن کا کیا ہو گا جن کو موقع ہی نہیں مِلا کہ جانیں کہ خدا کی مرضی و اِرادہ اور اُس کا اخلاقی معیار کیا ہے؟ خدا اُن کا اِنصاف کیسے کرے گا؟ رُومیوں کے نام اپنے اِلہامی خط میں پولس رسول واضح کرتا ہے کہ خدا کسی کی طرفداری نہیں کرتا بلکہ وہ لوگوں کا اِنصاف اِس بُنیاد پر کرے گا کہ اگر اُن کو سچائی جاننے کا موقع ملتا تو کیا کرتے۔ اگر کسی کو خدا کا قانون و شریعت جاننے کا موقع نہیں بھی مِلا تو ہم سب کے پاس ضمیر تو ہے جو ہمیں اچھے بُرے میں تمیز کرنا سکھاتا ہے۔ کیا ہم نے اپنے ضمیر کی تابعداری کی یا لاپرواہی کا مظاہرہ کِیا؟

مگر سب ہی خدا کے قانون و شریعت سے لاپرواہ و بیگانہ نہیں۔ خدا نے اپنی شریعت و قانون یہودی لوگوں کو دیا۔ جبکہ اُن کے پاس شریعت ہے تو خدا اُن کا عدل و اِنصاف کیسے کرے گا؟ ۲ باب کی ۱۷ سے ۲۹ آیت میں پولس لکھتا ہے، ''پس اگر تُو یہودی کہلاتا اور شریعت پر تکیہ اور خدا پر فخر کرتا ہے، اور اُس کی مرضی جانتا اور شریعت کی تعلیم پا کر عمدہ باتیں پسند کرتا ہے، اور اگر تجھ کو اِس بات پر بھی بھروسہ ہے کہ مَیں اندھوں کا رہنما اور اندھیرے میں پڑے ہوؤں کے لئے روشنی اور نادانوں کا تربیت کرنے والا اور بچوں کا اُستاد ہوں اور علم اور حق کا جو نمونہ شریعت میں ہے وہ میرے پاس ہے، پس تُو جو اَوروں کو سکھاتا ہے اپنے آپ کو کیوں نہیں سکھاتا؟ تُو جو وعظ کرتا ہے کہ چوری نہ کرنا آپ خود کیوں چوری کرتا ہے؟ تُو جو کہتا ہے کہ زِنا نہ کرنا آپ خود کیوں زِنا کرتا ہے؟ تُو جو بُتوں سے نفرت رکھتا ہے آپ خود کیوں مندرُوں کو لوٹتا ہے؟ تُو جو شریعت پر فخر کرتا ہے شریعت کے عدُول سے خدا کی کیوں بے عزتی کرتا ہے؟ کیونکہ تمہارے سبب سے غیر قوموں میں خدا کے نام پر کُفر بکا جاتا ہے۔ چنانچہ یہ لکھا بھی ہے، ختنہ سے فائدہ تو ہے بشرطیکہ تُو شریعت پر عمل کرے لیکن جب تُو نے شریعت سے عدُول کِیا تو تیرا ختنہ نامختونی ٹھہرا۔ پس اگر نامختون شخص شریعت کے حکموں پر عمل کرے تو کیا اُس کی نامختونی ختنہ کے برابر نہ گنی جائے گی؟ اور جو شخص قومیت کے سبب سے نامختوں رہا اگر وہ شریعت کو پورا کرے تو کیا تجھے جو باوجود کلام اور ختنہ کے شریعت سے عدُول کرتا ہے قصوروار نہ ٹھہرائے گا؟ کیونکہ وہ یہودی نہیں جو ظاہر کا ہے اور نہ وہ ختنہ ہے جو ظاہری اور

جسمانی ہے، بلکہ یہودی وہی ہے جو باطن میں ہے اور ختنہ وہی ہے جو دِل کا اور رُوحانی ہے نہ کہ لفظی۔ ایسے کی تعریف آدمیوں کی طرف سے نہیں بلکہ خدا کی طرف سے ہوتی ہے۔'' (رومیوں ۲:۱۷-۲۹)

کیونکہ خدا نے موسوی شریعت یہودی لوگوں کو دی اِسی لئے اُنہوں نے خدا کے ساتھ اپنے تعلق و رشتہ سے خوب لطف اُٹھایا۔ مگر اپنے آپ کو حلیم و فروتن کرنے کی بجائے، اُنہوں نے فخر کرنا شروع کر دیا کہ وہ سب سے اعلیٰ و افضل ہیں کیونکہ خدا نے اُنہیں سب قوموں سے زیادہ اہمیت دی ہے۔ وہ بھول گئے کہ اُن کا یہ خاص مقام اِس لئے نہیں کہ وہ باقی سب قوموں سے اچھے ہیں بلکہ اِس لئے ہے کہ خدا نے اُنہیں چُنا ہے۔ موسیٰ نے اُن سے کہا، ''خداوند نے جو تم سے محبت کی اور تم کو چُن لیا تو اِس کا سبب یہ نہ تھا کہ تم شمار میں اَور قوموں سے زیادہ تھے کیونکہ تم سب قوموں سے شمار میں کم تھے۔ بلکہ چونکہ خداوند کو تم سے محبت ہے اور وہ اُس قَسم کو جو اُس نے تمہارے باپ دادا سے کھائی پورا کرنا چاہتا ہے اِس لئے خداوند تم کو اپنے زور آور ہاتھ سے نکال لایا اور غلامی کے گھر یعنی مِصر کے بادشاہ فرعون کے ہاتھ سے تم کو مخلصی بخشی۔'' (اِستثنا ۷:۷-۸)

اِس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ یہودی قوم کو باقی قوموں پر فوقیت حاصل ہے، جیسا کہ پولس رسول کہتا ہے کہ شریعت میں عِلم و حق کا نمونہ ہے۔ سوال یہ کہ خدا نے اُن کو یہ برتری کیوں دی؟ ایک وجہ تو یہ ہے کہ یہودی لوگ دوسروں کے لئے برکت کا باعث بن سکیں۔ مثال کے طور پر خدا نے اُن

سے کہا، ''سو اَب اگر تم میری بات مانو اور میرے عہد پر چلو تو سب قوموں میں سے تم ہی میری خاص مِلکیت ٹھہرو گے کیونکہ ساری زمین میری ہے، اور تم میرے لئے کاہنوں کی ایک مُملکت اور ایک مُقدس قوم ہو گے...'' (خروج ۱۹:۵-۶)۔

کاہن کا ایک کام یہ ہے کہ وہ دُعا کرے اور دوسروں کو خدا کے بارے میں بتائے۔ اور یہی خدا کا اِرادہ یہودی لوگوں کے لئے بھی ہے کہ وہ دوسری قوموں کے ساتھ ایسا ہی کریں۔ مگر یہودی اپنی اعلیٰ و افضل حیثیت کو دیکھ کر اُسی میں کھو گئے اور اُس ذمہ داری کو بھول گئے جو خدا نے اُنہیں سُونپی۔ یہ ایک افسوسناک بات ہے کہ اُنہیں اپنے آپ پر بھروسہ تھا کہ وہ نادانوں کو تربیت کرنے والے، اندھوں کے راہنما اور اندھیرے میں پڑے ہوؤں کے لئے روشنی ہیں مگر اُنہوں نے اُسی قانون و شریعت کی حکم عدُولی کی جس پر اُن کو فخر تھا۔ پولس رسول کے مطابق چوری، زِناکاری، مندروں کو لوٹنا، یہ وہ برائیاں تھیں جن کو شریعت میں منع کِیا گیا ہے۔ ظاہر ہے یہ تو کچھ عیب ہیں جن کا پولس نے ذِکر کِیا ہے جن سے یہودی لوگوں نے موسوی شریعت کے احکامات کو توڑا۔

ریاکاری کے سنگین نتائج نکلتے ہیں۔ دوسرے لوگوں کو خدا کے پاس لانے کی بجائے یہودی لوگوں کی نافرمانبرداری اور حکم عدُولی نے دوسروں کو مجبور کِیا کہ وہ خدا کے نام کی توہین کریں اور تمسخر اُڑائیں۔ اپنے اِس نکتے کی مزید وضاحت کے لئے پولس رسول، یسعیاہ نبی اور حزقی ایل نبی کی طرف رجوع کرتا ہے کہ وہ اِس بارے میں کیا کہتے ہیں۔ دونوں اِس بات سے مُتفِق ہیں کہ

یہودی خدا کے لوگ ہیں مگر اُن کی نافرمانبرداری کی وجہ سے خدا نے اُن کو جلاوطنی میں غیر مُلک بھیج دیا، جس کے نتیجہ میں دوسری قوموں نے یہ سمجھ لیا کہ خدا اِتنا طاقت ور نہیں کہ اپنی ہی قوم کو بچا سکے۔

پولس رسول بتانا چاہتا ہے کہ خدا کے اخلاقی معیار کے بارے میں جاننا اور خدا کی شریعت کا پاس ہونا کافی نہیں۔ اِس سے کوئی اِنسان اِلٰہی عدالت و سزا سے بچ نہیں سکتا، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جو خدا کے قانون و شریعت کی جان بوجھ کر حقارت وحکم عدولی کریں گے وہ زیادہ قصوروار ٹھہرائے جائیں گے۔ یہ بات مسیح کے اِس فرمان کے عین مطابق ہے، ''...وہ نوکر جس نے اپنے مالِک کی مرضی جان لی اور تیاری نہ کی، نہ اُس کی مرضی کے مُوافق عمل کِیا بہت مار کھائے گا۔ مگر جس نے نہ جان کر مار کھانے کے کام کِئے وہ تھوڑی مار کھائے گا اور جِسے بہت دیا گیا اُس سے بہت طلب کِیا جائے گا اور جِسے بہت سُونپا گیا ہے اُس سے زیادہ طلب کریں گے۔'' (لوقا ۱۲: ۴۷-۴۸)

موسوی شریعت میں حکم ہے کہ یہودی لوگ اپنے بچوں کا ختنہ کریں۔ وہ اِس جسمانی نشان کی تابعداری اور عمل کر کے بہت فخر محسوس کرتے ہیں کہ وہ خدا کے ساتھ عہد کے رشتہ میں جڑے ہوئے ہیں۔ مگر پولس رسول واضح کرتا ہے کہ خدا محض ختنے سے نہیں بلکہ مکمل تابعداری سے خوش ہوتا ہے۔ اگر کسی کے پاس شریعت نہیں، مگر وہ خدا کے اخلاقی قوانین و اُصولوں کے مطابق زندگی بسر کرتا ہے تو خدا اُس کو ایسے ہی دیکھے گا جیسے اُس کا ختنہ ہو چکا ہے۔ بغیر ختنہ کِئے شریعت کی تابعداری کرنے والا ختنہ کِئے ہوئے شریعت توڑنے والے کی

مذمت کرے گا۔ خدا کی نظر صرف جسم پر پڑے نشان کی طرف نہیں بلکہ اُس دِل پر ہوتی ہے جو خدا کی مرضی و اِرادے کو پورا کرنا چاہتا ہے۔ ہم سب دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم خدا کے لوگ ہیں، مگر کیا ہم صرف نام کے مسیحی ہیں یا واقعی سچے دِل سے خدا کی تابعداری کرنا چاہتے ہیں؟

اَب سوال یہ اُبھرتا ہے کہ خدا ہماری نافرمانبرداری کی مذمت کیوں کرتا ہے؟ کیا ہماری ناکامی سے خدا کی راستبازی اور پاکیزگی کھل کر سامنے نہیں آ جاتی؟

آٹھواں باب

خُدا سچّا ہے

(رومیوں ۳:۱-۸)

ہم خدا کو کیسے جان سکتے ہیں؟ ہم گناہگار اِنسان خدا کے ساتھ جو پاک، راستباز اور عادِل ہے رشتہ کیسے بحال کر سکتے ہیں؟ یہودی لوگ اِس کا جواب یہ دیں گے کہ اُن کے پاس موسوی شریعت ہے۔ خدا نے یہودیوں کے ساتھ عہد کا رشتہ باندھا اور شریعت و قانون ہی کی بدولت وہ خدا کے چُنے ہوئے لوگ بن گئے۔

مگر پولس رُسول رُوم میں مسیح کی کلیسیا یعنی چرچ کے نام اپنے خط میں واضح کرتا ہے کہ محض موسوی شریعت رکھنے کے سبب سے خدا کے ساتھ پسندیدہ رشتہ قائم نہیں ہوسکتا، بلکہ ضروری ہے کہ اِس کی تابعداری کی جائے۔ اگر یہودی شریعت کے حکم کو توڑتے ہیں تو اُن کی حالت بالکل ویسی ہے جیسی شریعت نہ رکھنے والے کی۔ شریعت کا تقاضا ہے کہ مکمل تابعداری کی جائے، اور جب کوئی اِس کو توڑنے کا گناہ کرتا ہے تو اُس کے پاس اپنے گناہ کو دھونے کا کوئی وسیلہ یا ذریعہ نہیں ہوتا۔ شریعت اُس کی نجات کا سبب نہیں بن سکتی۔ مگر افسوس کی بات ہے کہ یہودی یا غیر یہودی، جن کے پاس شریعت ہے یا نہیں سب خدا کے اخلاقی معیار سے نیچے گِر گئے ہیں یعنی سب نے شریعت کی حکم عدُولی کی

ہے۔ ہم سب خدا کی نظر میں گناہگار ہیں خواہ ہمارے پاس شریعت ہے یا نہیں۔

یہ ایک ایسی مسلمہ سچائی ہے جس کو یہودیوں کے لئے قبول کرنا نہایت مشکل ہے۔ باب ۳ کی آیت ۱ سے ۹ میں پولس رسول چار اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے کہتا ہے، ''پس یہودی کو کیا فوقیت ہے اور ختنہ سے کیا فائدہ؟ ہر طرح سے بہت، خاص کر یہ کہ خدا کا کلام اُن کے سُپرد ہُوا۔ اگر بعض بے وفا نکلے تو کیا ہُوا؟ کیا اُن کی بے وفائی خدا کی وفاداری کو باطِل کر سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ خدا سچا ٹھہرے اور ہر ایک آدمی جھوٹا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ تُو اپنی باتوں میں راستباز ٹھہرے اور اپنے مقدمہ میں فتح پائے۔ اگر ہماری ناراستی خدا کی راستبازی کی خوبی کو ظاہر کرتی ہے تو ہم کیا کہیں؟ کیا یہ کہ خدا بے اِنصاف ہے جو غضب نازل کرتا ہے؟ (مَیں یہ بات اِنسان کی طرح کہتا ہوں۔) ہرگز نہیں، ورنہ خدا کیونکر دُنیا کا اِنصاف کرے گا؟ اگر میرے جھوٹ کے سبب سے خدا کی سچائی اُس کے جلال کے واسطے زیادہ ظاہر ہوئی تو پھر کیوں گناہگار کی طرح مجھ پر حکم دیا جاتا ہے؟ اور ہم کیوں بُرائی نہ کریں تاکہ بھلائی پیدا ہو؟ چنانچہ ہم پر یہ تہمت لگائی بھی جاتی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اِن کا یہی مقولہ ہے مگر ایسوں کا مجرم ٹھہرنا اِنصاف ہے۔ پس کیا ہُوا؟ کیا ہم کچھ فضلیت رکھتے ہیں؟ بالکل نہیں کیونکہ ہم یہودیوں اور یونانیوں دونوں پر پیشتر ہی یہ اِلزام لگا چکے ہیں کہ وہ سب کے سب گناہ کے ماتحت ہیں۔'' (رُومیوں ۳:۱-۹)

اِس تصور پر پہلا اعتراض کہ شریعت نجات نہیں دے سکتی یہ ہے کہ اگر ایک یہودی کی حیثیت سے ہم خدا کے ساتھ رشتہ قائم نہیں کر سکتے تو پھر یہودی ہونے کا فائدہ کیا؟ پھر تو یہودی ہونے کا جواز ہی پیدا نہیں ہوتا۔

پولس رسول اِن سوالات کا جواب دیتے ہوئے کہتا ہے کہ یہودیوں کو خدا نے اپنا کلام بخشا۔ اگرچہ پولس یہاں خدا کا کلام ہونے کے فائدے بیان نہیں کرتا مگر پاک صحائف کے دوسرے مقامات پر اِس بارے میں صاف لکھا ہے۔ مثال کے طور پر زبور ۱۱۹ کی ۱۰۵ آیت کہتی ہے، ''تیرا کلام میرے قدموں کے لئے چراغ اور میری راہ کے لئے روشنی ہے۔'' (زبور ۱۱۹:۱۰۵)

خدا کا کلام ہماری مدد و راہنمائی کرتا ہے کہ ہم اپنے آپ کو سمجھیں۔ عبرانیوں ۴ باب اُس کی ۱۲ آیت میں لکھا ہے، ''...خدا کا کلام زندہ اور مؤثر اور ہر ایک دو دھاری تلوار سے زیادہ تیز ہے اور جان اور رُوح اور بند بند اور گودے کو جُدا کر کے گذر جاتا ہے اور دِل کے خیالوں اور اِرادوں کو جانچتا ہے۔'' (عبرانیوں ۱۲:۴) لازم ہے کہ ہم ذہن میں رکھیں کہ گو بائبل مُقدس میں پُرانا عہدنامہ ہمیں نجات نہیں دے سکتا، مگر پھر بھی ہمیں اُمید دیتا اور نجات کے لئے تیار کرتا ہے۔ پولس رسول اپنے ساتھی تیمتھیس کو لکھتا ہے، ''...تُو بچپن سے اُن پاک نوشتوں سے واقف ہے جو تجھے مسیح یسوع پر اِیمان لانے سے نجات حاصل کرنے کے لئے دانائی بخش سکتے ہیں۔'' (۲۔تیمتھیس ۱۵:۳)

شریعت رکھنے والوں کا دوسرا اعتراض یہ ہے کہ خدا عدل و اِنصاف سے کام نہیں لے رہا۔ اُس نے ہمیں ایک قانون، ایک ضابطہ، ایک نظام دیا ہے

جس پر عمل کر کے ہم خدا کے ساتھ اپنے رشتہ کو حتمی و ابدی بنا سکتے ہیں، اِس کو ہمیں نجات دینا ہے۔ لیکن اِس میں نجات دینے کے لئے کچھ نہیں، بلکہ بجائے ہماری مدد کرنے کے یہ ہم پر لعنت ملامت کرتا ہے۔

اِس اعتراض کے جواب میں پولس رسول کہتا ہے، یہ خدا کا قصور نہیں کہ ہم پر لعنت ملامت ہوتی ہے۔ خدا وفادار ہے، یہ اُس کا قصور نہیں کہ ہم اُس کے ساتھ باندھے ہوئے عہد پر قائم نہیں رہے۔ ہم کیسے خدا کو قصور وار ٹھہرا سکتے ہیں جب ہم نے خود ہی اُس کے احکامات کو توڑا ہے؟ دوسری طرف خدا پر یہ اِلزام آئے گا کہ جب بھی ہم اُس کے احکام توڑتے ہیں تو وہ اپنے کہنے کے مطابق ہمارا اِنصاف نہیں کرتا۔

تیسرا اعتراض کچھ لوگ یہ کرتے ہیں کہ خدا جب ہم پر لعنت ملامت کرتا ہے تو اپنے عدل و اِنصاف پر قائم نہیں رہتا کیونکہ ہماری ناراستی اور ناپاکی سے پتہ چلتا ہے کہ خدا کِتنا راستباز و پاک ہے۔ اِس منطق کو سامنے رکھتے ہوئے یہ خدا کے فائدہ میں ہے کہ ہم گناہ کریں۔ ہمارے جھوٹ، گمراہی و برگشتگی سے خدا کی ازلی سچائی اور جلال مزید روشن ہوتا ہے۔

اِس سوال کا جواب یہ ہے کہ خدا اپنی باتوں میں ہمیشہ یکساں پائیدار اور قائم و دائم رہتا ہے۔ اگر وہ یہودیوں کو کھلی چھٹی دے دے کہ اُن کے گناہ کرنے کے سبب سے اُس کی راستبازی، پاکیزگی اور جلال اَور زیادہ بڑھے گا تو پھر وہ کسی کی بھی عدالت و اِنصاف نہیں کر سکتا۔ بلکہ اگر خدا شریعت نہ رکھنے

والوں کو اُن کے گناہ کی سزا دے گا تو شریعت رکھنے والے اُس کی عدالت و سزا سے کیسے بچ سکتے ہیں؟

چوتھا اعتراض کوئی یہ کر سکتا ہے کہ خدا بُرائی میں سے بھی بھلائی پیدا کر سکتا ہے۔ ذرا سوچیئے کہ اگر خدا ہمارے گناہوں اور بُرائیوں کو اچھائی و بھلائی میں بدل سکتا ہے تو پھر وہ ہمیں گناہ و بُرائی کرنے پر سزا وار کیوں ٹھہراتا ہے؟

اِس کا جواب یہ ہے کہ اگر آپ کو جو چاہتے ہو وہ مِل بھی گیا تو اِس کا مطلب یہ نہیں کہ جیسے بھی آپ کو مِلا وہ دُرست و صحیح ہے۔ یہ اعتراض بالکل اُنہی کی طرح ہے جو خدا کے فضل کو سمجھنے سے قاصر ہیں، کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ اگر ہم خدا کے چُنے ہوئے لوگ ہیں تو پھر گناہ کرنے یا نہ کرنے سے کچھ فرق نہیں پڑتا اِس لئے کہ خدا گناہ سے بھی کوئی نہ کوئی اچھائی نکال ہی لے گا۔

پولس رسول کا جواب یہ ہے کہ جو لوگ ایسا سوچتے ہیں اُن پر واقعی خدا کی طرف سے لعنت ملامت ہونی چاہیے۔ ہماری اچھائی و بھلائی خواہ کتنی بھی کیوں نہ ہو ہماری بُرائی کو مِٹا نہیں سکتی۔ خدا راستباز و پاک ہے اور وہ ہم سے راستبازی و پاکیزگی ہی چاہتا ہے۔

پولس رسول کے زمانے میں یہودی لوگ اِس غلط فہمی کا شکار تھے کہ اُن کے پاس شریعت ہے لہذا وہ خدا کے ہاں مقبول ہیں۔ آج بھی ایسے لوگ دُنیا میں موجود ہیں جن کا یہی تصور ہے کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ وہ کسی چرچ یا کلیسیا کے ممبر ہیں اِس لئے خدا اُن سے خوش ہے، اور وہ اُس کے ہاں مقبول ہیں۔ یا وہ سمجھتے ہیں کہ وہ کسی دین و مذہب یا کسی خاص فرقہ یا جماعت سے

تعلق رکھتے ہیں لہذا وہ جو مرضی کریں خدا اُن کو ہر حالت میں قبول کرے گا۔ مگر ایسا ہرگز نہیں۔ راستبازی یا پاکیزگی کسی جماعت و دین سے ظاہری تعلق و رشتہ کی بِنا پر حاصل نہیں ہو سکتی بلکہ خدا کے اخلاقی معیار پر پورے دِل اور پوری جان سے عمل کرنے سے مِل سکتی ہے۔ پطرس رسول کہتا ہے، ''...جس طرح تمہارا بُلانے والا پاک ہے اُسی طرح تم بھی اپنے سارے چال چلن میں پاک بنو۔'' (۱-پطرس ۱:۱۵-۱۶)

نواں باب

کوئی راستباز نہیں

(رومیوں ۳:۹-۲۰)

ہم انسان خدا کی عجیب و غریب تخلیقی قدرت کے سبب سے ایک دوسرے سے بہت مختلف ہیں۔ ہر کسی کی اپنی پسند اور ناپسند ہے۔ ہم میں سے ہر کسی کی اپنی الگ اِنفرادی سوچ ہے۔ ہماری حرکات و سکنات اور کام کاج ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ ہم میں ہر کسی کا اپنا الگ فن، صلاحیت، اہلیت اور قابلیت ہے۔ ہم سب کی اپنی اپنی جسمانی خوبیاں اور کمزوریاں ہیں۔ کوئی قد میں لمبا ہے اور کوئی چھوٹا۔ ہر کسی کا رنگ، آنکھیں اور بال ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ صرف یہی نہیں، ہم سب مختلف زبانیں بولتے ہیں اور مختلف تہذیب و تمدن سے تعلق رکھتے ہیں۔ اِس کے علاوہ اَور بھی بہت سے نمایاں فرق ہیں۔ جب ہم اِنسان پر نظر ڈالتے ہیں تو وہ قدرت کے حسین رنگوں کا خوبصورت اِمتزاج دِکھائی دیتا ہے۔

ہماری مختلف صلاحیتوں، مزاج، تہذیب و تمدن، سوچ و فکر کے باوجود ایک چیز ہے جو ہم سب میں پائی جاتی ہے۔ ہم سب خدا کی حکم عدُولی کرتے ہوئے اِلٰہی معیار سے نیچے گر گئے ہیں۔ ہماری اِس باغی روِش اور ناکامی کو گناہ کہتے ہیں۔ گناہ ہی ہے جو ہمیں خدا سے جُدا اور الگ کرتا ہے۔

رُومیوں کے نام اپنے اِلہامی خط میں پولس رسول اِس اہم حقیقت کی وضاحت کرتا ہے کہ بنی نوع اِنسان کی خدا سے دُوری صرف اُن تک ہی محدُود نہیں جن کے پاس شریعت و قانون نہیں بلکہ یہودی بھی جن کے پاس شریعت و قانون تو ہے مگر عمل نہیں، خدا سے دُور ہیں۔ اپنے اِس اہم نکتہ کی تشریح و وضاحت کے لئے پولس بائبل مُقدس میں پُرانے عہدنامہ سے حوالے پیش کرتا ہے۔ ۳ باب کی ۹ سے ۲۰ آیت میں وہ لکھتا ہے، ''پس کیا ہُوا؟ کیا ہم کچھ فضلیت رکھتے ہیں؟ بالکل نہیں کیونکہ ہم یہودیوں اور یونانیوں دونوں پر پیشتر ہی یہ اِلزام لگا چُکے ہیں کہ وہ سب کے سب گناہ کے ماتحت ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے کہ کوئی راستباز نہیں، ایک بھی نہیں۔ کوئی سمجھ دار نہیں۔ کوئی خدا کا طالب نہیں۔ سب گمراہ ہیں، سب کے سب نِکمے بن گئے۔ کوئی بھلائی کرنے والا نہیں، ایک بھی نہیں۔ اُن کا گلا کھلی ہوئی قبر ہے۔ اُنہوں نے اپنی زبانوں سے فریب دیا۔ اُن کے ہونٹوں میں سانپوں کا زہر ہے۔ اُن کا منہ لعنت اور کڑواہٹ سے بھرا ہے۔ اُن کے قدم خون بہانے کے لئے تیز رَو ہیں۔ اُن کی راہوں میں تباہی اور بدحالی ہے، اور وہ سلامتی کی راہ سے واقف نہ ہوئے۔ اُن کی آنکھوں میں خدا کا خوف نہیں۔ اَب ہم جانتے ہیں کہ شریعت جو کچھ کہتی ہے اُن سے کہتی ہے جو شریعت کے ماتحت ہیں تاکہ ہر ایک کا منہ بند ہو جائے اور ساری دُنیا خدا کے نزدیک سزا کے لائق ٹھہرے۔ کیونکہ شریعت کے اعمال سے کوئی بشر اُس کے حضور راستباز نہیں ٹھہرے گا، اِس لئے کہ شریعت کے وسیلہ سے تو گناہ کی پہچان ہی ہوتی ہے۔'' (رومیوں ۳:۹-۲۰)

یہودی لوگ یہ شیخی مارتے تھے کہ وہ دوسرے لوگوں سے برتر ہیں کیونکہ خدا نے اُن کو موسوی شریعت دی ہے۔ اِس میں کوئی شک نہیں کہ شریعت نے یہودیوں کو بہت سارے فائدے اور برکات دیں مگر جب اُنہوں نے شریعت کی حکم عدُولی کی تو دوسروں کی طرح گناہ کی سزا کے حقدار ٹھہرے۔ لہذا خدا کی نظر میں مجرم ٹھہرنے سے اُن کی یہ شیخی خاک میں مِل گئی۔

سوال یہ ہے کہ لوگ خدا کی نظر میں گناہگار کیسے ٹھہرتے ہیں؟ پولس رسول بائبل مُقدس میں پُرانے عہدنامہ سے ۱۴ ایسے بیانات کا حوالہ دیتا ہے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ سب نے گناہ کِیا ہے۔

''کوئی راستباز نہیں، ایک بھی نہیں۔'' اِس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی ایک بھی خدا کے اخلاقی معیار پر پورا نہیں اُترا۔ خدا نے ہمیں اپنی شبیہ پر تخلیق کِیا ہے مگر ہم خدا کی رُوحانی و اخلاقی خصوصیات و خوبیوں کا مظاہرہ نہیں کرتے جو کہ ہمیں کرنا چاہیے۔

''کوئی سمجھدار نہیں۔'' اگرچہ تخلیق کے لئے تخلیق کار کو پورے طور پر سمجھنا ناممکن ہے مگر خدا نے بنی نوع اِنسان پر اپنے آپ کو اِسقدر ظاہر کر دیا ہے کہ ہم اُسے آسانی سے پہچان سکتے ہیں۔ جیسا کہ پولس رسول اپنے اِس خط کے پہلے باب کی ۱۸ آیت میں کہتا ہے کہ ہم نے سچائی و حق کو ناراستی سے دبا رکھا ہے، اور ہم اِس لئے نہیں سمجھتے کیونکہ ہم سمجھنا ہی نہیں چاہتے۔ جیسا کہ پاک کلام کے ایک اَور حوالہ میں درج ہے، ہم خدا کو اِس لئے نہیں پہچانتے کیونکہ ہم نے اپنے دِلوں کو سخت کر لیا ہے۔

''کوئی خدا کا طالب نہیں۔'' بجائے اِس کے ہم خدا کے ساتھ اپنا ٹوٹا ہُوا رشتہ بحال کرنے کی کوشش کریں، جس طرح آدم نے گناہ کرنے کے بعد کِیا ہم خدا سے چُھپتے پِھرتے ہیں۔

''سب گمراہ ہیں۔'' خدا نے ہمیں حق و سچائی کی راہ دِکھائی ہے مگر ہم گمراہ و برگشتہ ہو کر اُس راہ سے بھٹک گئے۔

''سب کے سب نِکمے ہیں۔'' خدا نے ہمیں کسی مقصد کے تحت پیدا کِیا ہے مگر افسوس کہ ہم نے خدا کے اُس مقصد کو پورا نہیں کِیا بلکہ ہم اُس کی نظر میں نِکمے بن گئے۔

''کوئی بھلائی کرنے والا نہیں، ایک بھی نہیں۔'' دُنیا کی تخلیق کے وقت خدا نے کہا، بنی نوع اِنسان اچھا ہے، مگر بدقسمتی سے ہم بھلائی و اچھائی کو چھوڑ کر ناراستی و بُرائی میں پڑ گئے۔

اگلے بیان میں ہماری بول چال اور ہماری آواز کے بارے میں ہے کہ ہم اپنی آواز کا کیسے اِستعمال کرتے ہیں۔ ''اُن کا گلا کھلی ہوئی قبر ہے۔'' قبروں کے اندر نجاست اور گندگی ہوتی ہے، جس سے ہر طرف بدبُو ہی بدبُو پھیل جاتی ہے۔ اکثر اَوقات ہمارے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ بھی گندگی، نجاست کا ڈھیر ہوتے ہیں۔ جیسا کہ مسیح یسوع نے فرمایا، ہمارے الفاظ ہمارے دِل کی ترجمانی کرتے ہیں کہ ہمارے دِل میں کیا ہے۔

''اُنہوں نے اپنی زبانوں سے فریب دیا۔'' ہمارے الفاظ دوسروں کے لئے ہدایت و راہنمائی کا سبب بننے چاہییے، مگر ہم اپنے الفاظ دوسروں کو گمراہ و برگشتہ، جھوٹ و دھوکا دینے کے لئے اِستعمال کرتے ہیں۔

''اُن کے ہونٹوں میں سانپوں کا زہر ہے۔'' ہمارا فرض ہے کہ اپنے الفاظ سے دوسروں کو ہمت و حوصلہ دیں، مگر ہم جھوٹے اِلزام، جھوٹی باتیں گھڑ کر دوسروں کی تباہی و بربادی کا سبب بنتے ہیں۔

''اُن کا منہ لعنت اور کڑواہٹ سے بھرا ہے۔'' خدا نے ہمیں منہ دیا ہے تاکہ ہم اُس کی حمد و ستائش کر سکیں، مگر ہم اپنے منہ سے دوسروں پر لعنت ملامت کرتے، بُڑبُڑاتے اور گِلے شِکوے کرتے ہیں۔

اگلا بیان ہمارے فعل و عمل کو اُجاگر کرتا ہے جو کہ ہمارے منہ سے نکلے الفاظ و آواز ہی کا حصہ ہے۔ ''اُن کے قدم خون بہانے کے لئے تیز رَو ہیں۔'' ہمیں اپنے اِرد گِرد نظر دوڑا کر دیکھنا ہے کہ لوگ دوسروں کا خون بہا کر کِس قدر خوشی محسوس کرتے ہیں۔

''اُن کی راہوں میں تباہی اور بدحالی ہے۔'' ہماری خود غرضی کا یہ عالم ہے کہ اپنے مقصد کو حاصل کرنے کے لئے دوسروں کو اذیت دیتے چلے جاتے ہیں۔

''اور وہ سلامتی کی راہ سے واقف نہ ہوئے۔'' ہم جانتے ہی نہیں کہ دوسروں کے ساتھ صلح سلامتی سے کیسے رہیں اِسی لئے ہمارے دِلوں میں سکون و چین نہیں۔ ہم اِس خلا کو دُنیاوی چیزوں اور تفریحی سرگرمیوں سے بھرنے کی

کوشش کرتے ہیں اور بھول جاتے ہیں کہ صرف اور صرف خدا کا پاک رُوح اِس خلا کو بھر کر ہمیں ابدی سکون اور امن و خوشی دے سکتا ہے۔

''اُن کی آنکھوں میں خدا کا خوف نہیں۔'' ہماری زندگی میں گناہ کا بُنیادی و مرکزی سبب یہ ہے کہ ہم خدا کو پورے طور پر جانتے ہی نہیں۔ ہم اپنی خودی، اور دُنیاوی خواہشات کو خدا کی برابری کے طور پر اِستعمال کرتے ہیں۔ ہمارا یہی جھوٹا گھمنڈ اور غرور ہمیں خدا سے دُور کر کے شیطان کی جُھولی میں ڈال دیتا ہے۔

مختصر یہ کہ ہم سب خواہ یہودی یا غیریہودی خدا کی شریعت کی حکم عدُولی کرنے والے ہیں۔ اپنے اِس جُرم کے سبب سے جب ہم گناہگار بن جاتے ہیں تو پھر ہم خدا کی شریعت پر تابعداری و عمل کر کے نیک و راستباز نہیں بن سکتے۔ شریعت پر پھر سے عمل کر کے ہم اپنے کِئے ہوئے گناہوں کا صفایا نہیں کر سکتے۔

اَب اگر خدا کی شریعت ہمیں بچا نہیں سکتی تو پھر اِس کا مقصد کیا ہے؟ پولس رسول واضح طور پر کہتا ہے کہ اِس سے ہمیں اپنے جُرم، قصور اور گناہ کا پتہ چلتا ہے۔ ہم اُس وقت تک اچھے بُرے میں تمیز نہیں کر سکتے جب تک ہمیں بتایا نہ جائے۔ ہمیں گناہوں سے نجات کی اہمیت کا اندازہ نہیں ہو گا جب تک ہمیں یہ ہوش نہ ہو کہ ہم گمراہ و برگشتہ کھوئی ہوئی بھیڑیں ہیں۔

اِس سے ذہن میں ایک اَور سوال اُبھرتا ہے کہ شریعت پر عمل کر کے ہم خدا کی نظر میں نیک و راستباز نہیں ٹھہر سکتے تو پھر ہمارے گناہوں کا حل کیا ہے؟ کیسے چھٹکارا پائیں اپنے گناہوں کے بوجھ سے؟ کیا کوئی اُمید ہے؟

دسواں باب

وہ اپنی راستبازی ظاہر کرے

(رومیوں ۳:۲۱-۳۱)

ہم خدا کے ساتھ اپنا رشتہ کیسے بحال کر سکتے ہیں؟ دوسرے لفظوں میں یہ کہ خدا ہم سے کیسے خوش ہو گا؟ بہت سے لوگ اِن سوالوں کا جواب اچھے اعمال کی صورت میں دیں گے۔ خدا اُن کے ساتھ خوش ہو گا کیونکہ اُن کے اچھے اعمال بُرے اعمال پر حاوی ہو جائیں گے۔ یہودی لوگ یہ جواب دیں گے کہ وہ خدا کے نزدیک پسندیدہ ہیں کیونکہ اُن کے پاس موسیٰ کی شریعت ہے۔ خدا نے اُنہیں شریعت و قانون دیا تو ظاہر ہے وہ اُن سے خوش ہی ہو گا۔

مگر پولس رسول اِن دونوں نکتۂ نظر سے مُتفِق نہیں۔ رُومیوں کی کلیسیا کے نام اپنے اِلہامی خط میں وہ واضح کرتا ہے کہ خواہ یہودی یا غیریہودی دونوں خدا کے اخلاقی معیار پر مکمل طور پر پورے نہیں اُترے۔ جن کے پاس شریعت نہیں اُنہوں نے عمل نہ کر کے اپنے ضمیر کا اِنکار کِیا ہے، اور جن کے پاس شریعت ہے اُنہوں نے اُس کی تابعداری نہیں کی۔ مختصر یہ کہ خدا ہر اِنسان کو گناہگار ٹھہراتا ہے، جس کے سبب سے ہم خدا سے اِتنا دُور ہو گئے ہیں کہ میل مِلاپ و رفاقت رکھ ہی نہیں سکتے۔

اگر ہم اچھے اعمال یا خدا کی شریعت پر تکیہ کر کے خدا کی عدالت و سزا سے نہیں بچ سکتے تو کیا ہمارے لئے کوئی اُمید ہے؟ ہاں بالکل ہے۔ ۳ باب کی ۲۱ سے ۳۱ آیت میں پولس رسول لکھتا ہے، ''مگر اَب شریعت کے بغیر خدا کی ایک راستبازی ظاہر ہوئی ہے جس کی گواہی شریعت اور نبیوں سے ہوتی ہے یعنی خدا کی وہ راستبازی جو یسوع مسیح پر اِیمان لانے سے سب اِیمان لانے والوں کو حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ کچھ فرق نہیں، اِس لئے کہ سب نے گناہ کِیا اور خدا کے جلال سے محروم ہیں۔ مگر اُس کے فضل کے سبب سے اُس مخلصی کے وسیلہ سے جو مسیح یسوع میں ہے مُفت راستباز ٹھہرائے جاتے ہیں۔ اُسے خدا نے اُس کے خون کے باعث ایک ایسا کفارہ ٹھہرایا جو اِیمان لانے سے فائدہ مند ہو تاکہ جو گناہ پیشتر ہو چکے تھے اور جن سے خدا نے تحمل کر کے طرح دی تھی اُن کے بارے میں وہ اپنی راستبازی ظاہر کرے۔ بلکہ اِسی وقت اُس کی راستبازی ظاہر ہو تاکہ وہ خود بھی عادِل رہے اور جو یسوع پر اِیمان لائے اُس کو بھی راستباز ٹھہرانے والا ہو۔ پس فخر کہاں رہا؟ اِس کی گنجائش ہی نہیں۔ کون سی شریعت کے سبب سے؟ کیا اعمال کی شریعت سے؟ نہیں، بلکہ اِیمان کی شریعت سے۔ چنانچہ ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ اِنسان شریعت کے اعمال کے بغیر اِیمان کے سبب سے راستباز ٹھہرتا ہے۔ کیا خدا صرف یہودیوں ہی کا ہے غیر قوموں کا نہیں؟ بے شک غیر قوموں کا بھی ہے کیونکہ ایک ہی خدا ہے جو مختونوں کو بھی اِیمان سے اور نامختونوں کو بھی اِیمان ہی کے وسیلہ سے راستباز ٹھہرائے گا۔ پس

کیا ہم شریعت کو اِیمان سے باطِل کرتے ہیں؟ ہرگز نہیں بلکہ شریعت کو قائم رکھتے ہیں۔" (رومیوں ۳:۲۱-۳۱)

اِس حوالے میں پولس رسول وضاحت کرتا ہے کہ گناہوں کا حل خدا کے پاس ہے۔ ہم اپنی کوشش و کاوش سے راستباز نہیں ٹھہر سکتے۔ اور جبکہ ہم خود سے یہ کام نہیں کر سکتے مگر ہماری خاطر خدا نے یہ سب ممکن بنایا۔ اور اگر ہمیں اُس کے ساتھ ٹوٹا ہُوا رشتہ بحال کرنا ہے تو لازم ہے کہ اُس کی مکمل تابعداری کریں۔

خدا کے نزدیک گناہ کے خاتمہ کا حل شریعت یا قانون نہیں حالانکہ خدا ہی نے یہ دیا ہے۔ اگرچہ موسوی شریعت (اور نبیوں کے صحائف) ہمیں وہ راستہ دِکھاتے ہیں جس پر چل کر ہم اپنے گناہوں سے ہمیشہ کے لئے نجات پا سکتے ہیں، درحقیقت شریعت کا مقصد و کام بھی یہی ہے۔ ایک اَور مقام پر پولس رسول لکھتا ہے، "پس شریعت مسیح تک پہنچانے کو ہمارا اُستاد بنی تاکہ ہم اِیمان کے سبب سے راستباز ٹھہریں۔" (گلتیوں ۳:۲۴)

اِیمان، شریعت سے افضل و اعلیٰ کیوں ہے؟ ہاں یہ سچ ہے کہ موسوی شریعت ہمیں بچا نہیں سکتی اور یہ بھی کہ صرف کچھ لوگوں کو دی گئی، مگر گناہ ایک عالمگیر حقیقت ہے کیونکہ سب نے گناہ کِیا ہے لہٰذا اِس کا حل بھی عالمگیر ہونا چاہیے۔

اپنے خط کے شروع میں پولس رسول نے گناہ کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ گناہ ایسے خیالات، اِرادوں اور فعل و عمل کو جنم دیتا ہے جو خدا کے اخلاقی

معیار کے بالکل خلاف ہیں۔ یہاں وہ گناہ کے ایک اَور پہلو کا ذِکر کرتا ہے۔ وہ ایک تیرانداز کی اِصطلاح اِستعمال کرتا ہے۔ ہم سب تیرانداز کی طرح ہیں جس کے تیر نشانے سے چُوک جاتے ہیں۔ اگر ہم نے کبھی خدا کے احکامات کی حکم عدُولی نہ بھی کی ہو ہم پھر بھی خدا کی کاملیت کے نشان تک نہیں پہنچ سکتے۔ ہمارے اچھائی و بھلائی کے تیر ہمیشہ اِدھر اُدھر ہی گریں گے، کبھی نشانے پر نہیں لگیں گے۔ ہمیں اشد ضرورت ہے کہ ہم اپنی کوششوں اور خدا کی کاملیت کے تقاضوں کے بیچ جو خلا ہے اُسے پُر کریں، اور یہ مسیح کی موت ہی ہے جو اِس خلا کو پُر کر سکتی ہے۔ یہ اُس کا خون ہی ہے جو ہمارے گناہوں کی خاطِر بہایا گیا۔ یہ ہمارا مسیح پر اِیمان اور اُس کی موت کو قبول کرنا ہی ہے جو خدا اور ہمارے درمیان ٹوٹے رشتے کو بحال کر سکتا ہے۔

مگر سوال یہ ہے کہ مسیح کی موت ضروری کیوں ہے؟ کیا خدا ہمارے گناہوں کو مسیح کی قربانی کے بغیر معاف کر کے دَر گزر نہیں کر سکتا؟ تو اِس کا جواب یہ ہے کہ خدا کو اپنے عدل و اِنصاف کو قائم رکھنے کے ساتھ ساتھ ہمیں بھی حق بجانب ٹھہرانا ہے۔ گناہ کی سزا موت ہے۔ خدا اپنے ہی بنائے ہوئے اِس اُصول و قانون کو توڑ کر عدل و اِنصاف کو قائم نہیں رکھ سکتا۔ گناہ کی قیمت ادا کرنا ہی ہے خواہ کچھ ہو جائے۔ مگر گناہ کا فدیہ یا قرض چُکانے کے لئے کسی کو مَرنا ضرور ہے، ایسی ہستی جو گناہ سے بالکل پاک ہو اور ہم جو مجرم و خطا کار ہیں ہماری سزا کو اپنے اُوپر لے لے۔ بے گناہ و پاک مسیح نے ہمارے گناہوں کا قرض چُکا کر ہمیں ابدی سزا و ہلاکت سے بچا لیا ہے۔

خدا کا عدل و اِنصاف ہمیشہ صاف و شفاف ہوتا ہے، مگر حقیقت یہ ہے کہ خدا نے بائبل مُقدس میں پُرانے عہدنامہ کے مطابق بہت سے لوگوں کے گناہوں کو مسیح کی قربانی کے بغیر دَر گزر کِیا۔ یہاں تک کے موسوی شریعت کے تحت گناہوں کی معافی کے لئے قائم کی گئ خاص قربانیاں بھی کافی نہیں تھیں کہ گناہوں سے چھٹکارا دِلا سکتی۔ ایک اَور مقام پر پاک کلام میں لکھا ہے، ''...وہ قربانیاں سال بہ سال گناہوں کو یاد دِلاتی ہیں کیونکہ ممکن نہیں کہ بیلوں اور بکروں کا خون گناہوں کو دُور کرے۔'' (عبرانیوں ۱۰: ۳-۴) دوسرے لفظوں میں یہ کہ خدا نے گناہوں کو معاف کِیا اِس کے باوجود کے گناہوں کی قیمت ادا نہیں کی گئ۔ اَب سوال یہ ہے کہ اگر گناہوں کی سزا کی قیمت ادا نہیں کی گئ تو خدا گناہ معاف کرنے میں عادِل کیسے ٹھہرا؟ خدا نے کیسے پچھلے زمانے کے لوگوں کے گناہوں کو تو دَرگزر کر دیا مگر آج وہ گناہ کی سزا اور عدالت کرتا ہے؟ یہ اَور وجہ ہے کہ مسیح کو صلیب پر قربان ہونا پڑا۔ اُس کی موت نے نہ صرف آج ہمارے گناہوں کی قیمت ادا کر دی ہے بلکہ ماضی میں خدا نے جن لوگوں کے گناہ معاف کِئے اُن کا قرض بھی چُکا دیا ہے۔ اِس طرح خدا نے اپنا عدل و اِنصاف بھی قائم و دائم رکھا اور ہم گناہگاروں کو بھی حق بجانب ٹھہرایا۔ جو لوگ مسیح پر مکمل اِیمان لاتے ہیں خدا اُن کے گناہوں کو ایسے دیکھتا ہے جیسے اُن سے کبھی کوئی گناہ ہُوا ہی نہیں۔

مسیح کی قربانی کے کچھ اَور نتائج بھی ہیں۔ جب کہ ہمارا گناہوں سے چھٹکارا ہماری اپنی ذاتی کوشش و کاوش کی بدولت نہیں بلکہ خدا نے مسیح کے وسیلہ

سے یہ سب کچھ کِیا، لہذا ہمارے پاس فخر و گھمنڈ کی کوئی گنجائش نہیں۔ ہم اپنے اعمال پر بھروسے کر کے فخر و غرور نہیں کر سکتے۔ خدا کے ہاں یہ قابلِ قبول نہیں۔ ہم گھمنڈ نہیں کر سکتے کہ ہمارے پاس خدا کی شریعت ہے کیونکہ یہ تو گناہگار کی حیثیت سے ہمیں مجرم ٹھہرا کر لعنت ملامت کرتی ہے۔ ہاں اگر فخر و گھمنڈ کرنا ہی ہے تو مسیح کی اُس موت پر کرو جو اُس نے ہمارے گناہوں کی خاطر برداشت کی۔ جیسا کہ پولس رسول ایک اَور مقام پر لکھتا ہے، ''لیکن خدا نہ کرے کہ مَیں کسی چیز پر فخر کروں سِوا اپنے خداوند یسوع مسیح کی صلیب کے جس سے دُنیا میرے اعتبار سے مصلوب ہوئی اور مَیں دُنیا کے اعتبار سے۔'' (گلتیوں ٦:١٤)

پولس رسول واضح کرتا ہے کہ اِیمان کے وسیلہ سے گناہوں سے چھٹکارا پا کر نجات پانا محض ایک جماعت، گروہ یا نسل و ذات تک محدُود نہیں، بلکہ یہ سب کے لئے ہے۔ خدا صرف ایک قوم یا قبیلہ کا خدا نہیں بلکہ کُل کائنات کا خالق و مالِک ہے۔ غیریہودی اور یہودی سب اِس میں شامل ہیں۔ اُس کے اِرادے و منصوبہ میں ہے کہ سب لوگ خواہ وہ کسی رنگ و نسل سے کیوں نہ ہوں مسیح کے وسیلہ سے اپنے گناہوں سے نجات پا کر خدا کے ساتھ اپنا رشتہ پھر سے بحال کریں۔ ہمارے لئے خوشی کی بات یہ ہے کہ ہم سب اِس قابل ہیں کہ مسیح پر مکمل اِیمان لائیں۔

اِس حقیقت کی روشنی میں کوئی سوال کر سکتا ہے کہ کیا خدا کی شریعت اور مسیح پر اِیمان ایک دوسرے کے مخالف ہیں؟ ہرگز نہیں۔ یہ خدا کی شریعت ہی ہے جس سے ہمیں اِیمان کی ضرورت کا احساس ہوتا ہے۔

گیارھواں باب

راستبازی گِنا گیا

(رومیوں ۴:۱۔۱۲)

کسی کے مذہبی عقائد کو تبدیل کرنا آسان کام نہیں۔ جتنا زیادہ عرصہ کوئی اپنے ایمان اور عقیدہ کا پیروکار ہو گا اُتنا ہی زیادہ اُس کے لئے چھوڑنا مشکل ہو گا۔ شائد سب سے مشکل ایسا ایمان و عقیدہ ہوتا ہے جو ہمیں اِس غلط فہمی میں مُبتلا کر دیتا ہے کہ ہم خدا کو جب چاہیں خوش کر سکتے ہیں اور ہم اپنی کوشش و کاوش سے اپنے گناہوں اور اُن کے اثرات و نتائج سے چھٹکارا پا سکتے ہیں۔ ہمارا فخر و تکبر ہمیں اِس حقیقت سے رُوکے رکھتا ہے کہ ہمیں کسی کی مدد و راہنمائی کی ضرورت ہے۔ ہم بھول جاتے ہیں کہ ہم خود اپنے اعمال پر تکیہ کر کے نجات نہیں پا سکتے۔

یہودی لوگوں کے سامنے ایک اَور رکاوٹ یہ بھی ہے کہ وہ تسلیم ہی نہیں کرتے کہ اُنہیں نجات دہندے کی ضرورت ہے، حالانکہ موسوی شریعت کا ایک مقصد یہ تھا کہ ہم اِس قابل نہیں ہیں کہ خدا کے اعلیٰ و افضل اخلاقی معیار تک پورے اُتر سکیں۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ شریعت خود نجات دہندے کی آمد کے بارے اِشارے کرتی ہے۔ یہودی یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ شریعت و قانون اُن کو خدا کے ہاں مقبول نہیں بنا سکتا۔

اِن دو تصورات کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم جاننے کی کوشش کریں کہ نہ تو ہمارے اچھے اعمال اور نہ کوئی قانونی و شرعی نظام ہمارا ٹوٹا ہُوا تعلق خدا کے ساتھ بحال کر سکتا ہے۔ اور اِس سلسلے میں پولس رسول ابرہام کی مثال پیش کرتا ہے۔ یہودی ابرہام کو احتراماً ''اِیمانداروں کا باپ'' اور اپنی قوم کا بزرگ کہتے ہیں۔ اور اِس میں قطعی کوئی شک نہیں کہ خدا کے ہاں وہ بہت مقبول و پسندیدہ تھا۔ مگر اُس کی مثال کو سامنے رکھتے ہوئے ہم سیکھ سکتے ہیں کہ ہم بھی کیسے خدا کو خوش کر سکتے ہیں۔

رُومیوں کے نام اپنے اِلہامی خط کے ۴ باب کی ۱ سے ۱۲ آیت میں پولس رسول کہتا ہے، ''پس ہم کیا کہیں کہ ہمارے جسمانی باپ ابرہام کو کیا حاصل ہُوا؟ کیونکہ اگر ابرہام اعمال سے راستباز ٹھہرایا جاتا تو اُس کو فخر کی جگہ ہوتی لیکن خدا کے نزدیک نہیں۔ کتابِ مُقدس کیا کہتی ہے؟ یہ کہ ابرہام خدا پر اِیمان لایا اور یہ اُس کے لئے راستبازی گِنا گیا۔ کام کرنے والے کی مزدوری بخشش نہیں بلکہ حق سمجھی جاتی ہے مگر جو شخص کام نہیں کرتا بلکہ بے دین کے راستباز ٹھہرانے والے پر اِیمان لاتا ہے اُس کا اِیمان اُس کے لئے راستبازی گِنا جاتا ہے۔ چنانچہ جس شخص کے لئے خدا بغیر اعمال کے راستبازی محسُوب کرتا ہے داؤد بھی اُس کی مُبارک حالی اِس طرح بیان کرتا ہے کہ مُبارک وہ ہیں جن کی بدکاریاں مُعاف ہوئیں اور جن کے گناہ ڈھانکے گئے۔ مُبارک وہ شخص ہے جس کے گناہ خدا محسُوب نہ کرے گا۔ پس کیا یہ مُبارکبادی مختونوں ہی کے لئے ہے یا نا مختونوں کے لئے بھی؟ کیونکہ ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ ابرہام کے لئے اُس کا

اِیمان راستبازی گِنا گیا۔ پس کِس حالت میں گِنا گیا؟ مختونی میں یا نا مختونی میں؟ مختونی میں نہیں بلکہ نا مختونی میں۔ اور اُس نے ختنہ کا نشان پایا کہ اُس اِیمان کی راستبازی پر مُہر ہو جائے جو اُسے نا مختونی کی حالت میں حاصل تھا تاکہ وہ اُن سب کا باپ ٹھہرے جو باوجود نا مختون ہونے کے اِیمان لاتے ہیں اور اُن کے لئے بھی راستبازی محسُوب کی جائے۔ اور اُن مختونوں کا باپ ہو جو نہ صرف مختون ہیں بلکہ ہمارے باپ ابرہام کے اُس اِیمان کی بھی پیروی کرتے ہیں جو اُسے نا مختونی کی حالت میں حاصل تھا۔'' (رُومیوں ۴:۱-۱۲)

ہم اِنسان اپنے اچھے کاموں پر بہت گھمنڈ کرتے ہیں۔ ہم نے فلاں ادارے کو اِتنا پیسہ خیرات میں دے دیا ہے۔ ہم نے اِتنے بھوکے لوگوں کو مُفت کھانا کِھلایا ہے۔ یہاں تک ہم فخر و غرور کرتے ہیں کہ ہم نے کوئی شیطانی کام نہیں کِیا۔ ہم چاہتے تو کسی کو دھوکا دے سکتے تھے مگر ہم نے ایسا نہیں کِیا۔ مگر پولس رسول ہمارے سامنے ایک حقیقت، ایک سچائی پیش کرتا ہے۔ اگر ہم نے ہر وقت اچھا کام ہی کیا اور بُرے کام سے دُور رہے ہمیں پھر بھی یہ حق حاصل نہیں کہ خدا کے سامنے اپنے اچھے کاموں پر گھمنڈ کریں۔ اور اِس کی وجہ یہ ہے کہ جب ہم اچھے کام کرتے ہیں اور بُرے کاموں سے دُور بھاگتے ہیں تو ہم صرف وہ کر رہے ہیں جو ہمیں کرنا چاہیے اور جس کی توقع خدا ہم سے کرتا ہے۔ ہم نے خدا کی نظر میں کوئی تعریفی کام نہیں کِیا جو اُس کے ہاں مقبول و پسندیدہ ٹھہریں۔

اگر مکمل طور پر اچھے کام کرنے کے سبب سے ہم خدا کے ہاں گھمنڈ و فخر نہیں کر سکتے تو پھر ہماری حالت کیا ہو گی جب کچھ کم اچھے کام کر کے خدا کے اخلاقی معیار سے نیچے گِر جائیں گے؟ جیسا کہ پولس رسول نے پہلے وضاحت کی ہے کہ ہم میں سے کوئی ایسا نہیں جس نے کبھی گناہ نہ کِیا ہو، ایک بھی نہیں۔ کوئی بھی نہیں جس نے خدا کی شریعت پر پورے طور پر عمل کِیا، اُس کے اخلاقی معیار کے تقاضوں کو پورا کرنا تو دُور کی بات ہے۔

پولس رسول ہماری حالت کو اُس ملازم سے تشبیہ دیتا ہے جس کو ہم نے ایک مخصوص کام کرنے کے لئے نوکری دی۔ ہمارا فرض ہے کہ اُس کو کنٹریکٹ یا باہمی سمجھوتے کے تحت پیسے دیں۔ اَب اُس کا کوئی حق نہیں کہ وہ اپنے کام کے بارے میں فخر یا گھمنڈ کرے کیونکہ اُس نے صرف اپنے کنٹریکٹ یا باہمی سمجھوتے کے تحت اپنا فرض نبھایا ہے اور اگر وہ اپنے سمجھوتے یا کنٹریکٹ کے مطابق کام نہیں کرتا تو اُس کو اپنے کام کے پیسے نہیں مِلیں گے۔ اور اگر ہم اُسے پیسے دیں گے تو یہ اُس کی مزدوی نہیں بلکہ کوئی اَور سبب یا وجہ ہو سکتی ہے۔

کچھ ایسا ہی خدا کے قوانین اور اُصولوں کے تحت بھی ہے۔ ہم نے وہ نہیں کِیا جو ہمیں کرنا چاہیے لہذا ہمیں فخر و گھمنڈ کرنے کا قطعی کوئی حق نہیں اور نہ ہی خدا کی ذمہ داری یا فرض بنتا ہے کہ وہ ہمیں کسی قسم کا اِنعام دے۔ اور اگر وہ ہمیں ابدی زندگی کا اِنعام بخشتا ہے تو یہ ہمارے اچھے کاموں کے سبب سے نہیں بلکہ کسی اَور ہی اُصول کے تحت ہو گا۔ اَب سوال یہ ہے کہ آخر وہ

اُصول کیا ہے؟ یہ اُصول اِیمان پر مبنی ہے۔ پولس رسول پُرانے عہدنامے کا حوالہ دیتے ہوئے کہتا ہے یہ ابرہام کے اچھے کاموں کے سبب سے نہیں بلکہ اُس کے مضبوط اِیمان کے سبب سے کہ خدا نے اُسے راستباز ٹھہرایا۔

صرف ابرہام ہی نہیں جس کو خدا نے اِیمان کے سبب سے راستباز ٹھہرایا۔ پولس بائبل مُقدس میں زبور کی کتاب کا حوالہ دیتے ہوئے کہتا ہے یہ اُصول چند مخصوص لوگوں کے لئے نہیں بلکہ عالمگیر ہے۔ خدا نے نہ صرف ابرہام کو ایمان کے سبب سے راستباز ٹھہرایا بلکہ ہر وہ شخص جو اُس پر مکمل اِیمان لاتا ہے اُسے راستباز ٹھہراتا ہے۔ یہ ہمارے اچھے اور نیک کاموں کے سبب سے نہیں بلکہ یہ ہمارا اِیمان ہے جو ہمیں ہمارے گناہوں سے نجات دِلاتا ہے۔

لوگ نہ صرف اپنے اچھے کاموں پر گھمنڈ و فخر کرتے ہیں بلکہ وہ اپنی ذات و نسل پر غرور کرتے ہیں۔ وہ فخر سے کہتے ہیں کہ ابراہام اُن کے آباؤ اجداد میں سے ہے، اور اِس کی وجہ وہ یہ پیش کرتے ہیں کہ اگر خدا، ابرہام کو راستباز سمجھتا ہے تو پھر لازم ہے کہ اُس کی جسمانی اولاد و نسل بھی خدا کی نظر میں راستباز ہو گی۔ جبکہ خدا نے ابرہام کے ختنے کا حکم دیا تو لہذا اُس کی نسل و اولاد بھی ختنہ کروا کے راستباز ٹھہرے گی۔

مگر پولس رسول کہتا ہے کہ جو لوگ ایسا سوچتے ہیں اُنہوں نے سب کچھ اُلٹ پلٹ کر دیا ہے، جب کہ حقیقت یہ ہے کہ خدا نے ابراہام کو راستباز اُس کے ختنہ کروانے سے پہلے ٹھہرایا۔ ختنہ اُس کی راستبازی کا سبب نہیں بلکہ اُس کا خدا پر مضبوط اِیمان تھا جس نے اُسے راستباز ٹھہرایا۔ یہ اُس کا اِیمان تھا

کہ اُس نے ختنے کے بارے میں خدا کے حکم کی تعمیل کی۔ ختنہ ابراہام کی راستبازی کا ایک نتیجہ یا اثر تھا نہ کہ سبب یا وجہ۔

اِسی طرح آج بھی ہمارا یہ جسمانی نشان یعنی ختنہ نہیں جو ہمیں خدا کی نظر میں مقبول، پسندیدہ یا راستباز ٹھہراتا ہے۔ ذرا اپنے اِرد گِرد نظر اُٹھا کر دیکھیں کہ کِتنے لوگ ہیں جو ختنہ کروانے کے باوجود گناہ کی دَلدل میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اور نہ ہی ابراہام کی نسل یا اولاد ہونے کے سبب سے وہ راستباز ٹھہرائے جا سکتے ہیں، بلکہ خدا ہم سب میں وہ اِیمان دیکھنا چاہتا ہے جو اُس نے ابرہام میں دیکھا۔ اگر ہم میں ابراہام جیسا اِیمان ہے تو خدا ہمیں اپنے نیک بندے ابرہام کی طرح راستباز ٹھہرانے میں قطعی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرے گا۔ صرف وہی لوگ خدا کی نظر میں پسندیدہ و راستباز ٹھہرائے جا سکتے ہیں، صرف وہی لوگ ابرہام کی حقیقی نسل و اولاد کہلائے جا سکتے ہیں جن کا خدا پر ابرہام جیسا بھرپور اِیمان ہو۔ اِس سے کچھ فرق نہیں پڑتا کہ اُن کا ختنہ ہُوا ہے یا نہیں، وہ ابرہام کی جسمانی اولاد یا نسل ہیں یا نہیں۔ خدا نے ابرہام سے اُس کے مثالی اِیمان کے سبب سے وعدہ کِیا کہ وہ تمام قوموں کا باپ ہو گا۔

بارھواں باب

میراث اِیمان سے مِلتی ہے

(رومیوں ۴: ۱۳-۲۵)

جب خدا نے اِنسان کو تخلیق کِیا تو اُس نے اُسے نہ صرف اپنی شبیہ پر بنایا بلکہ اُس کو آزادی بھی دی۔ ہم اِنسانوں کو خدا نے اچھا بُرا چُننے کی آزادی دے رکھی ہے یعنی یا تو خدا کے اخلاقی معیار کے مطابق زندگی بسر کریں یا اُسے رَد کر دیں۔ بدقسمتی سے ہم سب نے خدا کی مرضی پوری کرنے کی بجائے اپنی ہی مرضی پوری کی ہے۔ مگر خدا ہماری نافرمانی کے باوجود اَب بھی ہمیں پیار کرتا ہے، اور چاہتا ہے کہ ہمارے گناہ کے سبب سے جو دُوری آ چُکی ہے اُس کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دے۔ خدا ایسا کیسے کر سکتا ہے؟ خدا کِس اُصول کے تحت ہمیں ہمارے گناہوں کی سزا دیئے بغیر راستباز ٹھہرا سکتا ہے؟

بہت سے لوگ یہ کہتے ہیں کہ وہ موسوی شریعت یا اِسی طرح کے کسی اَور قانون پر عمل کر کے راستباز ٹھہر سکتے ہیں۔ مگر پولس رسول کہتا ہے کہ ایسا ہرگز نہیں۔ رُوم کی کلیسیا کے نام اپنے اِلہامی خط میں وہ واضح کرتا ہے کہ خدا نے ابرہام کو راستباز کیوں ٹھہرایا۔ رُومیوں ۴ باب اُس کی ۱۳ سے ۲۵ آیت میں لکھا ہے، ''کیونکہ یہ وعدہ کہ وہ دُنیا کا وارِث ہو گا نہ ابرہام سے نہ اُس کی نسل سے شریعت کے وسیلہ سے کِیا گیا تھا بلکہ اِیمان کی راستبازی کے وسیلہ

سے۔ کیونکہ اگر شریعت والے ہی وارِث ہوں تو اِیمان بے فائدہ رہا اور وعدہ لاحاصِل ٹھہرا۔ کیونکہ شریعت تو غضب پیدا کرتی ہے اور جہاں شریعت نہیں وہاں عدُول حُکمی بھی نہیں۔ اِس واسطے وہ مِیراث اِیمان سے ملتی ہے تاکہ فضل کے طور پر ہو اور وہ وعدہ کُل نسل کے لئے قائم رہے، نہ صرف اُس نسل کے لئے جو شریعت والی ہے بلکہ اُس کے لئے بھی جو ابرہام کی مانند اِیمان والی ہے۔ وہی ہم سب کا باپ ہے۔ (چنانچہ لکھا ہے کہ مَیں نے تجھے بہت سی قوموں کا باپ بنایا۔) اُس خدا کے سامنے جس پر وہ اِیمان لایا اور جو مُردوں کو زندہ کرتا ہے اور جو چیزیں نہیں ہیں اُن کو اِس طرح بُلا لیتا ہے کہ گویا وہ ہیں، وہ نااُمیدی کی حالت میں اُمید کے ساتھ اِیمان لایا تاکہ اِس قول کے مطابق کہ تیری نسل ایسی ہی ہو گی وہ بہت سی قوموں کا باپ ہو۔ اور وہ جو تقریباً سَو برس کا تھا باوجُود اپنے مُردہ سے بدن اور سارہ کے رَحم کی مُردگی پر لحاظ کرنے کے اِیمان میں ضعیف نہ ہُوا۔ اور نہ بے اِیمان ہو کر خدا کے وعدہ میں شک کِیا بلکہ اِیمان میں مضبوط ہو کر خدا کی تمجید کی، اور اُس کو کامِل اِعتقاد ہُوا کہ جو کچھ اُس نے وعدہ کِیا ہے وہ اُسے پورا کرنے پر بھی قادِر ہے۔ اِسی سبب سے یہ اُس کے لئے راستبازی گِنا گیا۔ اور یہ بات کہ اِیمان اُس کے لئے راستبازی گِنا گیا نہ صرف اُس کے لئے لکھی گئی بلکہ ہمارے لئے بھی جن کے لئے اِیمان راستبازی گِنا جائے گا۔ اِس واسطے ہم اُس پر اِیمان لائے ہیں جس نے ہمارے خداوند یسوع کو مُردوں میں سے جِلایا۔ وہ ہمارے گناہوں کے لئے حوالہ کر دیا گیا اور ہم کو راستباز ٹھہرانے کے لئے جِلایا گیا۔" (رُومیوں ۴: ۱۳-۲۵)

ابرہام کی مثال سے موسوی شریعت کے تحت خدا کی نظر میں راستباز ٹھہرنے کے لئے دو مسئلے ہیں۔ پہلا یہ کہ ہم پہلے ہی خدا کے اخلاقی معیار کو توڑ چکے ہیں۔ ہم توڑے ہوئے قانون کو دُرست کِئے بغیر دوسرا قانون شامل نہیں کر سکتے۔ جب ہم گناہگار ہو گئے تو ہمیں اپنے گناہوں کی سزا بھگتنا ہے۔ توڑے ہوئے قانون پر ایک اَور قانون شامِل کرنے سے سزا سے چھٹکارا نہیں پا سکتے، بلکہ ایسا کرنے سے ہم ایک اَور گناہ کے مُرتکب ہوں گے اور نتیجہ میں خدا کے غیظ و غضب میں مزید اِضافہ کریں گے۔

پولس رسول اپنے اِس بیان کو واضح کرنے کے لئے وصیت و وراثت کا تصور پیش کرتا ہے۔ مِیراث لینے کے لئے لازم ہے کہ اُن شرائط کو مدِنظر رکھا جائے جن کا ذِکر وصیت میں ہے۔ اگر مِیراث لینے والا شرائط پر عمل نہیں کرتا تو وہ ہرگز وارِث نہیں بن سکتا۔ اگر خدا کا ابرہام اور اُس کی نسل سے وعدہ شریعت رکھنے کے سبب سے ہوتا تو وہ بے کار ہوتا کیونکہ کوئی بھی خدا کے اخلاقی معیار پر پورا نہیں اُتر سکتا۔

شریعت و قانون کے ساتھ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ یہ ہر کسی کے پاس نہیں۔ ابراہام، خدا کے بنی اِسرائیل کو موسوی شریعت دینے سے پہلے زندہ رہا۔ اِس لئے ابرہام کو شریعت کے تحت راستباز نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔ دوسری طرف پولس کہتا ہے کہ جہاں شریعت نہیں وہاں اُس کے احکامات توڑنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اگرچہ ابرہام شریعت توڑنے کے سبب سے گناہگار نہیں ٹھہرا مگر وہ پھر بھی گناہگار تھا۔

اگر ابرہام اور اُس کی نسل موسوی شریعت کے تحت راستباز نہ ٹھہر سکے تو پھر وہ راستباز کیسے ٹھہرا؟ اپنے اِیمان کے وسیلہ سے۔ ابرہام نے خدا کے وعدے پر یقین کِیا، اور کیونکہ وہ اِیمان لایا، اِسی لئے خدا نے اپنا فضل اُس پر کِیا جس کے سبب سے وہ راستباز ٹھہرا۔ خدا کا فضل ہی ہے کہ جو ہمیں کامِلیت تک پہنچاتا ہے۔ خدا کا فضل ہی ہے جو ہمیں طاقت و قوت بخشتا ہے کہ ہم راستباز و پاکیزہ زندگی بسر کریں۔ ایک اَور مقام پر پولس رسول لکھتا ہے، ''کیونکہ خدا کا وہ فضل ظاہر ہُوا ہے جو سب آدمیوں کی نجات کا باعث ہے، اور ہمیں تربیت دیتا ہے تاکہ بیدینی اور دُنیوی خواہشوں کا اِنکار کر کے اِس موجودہ جہان میں پرہیزگاری اور راستبازی اور دینداری کے ساتھ زندگی گزاریں۔'' (طِطُس ۲:۱۱-۱۲)

ابرہام کا اِیمان کِتنا مضبوط تھا؟ اُس کا اِیمان اِتنا مضبوط تھا کہ شک کی کوئی گنجائش ہی نہیں تھی کہ خدا ناممکن سے ناممکن کام بھی اُس کے لئے ممکن بنا سکتا ہے۔ خدا نے ابرہام سے بچوں کا وعدہ کِیا، مگر اُس کی بیوی سارہ بانجھ تھی اور وہ خود بھی عُمر کے اُس حصہ میں تھا جہاں بچہ پیدا کرنا ناممکن تھا۔ لیکن پھر بھی ابرہام کو خدا کے کہے ہوئے الفاظ پر ذرا بھی شک نہیں تھا۔ اُس کو پورا یقین تھا کہ خدا نے جو وعدہ کِیا ہے اُس کو ہر حالت میں پایۂ تکمیل تک پہنچائے گا۔ ابرہام نے نہ صرف خدا کی کہی ہوئی بات پر بھروسہ کِیا بلکہ خدا پر پورا اِیمان رکھا۔ یہ ابرہام کا خدا کی سیرت و کردار پر اعتماد و اِیمان ہی تھا جس کے سبب سے خدا نے اُسے راستباز ٹھہرایا۔

ابرہام کا اِیمان غلط جگہ نہیں تھا، بلکہ بالکل صحیح تھا کیونکہ اِسی بے مثالی اِیمان کے سبب سے خدا نے اُسے راستباز ٹھہرایا، اور بڑھاپے میں اولاد دے کر اُسے باپ بنایا۔ حالانکہ جسمانی طور پر اُس کا بدن بالکل مُردہ تھا مگر خدا کے وعدے کے مطابق وہ اضحاق کا باپ بنا۔ استعاراً وہ اُن سب کا باپ ٹھہرا جو اُس کی طرح خدا پر اِیمان رکھتے ہیں۔ اِس طرح خدا نے اپنا وہ وعدہ پورا کر دیا کہ وہ بہت ساری قوموں کا باپ ہو گا۔

ابرہام کی مثال سے ہم یہ سیکھتے ہیں کہ خدا ہمیں بھی راستباز ٹھہرا سکتا ہے جس طرح اُس نے ابرہام کے مضبوط اِیمان کو دیکھ کر اُسے راستباز ٹھہرایا۔ ہمیں صرف ابرہام کی طرح اپنے بھرپور اِیمان کا مظاہرہ کرنا ہے۔

اَب سوال یہ ہے کہ ابرہام کا اِیمان کیسا تھا؟ ابرہام کا اِیمان نہ صرف خدا کی کہی ہوئی باتوں اور وعدوں پر تھا بلکہ خدا پر بھی تھا۔ ابرہام کی طرح ہم پر بھی لازم ہے کہ خدا پر اِیمان لائیں۔ ایک اَور مقام پر پاک صحائف میں لکھا ہے، ''...بغیر اِیمان کے اُس کو پسند آنا ناممکن ہے۔ اِس لئے کہ خدا کے پاس آنے والے کو اِیمان لانا چاہیے کہ وہ موجود ہے اور اپنے طالبوں کو بدلہ دیتا ہے۔'' (عبرانیوں ۱۱:۶)

ابرہام کی طرح ہمیں بھی چاہیے کہ خدا کے وعدوں پر مکمل یقین و بھروسہ رکھیں۔ خدا نے ابرہام سے وعدہ کِیا کہ وہ باپ بنے گا۔ ذرا سوچیں کہ خدا نے ہم سے کیا وعدہ کِیا ہے؟ اُس نے ہم سے مسیح کا وعدہ کِیا ہے، خاص طور پر اُس نے وعدہ کیا ہے کہ مسیح کی موت ہمارے گناہوں کا کفارہ و فدیہ

ہے۔ اگر ہم سچے دِل سے قبول کریں کہ مسیح ہمارے گناہوں کی خاطر صلیب پر قربان ہُوا اور تیسرے دِن مُردوں میں سے جی اُٹھا تو خدا ہمیں بھی ابرہام کی طرح راستباز ٹھہرائے گا۔

تیرھواں باب

عین وقت پر

(رومیوں ۵:۱-۱۱)

خدا ہم سے محبت رکھتا ہے، اِس کے باوجود کہ ہمارے گناہوں نے ہمیں خدا سے دُور اور جُدا کر دیا ہے۔ اَب مشکل یہ ہے کہ ہم اپنی کوشش و محنت سے، اپنے نیک اعمال پر تکیہ کر کے اپنے گناہ اور اُن کے اثرات کو دُھو نہیں سکتے۔ اِسی لئے خدا نے ہمیں اِس مشکل سے نکالنے کے لئے اِلٰہی اِنتظام کِیا ہے تاکہ ہم پھر سے خدا کے ساتھ اپنا ٹوٹا ہُوا رشتہ بحال کر سکیں۔ مسیح یسوع نے صلیب پر اپنی معصوم و بے گناہ جان کا نذرانہ پیش کر کے ہمارے گناہوں کا قرض ادا کر دیا ہے۔ خدا اُن سب کو جو مسیح یسوع پر سچے دِل سے اِیمان لاتے ہیں راستباز ٹھہراتا ہے۔

پولس رسول رُوم کی کلیسیا کے نام اپنے اِلہامی خط کے ۵ باب کی پہلی ۱۱ آیات میں اِیمان بارے لکھتا ہے، ''پس جب ہم اِیمان سے راستباز ٹھہرے تو خدا کے ساتھ اپنے خداوند یسوع مسیح کے وسیلہ سے صُلح رکھیں، جس کے وسیلہ سے اِیمان کے سبب سے اُس فضل تک ہماری رسائی بھی ہوئی جس پر قائم ہیں اور خدا کے جلال کی اُمید پر فخر کریں۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ مُصیبتوں میں بھی فخر کریں یہ جان کر کہ مُصیبت سے صبر پیدا ہوتا ہے۔ اور صبر سے پختگی اور پختگی

سے اُمید پیدا ہوتی ہے۔ اور اُمید سے شرمندگی حاصل نہیں ہوتی کیونکہ رُوح اُلقدس جو ہم کو بخشا گیا ہے اُس کے وسیلہ سے خدا کی محبت ہمارے دِلوں میں ڈالی گئی ہے۔ کیونکہ جب ہم کمزور ہی تھے تو عین وقت پر مسیح بے دینوں کی خاطر مُؤا۔ کسی راستباز کی خاطر بھی مُشکل سے کوئی اپنی جان دے گا مگر شائد کسی نیک آدمی کے لئے کوئی اپنی جان تک دے دینے کی جُرأت کرے۔ لیکن خدا اپنی محبت کی خوبی ہم پر یوں ظاہر کرتا ہے کہ جب ہم گناہگار ہی تھے تو مسیح ہماری خاطر مُؤا۔ پس جب ہم اُس کے خون کے باعث اَب راستباز ٹھہرے تو اُس کے وسیلہ سے غضبِ الٰہی سے ضرور ہی بچیں گے۔ کیونکہ جب باوجود دُشمن ہونے کے خدا سے اُس کے بیٹے کی موت کے وسیلہ سے ہمارا مَیل ہو گیا تو مَیل ہونے کے بعد تو ہم اُس کی زندگی کے سبب سے ضرور ہی بچیں گے۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ اپنے خداوند یسوع مسیح کے طفیل سے جس کے وسیلہ سے اَب ہمارا خدا کے ساتھ مَیل ہو گیا خدا پر فخر بھی کرتے ہیں۔" (رُومیوں ۵:۱-۱۱)

پولس رسول کے مطابق خدا کے ساتھ اِیمان کے وسیلہ سے راستباز ٹھہرنے کا پہلا نتیجہ، خدا کے ساتھ صُلح ہے۔ گناہ نے نہ صرف ہمیں خدا سے دُور کر دیا ہے بلکہ اِس سے دُشمنی بھی پیدا ہو گئی ہے۔ ایک اَور مقام پر پولس رسول لکھتا ہے، "اور اُس نے اَب اُس کے جسمانی بدن میں موت کے وسیلہ سے تمہارا بھی مَیل کر لیا جو پہلے خارِج اور بُرے کاموں کے سبب سے دِل سے

دُشمن تھے تا کہ وہ تم کو مُقدس، بے عِیب اور بے اِلزام بنا کر اپنے سامنے حاضر کرے۔" (کلسیوں ۱:۲۱-۲۲)

اِیمان، دُشمنی کی اِس حالت کو تبدیل کر دیتا ہے۔ جہاں ہم پہلے خدا کے دُشمن تھے وہاں اَب ہماری خدا کے ساتھ صُلح و امن ہے۔ بلکہ یہ کہنا زیادہ مُناسب ہو گا کہ مسیح یسوع نے ہمیں اِس قابل کِیا کہ اِیمان کے وسیلہ سے خدا کے ساتھ رفاقت و مِلاپ قائم کر سکیں۔ سوال یہ ہے کہ مسیح نے اِتنا عظیم رُتبہ کیسے حاصل کِیا؟ مسیح کے وسیلہ سے ہی ہماری اِلٰہی فضل تک رسائی ہوتی ہے۔ جیسا کہ ہم نے دیکھا کہ خدا کا فضل نہ صرف خلا کو پورا کرتا ہے جو ہماری کمزوریوں اور خدا کی کاملیت کے بیچ میں ہے بلکہ وہ ہمیں اِس قابل بھی بناتا ہے کہ ہم راستباز زندگی بسر کر سکیں۔ یہاں پَولس رسول اِلٰہی فضل کی ایک اَور خوبی کا ذِکر کرتا ہے۔ یہ خدا کا فضل ہی ہے جو ہمیں اپنے اِیمان میں قائم و دائم رکھتا ہے۔

اِیمان کے وسیلہ سے خدا کے سامنے راستباز ٹھہرنے کا دوسرا نتیجہ یہ ہے کہ اِس سے ہمارے اندر اُمید پیدا ہوتی ہے۔ مگر اُمید کِس پر؟ پَولس رسول کہتا ہے کہ ہمیں خدا کے جلال کی اُمید ہے۔ اِس کا کیا مطلب ہے؟ پاک صحائف میں خدا کے جلال کو خدا کی سیرت و کردار کے ظہور کے لئے اِستعمال کِیا گیا ہے۔ جب ہم اِیمان کے وسیلہ سے راستباز ٹھہرتے ہیں تو خدا ہمیں یہ اُمید بخشتا ہے کہ ایک دِن ہم میں بھی خدا کی سیرت و کردار کی خوبیاں پیدا ہوں گی۔ یوحنا رسول لکھتا ہے، "عزیزو! ہم اِس وقت خدا کے فرزند ہیں اور ابھی تک یہ ظاہر

نہیں ہُوا کہ ہم کیا کچھ ہوں گے۔ اِتنا جانتے ہیں کہ جب وہ ظاہر ہو گا تو ہم بھی اُس کی مانند ہوں گے کیونکہ اُس کو ویسا ہی دیکھیں گے جیسا وہ ہے۔'' (۱-یوحنا ۳:۲)

پولس رسول بالکل سچ کہتا ہے کہ ہم خدا کے جلال کی اُمید پر فخر کر سکتے ہیں۔ اِیمان کے ساتھ راستباز ٹھہرنے سے نہ صرف ہم خوشی و شادمانی محسوس کرتے ہیں بلکہ ہمیں اُمیدِ کامِل ہوتی ہے کہ ایک دِن خدا کے جلال میں شامل ہوں گے۔ یہ اُمید و راستبازی ہمیں اِس قابل بناتی ہے کہ دُکھ تکلیف اور مصیبت و اِذیت میں بھی خوش و شادمان رہیں۔ شروع میں یہ ایک عجیب سی بات لگتی ہے کہ کوئی دُکھ تکلیف اور مصیبت و اِذیت میں کیسے خوش رہ سکتا ہے؟ پولس رسول وضاحت کرتے ہوئے کہتا ہے کہ مُصیبتیں اور تکلیفیں ہی نہیں بلکہ اِن کے نتائج بھی ہمیں خوشی و شادمانی دیتے ہیں۔ ہماری مشکلیں اور محنت و مشقت ہمیں تبدیل کرنے اور خداوند میں بڑھنے میں مدد کرتی ہیں۔ خدا کا نیک بندہ یعقوب اِسی بارے میں لکھتا ہے، ''اَے میرے بھائیو! جب تم طرح طرح کی آزمایشوں میں پڑو تو اِس کو یہ جان کر کمال خوشی کی بات سمجھنا کہ تمہارے اِیمان کی آزمایش صبر پیدا کرتی ہے۔ اور صبر کو اپنا پورا کام کرنے دو تاکہ تم پورے اور کامِل ہو جاؤ اور تم میں کسی بات کی کمی نہ رہے۔'' (یعقوب ۱:۲-۴)

پولس رسول کہتا ہے کہ دُکھ تکلیف سہنے کا عمل ہمارے اندر اُمید و صبر پیدا کرتا ہے۔ مگر ایسا کیسے ممکن ہے؟ کیونکہ عام طور پر تو یہی سمجھا جاتا ہے کہ مُصیبت و تکلیف سے اِنسان مزید حوصلہ ہار دیتا ہے، مگر یہاں بالکل برعکس ہے۔

دُکھوں اور مشکلوں سے اُمید و صبر پیدا ہوتا ہے کیونکہ ہم دیکھ سکتے ہیں کہ ہماری آزمایش نے ہمیں پہلے سے اچھا اِنسان بنا دیا ہے۔ اِس سے ہمارے اندر اعتماد و بھروسہ پیدا ہوتا ہے کہ ایک دِن ہم بھی خدا کے وعدہ کے مطابق کامِلیت تک پہنچیں گے۔

اُمید کی ایک اَور وجہ بھی ہے۔ خدا کا پاک رُوح جو اُس نے بھیجا کہ ہمارے دِلوں میں سکونت کرے ہمیں خدا کی محبت دِکھاتا ہے۔ جبکہ ہم پہلے ہی خدا کی محبت کا مزہ چکھ چکے ہیں تو ہمیں یہ بھروسہ و یقین ہونا چاہیے کہ خدا کے وعدے کے مطابق اُس کے جلال میں ضرور شامل ہوں گے۔

خدا کی ہمارے لئے محبت کِتنی گہری ہے؟ اپنی پسند کے کسی شخص سے محبت کرنا بہت آسان ہوتا ہے یعنی جس کی سیرت و کردار اچھا ہو اور جس کا برتاؤ ہم سے ٹھیک ہو۔ لیکن پولس رسول ہمیں یاد دِلاتا ہے کہ خدا نے ہم سے اپنی محبت اُس وقت رکھی جب ہم بُرائی کی اِنتہا کو چُھو رہے تھے۔ ہم میں طاقت ہی نہیں تھی کہ خدا کے لئے تو کیا اپنے آپ کو ہی سنبھال سکیں۔ ہم خدا سے دُور بُت پرستی کی زندگی گزار رہے تھے۔ ہم صرف اپنے آپ کو خوش کر رہے تھے، خدا کو نہیں۔ ہم گناہگار تھے۔ ہم نے خدا کے اخلاقی معیار کی دھجیاں بِکھیر دی تھیں۔ ہم خدا کے دُشمن تھے۔ ہم خدا کے منصوبوں اور مقاصد کے خلاف سرگرم تھے۔ مگر اِس مخالفت و دُشمنی کے باوجود مسیح نے ہماری خاطر اپنی معصوم جان قربان کر دی۔ ہم اکثر سُنتے ہیں کہ لوگ اپنے مُلک کے لئے مُحب الوطنی کا مظاہرہ کرتے ہوئے جان قربان کر دیتے ہیں۔ وہ اپنے مُلک سے اِتنی محبت

رکھتے ہیں کہ اپنی جان دینے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ ہم سُنتے ہیں کہ لوگ اپنے عزیز رشتے داروں کے لئے جان دے دیتے ہیں۔ ہم سُنتے ہیں کہ لوگ اپنے دوستوں کے لئے جان قربان کر دیتے ہیں مگر کبھی آپ نے سُنا ہے کہ کوئی اپنے دُشمن کے لئے جان قربان کر دے؟ ہاں، خدا نے مسیح کے وسیلہ سے بالکل ایسا ہی کِیا۔ کیا اِس سے بڑی محبت کوئی کسی سے کر سکتا ہے؟

خدا کی عظیم محبت کا یہ لاثانی مظاہرہ بھی ہمارے اندر اُمید پیدا کر دیتا ہے۔ مسیح کی پیروی کرنے والے صلیب پر اُس کی قربانی کی وجہ سے راستباز ٹھہرائے جا چکے ہیں۔ ذرا سوچیئے کہ اگر خدا ہم سے جب ہم گناہ میں اُس کے دُشمن تھے عظیم محبت رکھ سکتا ہے تو کیا اُس کے ساتھ رشتہ جوڑ کر ہم اِس سے کہیں زیادہ برکات کے حقدار نہ ہوں گے؟ اَب ہمیں خدا کے غیظ و غضب سے ڈرنے کی قطعی ضرورت نہیں۔

خدا کے ساتھ ٹوٹا ہوا رشتہ جوڑ کر ہم ابدی زندگی میں شامل ہو گئے ہیں۔ اَب ہمیں کوئی ڈر خوف نہیں۔ یہ ایک اَور نتیجہ اور پھل ہے ایمان کے وسیلہ سے راستباز ٹھہرائے جانے کا۔ جس طرح ہم خدا کے جلال کی اُمید پر، اور اپنے دُکھوں تکلیفوں اور مُصیبتوں کے نتائج پر خوشی و شادمانی محسوس کرتے ہیں، اُسی طرح خدا کے ساتھ ٹوٹا ہوا رشتہ بحال کر کے بھی ہم خوش و کامران ہوتے ہیں۔ اَب سوال یہ ہے کہ آپ کی زندگی میں کِتنی خوشی ہے؟ اگر آپ خدا کے ساتھ رشتہ جوڑ کر خوشی محسوس نہیں کرتے تو کیا اِس کا مطلب یہ نہیں کہ آپ ابھی تک

راستباز نہیں ٹھہرے؟ کیا اِس کا مطلب یہ نہیں کہ آپ ابھی تک مسیح یسوع پر اِیمان نہیں لائے؟

چودھواں باب

ایک آدمی کے سبب سے

(رومیوں ۵:۱۲-۱۹)

خواہ ہم امیر ہوں یا غریب، بہت زیادہ تعلیم یافتہ ہوں یا بالکل اَن پڑھ، ہم دُنیا کے کسی کونے میں بھی رہتے ہوں، ہمارا خاندانی اور کلچرل پس منظر کیسا بھی کیوں نہ ہو، ہم سب میں ایک چیز مُشترک ہے یعنی ہم سب ایک دِن موت کی آغوش میں سو جائیں گے۔ مگر سوال یہ ہے کہ موت دُنیا میں کیسے آئی؟

بائبل مُقدس بتاتی ہے کہ یہ سب کیسے ہُوا، ''اور خداوند خدا نے آدم کو لے کر باغِ عدن میں رکھا کہ اُس کی باغبانی اور نگہبانی کرے۔ اور خداوند خدا نے آدم کو حکم دیا اور کہا کہ تُو باغ کے ہر درخت کا پھل بے رُوک ٹوک کھا سکتا ہے لیکن نیک و بد کی پہچان کے درخت کا کبھی نہ کھانا کیونکہ جس روز تُو نے اُس میں سے کھایا تُو مَرا۔'' (پیدایش ۲:۱۵-۱۷)

اور بالکل ایسا ہی ہُوا کہ آدم نے ممنوعہ درخت کا پھل کھایا اور اُس کے بعد سے ہم سب موت کے تجربہ سے گزر رہے ہیں۔

اِس سے ایک سوال ذہن میں اُبھرتا ہے۔ ہم کیوں مَریں جبکہ گناہ آدم نے کِیا؟ رُومیوں کے نام اپنے اِلہامی خط کے ۵ باب اُس کی ۱۲ سے ۱۴ آیت میں پولس رسول اِس کی یوں وضاحت کرتا ہے، ''پس جس طرح ایک آدمی

کے سبب سے گناہ دُنیا میں آیا اور گناہ کے سبب سے موت آئی اور یوں موت سب آدمیوں میں پھیل گئی، اِس لئے کہ سب نے گناہ کِیا۔ کیونکہ شریعت کے دِئے جانے تک دُنیا میں گناہ تو تھا مگر جہاں شریعت نہیں وہاں گناہ محسُوب نہیں ہوتا، تو بھی آدم سے لے کر موسیٰ تک موت نے اُن پر بھی بادشاہی کی جِنہوں نے اُس آدم کی نافرمانی کی طرح جو آنے والے کا مثِیل تھا گناہ نہ کِیا تھا۔" (رُومیوں ۵:۱۲-۱۴)

شریعت کا ایک اہم اُصول یہ ہے کہ سزا جُرم کی مُناسبت سے ہونی چاہیے اور صرف وہی سزا کا حقدار ہے جو مُجرم ہے۔ اگر کسی بے قصور کو سزا دے دی گئی تو یہ بے اِنصافی ہے۔ آدم نے خدا کے ایک خاص حکم کی نافرمانی کی، لہذا اُس کو اپنی حکم عدُولی کی سزا بھُگتنا تھی۔ وہ مَر گیا جیسا کہ خدا نے اُس سے کہا تھا کہ اگر وہ نافرمانی کرے گا تو مَرے گا۔ مگر آدم کے ساتھ دوسرے کیوں مَریں؟ پوٗلس رسول اِس حوالہ میں اِس سوال کا جواب دیتے ہوئے کہتا ہے کہ آدم کے ساتھ دوسرے اِنسان مَریں گے کیونکہ اُنہوں نے بھی گناہ کیا ہے۔

پوٗلس تسلیم کرتا ہے کہ یہ سوال کا پورا جواب نہیں۔ جبکہ خط کے شروع میں وہ کہتا ہے کہ جن کے پاس خدا کے احکامات یعنی شریعت نہیں اُن کی عدالت شرعی قوانین کے مطابق نہیں ہو گی، بلکہ اُن کا اِنصاف اِس بُنیاد پر ہو گا کہ وہ جِتنا بھی خدا کے بارے میں تھوڑا بہت جانتے تھے، اُن کی زندگیاں اُس کے مطابق ہیں یا نہیں۔ یہاں وہ لکھتا ہے کہ جہاں شریعت نہیں وہاں گناہ

محسُوب نہیں ہوتا۔ اِس کے باوجود سب مَریں گے کہ جیسے اُنہوں نے شریعت کے احکام کو توڑا ہے۔

آپ نے دیکھا کہ پولس رسول کہتا ہے کہ خدا عادِل یعنی اِنصاف کرنے والا ہے۔ وہ ہمیں ہمارے گناہوں کے نتائج سے بچانے کے ساتھ ساتھ اپنے عدل و اِنصاف کو بھی قائم رکھنا چاہتا ہے۔ یہ ایک وجہ ہے کہ اُس نے مسیح یسوع کو دُنیا میں بھیجا کہ ہمارے گناہوں کا کفارہ ادا کرے۔ لازم ہے کہ گناہ کا قرض چُکایا جائے، اور یہ کام ہماری خاطر مسیح نے کر دیا ہے۔ ایک اَور وجہ بھی ہے جس کے سبب سے مسیح دُنیا میں آیا۔ خدا اُس بے اِنصافی کو مِٹا دینا چاہتا تھا کہ جنہوں نے حکم عدُولی نہیں کی وہ پھر بھی مَریں۔

۵ باب کی آیت ۱۵ سے ۱۹ میں پولس رسول کہتا ہے، ''لیکن گناہ کا جو حال ہے وہ فضل کی نعمت کا نہیں کیونکہ جب ایک شخص کے گناہ سے بہت سے آدمی مَر گئے تو خدا کا فضل اور اُس کی جو بخشِش ایک ہی آدمی یعنی یسوع مسیح کے فضل سے پیدا ہوئی بہت سے آدمیوں پر ضرور ہی اِفراط سے نازل ہوئی۔ اور جیسا ایک شخص کے گناہ کرنے کا انجام ہُوا بخشِش کا ویسا حال نہیں کیونکہ ایک ہی کے سبب سے وہ فیصلہ ہُوا جس کا نتیجہ سزا کا حکم تھا مگر بہتیرے گناہوں سے ایسی نعمت پیدا ہوئی جس کا نتیجہ یہ ہُوا کہ لوگ راستباز ٹھہرے۔ کیونکہ جب ایک شخص کے گناہ کے سبب سے موت نے اُس ایک کے ذریعہ سے بادشاہی کی تو جو لوگ فضل اور راستبازی کی بخشِش اِفراط سے حاصل کرتے ہیں وہ ایک شخص یعنی یسوع مسیح کے وسیلہ سے ہمیشہ کی زندگی میں ضرور ہی بادشاہی

کریں گے۔ غرض جیسا ایک گناہ کے سبب سے وہ فیصلہ ہُوا جس کا نتیجہ سب آدمیوں کی سزا کا حکم تھا ویسا ہی راستبازی کے ایک کام کے وسیلہ سے سب آدمیوں کو وہ نعمت مِلی جس سے راستباز ٹھہر کر زندگی پائیں۔ کیونکہ جس طرح ایک ہی شخص کی نافرمانی سے بہت سے لوگ گناہگار ٹھہرے اُسی طرح ایک کی فرمانبرداری سے بہت سے لوگ راستباز ٹھہریں گے۔'' (رومیوں ۵:۱۵-۱۹)

پولس رسول کہتا ہے کہ آدم اور مسیح کے فعل و عمل کے نتائج میں مطابقت بھی ہے اور دونوں ایک دوسرے کے برعکس بھی ہیں۔ مطابقت یہ کہ دونوں کے ایک ہی عمل و حرکت سے اِس کا بہت سے لوگوں پر اثر پڑا یعنی جس طرح آدم کے گناہ کے سبب سے بہت سے لوگ مَر گئے، اُسی طرح مسیح کی صلیب پر قربانی نے بہت سے لوگوں کو زندگی دی۔ اِن کے نتائج ایک دوسرے سے برعکس اِس لئے ہیں کہ صرف ایک ہی گناہ کے سبب سے موت کی لعنت و سزا دُنیا میں آئی، مگر مسیح یسوع دُنیا میں خدا کا تحفہ اور نعمت اِلٰہی فضل و راستبازی کی شکل میں لائے اور جو اُن کو دِل سے قبول کر کے دِل و جان سے پیروی کرتے ہیں وہ اِس عظیم تحفے کے حقدار ہوتے ہیں۔

آدم سے لے کر آج تک موت ہم پر حکومت کر رہی ہے، بالکل ایسے ہی جیسے ایک آدمی ساری نسلِ اِنسانی کے مقدر کو کنٹرول کِئے ہوئے ہوتا ہے۔ دُنیاوی نکتۂ نظر سے یوں لگتا ہے کہ موت کی ہم پر حکومت اور اُس کا کنٹرول ہمیشہ قائم و دائم رہنے والا ہے۔ اِنسانی سمجھ و حکمت کے مطابق اگر دیکھیں تو یہ حقیقت ہے کہ ہم مَر جائیں گے۔ تاریخ گواہ ہے کہ بنی نوع اِنسان نے موت

پر قابو پانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا یا زندگی کو طویل کرنے کے لئے ہر حربہ اِستعمال کِیا مگر اِنسانی دماغ کی ہر کوشش ناکام ثابت ہوئی۔

مگر مسیح کے دُنیا میں آنے اور صلیب پر اپنی جان قربان کرنے اور تیسرے دِن مُردوں میں اُٹھنے یعنی موت پر فتح پانے کے بعد موت کا ڈنک جاتا رہا۔ ہاں، موت بنی نوع اِنسان پر حکومت تو کر سکتی ہے مگر مسیح یسوع پر نہیں کیونکہ وہ موت پر فاتح اور ازل و ابد تک حکومت کرتے ہیں۔ اُنہوں نے فرمایا، ''...وہ وقت آتا ہے کہ جِتنے قبروں میں ہیں اُس کی آواز سُن کر نکلیں گے، جِنہوں نے نیکی کی ہے زندگی کی قیامت کے واسطے اور جِنہوں نے بدی کی ہے سزا کی قیامت کے واسطے۔'' (یوحنا ۵:۲۸-۲۹)

مسیح نے ایک اَور طرح سے موت کی گرفت کو توڑا۔ اگر ہم خدا کے فضل کے تحفہ و نعمت کو قبول کریں گے تو زندگی پائیں گے۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہ ہم موت پر فتح پا سکتے ہیں۔مسیح یسوع کے دُنیا میں آنے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ ''...جو عُمر بھر موت کے ڈر سے غلامی میں گرفتار رہے اُنہیں چھڑا لے۔'' (عبرانیوں ۲:۱۵)

مسیح میں ہم نہ صرف اِس زندگی میں موت پر فتح پا سکتے ہیں بلکہ آنے والی زندگی میں بھی حیاتِ ابدی کے وارث ہوں گے۔ پولس رسول ایک اَور مقام پر لکھتا ہے، ''اور جب یہ فانی جسم بقا کا جامہ پہن چُکے گا اور یہ مَرنے والا جسم حیاتِ ابدی کا جامہ پہن چُکے گا تو وہ قول پورا ہو گا جو لکھا ہے کہ موت فتح کا لُقمہ ہو گئی، اَے موت تیری فتح کہاں رہی؟ اَے موت تیرا ڈنک کہاں رہا؟

موت کا ڈنک گناہ ہے اور گناہ کا زور شریعت ہے، مگر خدا کا شکر ہے جو ہمارے خداوند یسوع مسیح کے وسیلہ سے ہم کو فتح بخشتا ہے۔'' (۱۔کرنتھیوں ۱۵: ۵۴۔۵۷)

ایک طرف ایک گناہ کے سبب سے موت کی لعنت ہم پر آئی اور دوسری طرف راستبازی کے ایک فعل کے سبب سے ہم سب کو زندگی مِلی۔ مگر سوال یہ ہے کہ کیا آپ نے زندگی کے اِس اِلٰہی تحفہ کو قبول کِیا ہے؟

اگرچہ مسیح یسوع نے موت پر فتح پا کر اور ہمیں زندگی کا لاثانی تحفہ دے کر آدم کے ایک گناہ سے مِلنے والی سزا کے سنگین نتائج کو ہم سے ہمیشہ ہمیشہ دُور کر دیا ہے، مگر پھر بھی ہم سب کو اپنے گناہوں کے نتائج کو ضرور بُھگتنا ہے۔ اگرچہ ہمیں آدم کی سزا کے بدلے مَرنا نہیں چاہیے مگر جو گناہ اور قصور ہم نے خود کِئے اُن کی سزا کے نتیجہ میں ہمیں یقیناً مَرنا چاہیے۔ اَب ہمارے سامنے ایک اہم سوال یہ ہے کہ ہم کیسے موت سے نکل کر زندگی میں داخل ہو سکتے ہیں؟ کیسے اپنے گناہوں کا قرض چُکا سکتے ہیں؟

پندرھواں باب

ہم گناہ کے اِعتبار سے مر گئے

(رومیوں ۵:۲۰-۶:۷)

اِنسانی فِطرت کا تقاضا ہے کہ جب کوئی چیز ہمیں پسند آتی ہے تو ہم اَور زیادہ اُس کے دیوانے ہو جاتے ہیں۔ مگر اکثر یہ سچ نہیں، مثال کے طور پر اگر دوائی کھانے سے بیماری کا علاج ہو جاتا ہے تو اِس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ زیادہ مِقدار میں کھانے سے اَور بھی زیادہ فائدہ ہو گا۔ اِس کے برعکس ڈاکٹر کی بتائی ہوئی مِقدار سے زیادہ دوائی کھانے سے اِنسان مَر بھی سکتا ہے۔ اِسی طرح زندہ رہنے کے لئے ایک خاص مِقدار میں خوراک کی ضرورت ہوتی ہے، بہت زیادہ کھانا ہماری صحت کے لئے ہرگز فائدہ مند نہیں بلکہ ہم بیمار پڑ سکتے ہیں۔

کوئی بھی اچھی چیز مُناسب مِقدار سے زیادہ لینا اُس غلط حرکت و عمل سے کم نقصان دہ اور تباہ کن ہے جو ہم بار بار کرتے ہیں اِس لئے کہ اُس سے ہمیں کچھ فائدہ ہُوا۔ مثال کے طور پر ممکن ہے کسی نے اپنے بزنس یا تجارت میں نقصان اُٹھا کے سبق سیکھا ہو تو کیا وہ مُسلسل غلط فیصلے ہی کرتا رہے جن کی وجہ سے وہ پہلے ہی ناکام ہو چکا ہے؟ کیا وہ نقصان پہ نقصان اُٹھاتا چلا جائے کہ چلو اِس سے کچھ سبق تو حاصل ہوتا ہے؟ ہرگز نہیں، ہمیں جان بوجھ کر نقصان پہ نقصان نہیں اُٹھانا چاہیے بلکہ جو سبق ہمیں حاصل ہوتا ہے اُس کو سامنے رکھتے

ہوئے مُستقبل میں جان بوجھ کر اُن غلطیوں کو نہیں دہرانا جن کی وجہ سے پہلے ہی ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔

رُوحانی باتوں میں بھی یہی اُصول کار فرما ہے۔ ہم سب گناہگار ہیں۔ ہم سب خدا کے اخلاقی معیار سے نیچے گِر گئے ہیں، جس کے نتیجہ میں ہم خدا سے دُور ہو گئے ہیں۔ مگر گناہ کرنے کے سبب سے ہم مسیح یسوع کے وسیلہ سے معافی و بحالی پا کر خدا کے فضل کا تجربہ حاصل کرتے ہیں۔ یہ سب اچھے نتائج ہیں۔

پولس رسول رُومیوں کے نام اپنے اِلہامی خط میں وضاحت کرتا ہے کہ خدا کا فضل اُتنا زیادہ ہو گا جِتنے زیادہ ہمارے گناہ ہوں گے۔ جوں جوں ہم خدا کی ضرورتوں سے آگاہ ہوتے چلے جاتے ہیں تو اُن کو پورا نہ کرنے کی صورت میں ہم اَور بھی زیادہ قصوروار اور مجرم ہیں۔ اور جب ہم بہت ہی زیادہ خطاوار ہیں تو خدا کا فضل اَور بھی کثرت سے اپنا کام کرتا ہے۔ اَب سوال یہ ہے کہ ایسی حالت میں ہمارا جواب کیا ہونا چاہیے؟ ۵ باب کی ۲۰ سے ٦ باب کی ۷ آیت تک پولس لکھتا ہے، ''اور بیچ میں شریعت آ موجود ہوئی تاکہ گناہ زیادہ ہو جائے مگر جہاں گناہ زیادہ ہُوا وہاں فضل اُس سے بھی نہایت زیادہ ہُوا تاکہ جس طرح گناہ نے موت کے سبب سے بادشاہی کی اُسی طرح فضل بھی ہمارے خداوند یسوع مسیح کے وسیلہ سے ہمیشہ کی زندگی کے لئے راستبازی کے ذریعہ سے بادشاہی کرے۔ پس ہم کیا کہیں؟ کیا گناہ کرتے رہیں تاکہ فضل زیادہ ہو؟ ہرگز نہیں۔ ہم جو گناہ کے اِعتبار سے مَر گئے کیونکر اُس میں آیندہ کو زندگی گزاریں؟

کیا تم نہیں جانتے کہ ہم جتنوں نے مسیح یسوع میں شامل ہونے کا بپتسمہ لیا تو اُس کی موت میں شامل ہونے کا بپتسمہ لیا؟ پس موت میں شامل ہونے کے بپتسمہ کے وسیلہ سے ہم اُس کے ساتھ دفن ہوئے تاکہ جس طرح مسیح باپ کے جلال کے وسیلہ سے مُردوں میں سے جِلایا گیا اُسی طرح ہم بھی نئی زندگی میں چلیں۔ کیونکہ جب ہم اُس کی موت کی مُشابہت سے اُس کے ساتھ پیوستہ ہو گئے تو بیشک اُس کے جی اُٹھنے کی مُشابہت سے بھی اُس کے ساتھ پیوستہ ہوں گے۔ چنانچہ ہم جانتے ہیں کہ ہماری پُرانی اِنسانیت اُس کے ساتھ اِس لئے مصلُوب کی گئی کہ گناہ کا بدن بیکار ہو جائے تاکہ ہم آگے کو گناہ کی غلامی میں نہ رہیں۔ کیونکہ جو مُوا وہ گناہ سے بَری ہُوا۔" (رومیوں ۵:۲۰-۶:۱-۷)

دوائی لینے کا مقصد یہ نہیں ہوتا کہ ہم لاپرواہی سے وہی کام کرتے رہیں جن سے ہمیں بیماری لاحق ہوئی ہے۔ دوائی کا مقصد شفا دینا ہے، اور اگر ہم صحت کے معاملے میں لاپرواہی کرنے سے باز نہیں آئے تو ایک دِن دوائی بھی اپنا اثر کھو دے گی اور کبھی بھی صحت مند نہیں ہو سکیں گے۔ اِسی طرح خدا کے فضل کا مقصد یہ نہیں کہ گناہ پہ گناہ کرتے رہیں، بلکہ یہ کہ ہم پھر گناہ نہ کریں۔ اور اگر ہم خدا کے فضل کو گناہ کرنے کا ایک بہانہ سمجھ کر اِستعمال کریں گے تو خدا اپنا فضل کا ہاتھ ہم پر سے اُٹھا لے گا۔ پاک کلام میں لکھا ہے، "کیونکہ حق کی پہچان حاصل کرنے کے بعد اگر ہم جان بوجھ کر گناہ کریں تو گناہوں کی کوئی اَور قربانی باقی نہیں رہی۔ ہاں، عدالت کا ایک ہَولناک اِنتظار اور غضبناک آتش باقی ہے جو مُخالفوں کو کھا لے گی۔" (عبرانیوں ۱۰:۲۶-۲۷)

تو اَب سوال یہ ہے کہ خدا جب مسیح یسوع کی قربانی کے وسیلہ سے اپنا فضل ہم پر نازل فرماتا ہے تو ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ پولس رسول کہتا ہے کہ لازم ہے کہ ہم مَر جائیں۔ وہ ایسا کیوں کہتا ہے؟ کیا ہم پہلے ہی اپنے گناہوں کی وجہ سے خدا سے جُدا ہو کر مَر نہیں چکے؟ کیا خدا نے اپنا فضل ہم پر نچھاور نہیں کِیا کہ ہم زندہ رہیں؟

پولس رسول جس موت کا یہاں ذکر کر رہا ہے وہ گناہوں کے نتائج کی وجہ سے نہیں بلکہ گناہ کے اِعتبار سے مَر جانا ہے۔ جس طرح گناہ نے ہمیں خدا سے جُدا کر دیا ہے اُسی طرح جب ہم خدا کے فضل کو قبول کرتے ہیں تو ہم گناہ کے اِعتبار سے مَر جاتے ہیں یعنی گناہ سے جُدا ہو جاتے ہیں۔ پولس یہ کہنا چاہتا ہے کہ اگر ہم گناہ کے اِعتبار سے مَر جائیں تو پھر سے گناہ کی زندگی بسر نہیں کریں گے۔

اَب سوال یہ ہے کہ ہم گناہ کے اِعتبار سے کیسے مَرتے ہیں؟ اگرچہ پولس رسول یہاں وہ لفظ اِستعمال نہیں کرتا مگر گناہ کے اِعتبار سے مَرنے کا مطلب ہے توبہ کرنا یعنی ہمیشہ کے لئے ترک یا چھوڑ دینا۔ ہمیں اُس چیز سے منہ موڑ لینا ہے جو ہمیں خدا سے جُدا کرتی ہے۔

گناہ کے اِعتبار سے مَرنے کا ایک اَور مطلب ہے مسیح یسوع کی موت میں شریک ہونا۔ مسیح نے اپنی بے گناہ و معصُوم زندگی ہمارے لئے قربان کی۔ ہمارا فرض ہے کہ اُس کی موت کی مُشابہت کے ساتھ پیوست ہو جائیں، جیسے کہ ہم خود اُس کے ساتھ مَر گئے ہیں۔ ایسا کیسے ممکن ہے؟ پولس رسول کہتا ہے کہ

بپتسمہ لینے سے ایسا ہی ہوتا ہے۔ جب ہم بپتسمہ لیتے ہیں تو پانی میں بالکل ڈوب جاتے ہیں۔ جس طرح مسیح کے بدن کو قبر میں دفن کِیا گیا ہمارا گناہوں سے توبہ شدہ بدن پانی میں دفن ہو جاتا ہے۔

مسیح کے ساتھ مَرنے کا ایک اَور اہم نتیجہ نکلتا ہے۔ جب ہم بپتسمہ لیتے ہیں تو نہ صرف پانی میں بالکل ڈوب جاتے ہیں بلکہ پانی سے اُوپر بھی اُٹھائے جاتے ہیں۔ اِس کا مطلب یہ ہے کہ اگر ہم مسیح کے ساتھ مَرے ہیں تو اُس کے ساتھ جی اُٹھنے کا تجربہ بھی حاصل کریں گے۔

مختصر یہ کہ لازم ہے کہ ہم مَریں کیونکہ ہم گناہگار ہیں اور گناہ کی سزا موت ہے۔ لیکن خدا نے اپنے رحم و شفقت سے ہمیں مَرنے کی بھی آزادی دی ہے کہ اپنے لئے کیسی موت چُنیں۔ ہم مسیح یسوع کے ساتھ یا اُس کے بغیر مَر سکتے ہیں۔ اگر ہم اُس کے ساتھ مَریں تو ہم اُس کے ساتھ جی بھی اُٹھیں گے۔ اور اگر ہم اُس کے بغیر مَرنا قبول کرتے ہیں تو ہمیشہ کے لئے خدا سے جُدا ہو جائیں گے۔ کیا آپ نے اپنے گناہوں سے توبہ کی ہے؟ کیا آپ نے مسیح کی موت میں شامل ہونے کے لئے بپتسمہ لیا ہے تاکہ اُس کے ساتھ ہمیشہ زندہ رہیں؟

مسیح کے ساتھ مَرنا ہماری روزمرہ زندگی پر کیسے اثر انداز ہوتا ہے؟ پولس رسول کہتا ہے کہ ہم مسیح کے ساتھ مصلُوب یعنی صلیب پر چڑھا دیئے گئے ہیں۔ ہماری پُرانی طبیعت، پُرانی سوچ، ہماری خودی، پُرانی خواہشات اور شوق، حسد، لالچ اور ہَوس مسیح کی صلیب پر لٹکا دیئے گئے ہیں۔ ہماری پُرانی اِنسانیت

جو گناہ کے اِختیار و کنٹرول میں تھی اَب کمزور و بے زور ہو گئی ہے۔ اَب اُس کی طاقت جاتی رہی ہے۔ گناہ کا اَب ہماری زندگیوں پر کوئی اِختیار نہیں رہا۔ اَب ہم بالکل آزاد ہیں۔

پولس رسول وضاحت کرتے ہوئے کہتا ہے کہ مُردوں پر شریعت کے قانون لاگو نہیں ہوتے۔ جب ہم مسیح میں مَر جاتے ہیں تو شریعت کے پُرانے قانون کہ یہ نہ کرو اور وہ نہ کرو ہم پر ہرگز لاگو نہیں ہو سکتے۔ اَب ہم اُن کے ماتحت نہیں رہے، بلکہ گناہ اور اُس کے اثرات سے بالکل چھٹکارا پا چکے ہیں۔

اَب سوال یہ ہے کہ اگر پُرانے قانون و شریعت مسیح کے ساتھ مَرنے والوں پر لاگو نہیں، اور اگر وہ گناہ سے بالکل آزاد ہیں تو پھر وہ کون سی چیز ہے جو اُنہیں مُستقبل میں گناہ کرنے سے رُوکتی ہے؟

سولھواں باب

خُدا کے اِعتبار سے زندہ

(رومیوں ۶:۸-۱۷)

مذہب کے بارے میں لوگوں کا منفی نظریہ ہے، خاص طور پر مسیحیت کے بارے میں کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ مسیحیت محض پابندیوں کا نام ہے۔ وہ یہ بھی سمجھتے ہیں کہ مذاہب قوانین پر مُشتمل ہوتے ہیں کہ یہ کرو اور وہ نہ کرو۔

ہاں، یہ سچ ہے کہ مسیح کے پیروکار کچھ باتوں سے باز رہتے ہیں۔ مگر جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ مذہب محض قوانین و پابندیوں کا نام ہے تو وہ ایک بہت اہم نکتہ کو دَرگزر یا رَد کر رہے ہیں۔ بے شک مسیح کے پیروکار کچھ باتوں سے باز رہتے ہیں، قانون و پابندیوں کی وجہ سے نہیں بلکہ وہ ایسا کر ہی نہیں سکتے کیونکہ اَب اُن کے اندر ایک نئی طبیعت اور نئی سوچ نے گھر کر لیا ہے۔ پولس رسول رُومیوں کے نام اپنے اِلہامی خط میں واضح کرتا ہے کہ جب کوئی مسیح کا پیروکار بن جاتا ہے تو وہ گناہ کے اعتبار سے مَر جاتا ہے۔ پانی کا بپتسمہ لینے کے سبب سے وہ مسیح کی موت میں شاِمل ہو جاتا ہے۔ گناہ کے اعتبار سے مَرنے اور مسیح میں مَرنے کا ایک نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ہمیں ایک نئی زندگی ملتی ہے، ایک ایسی زندگی جس میں وہ پُرانی خصلت و حرکات شامل نہیں ہوتی جو خدا کو ناپسند ہیں۔ ۶ باب کی ۸ سے ۱۷ آیت میں پولس کہتا ہے، ”پس جب ہم مسیح کے ساتھ مُوئے

تو ہمیں یقین ہے کہ اُس کے ساتھ جئیں گے بھی۔ کیونکہ یہ جانتے ہیں کہ مسیح جب مُردوں میں سے جی اُٹھا ہے تو پھر نہیں مَرنے کا، موت کا پھر اُس پر اِختیار نہیں ہونے کا۔ کیونکہ مسیح جو مُوا گناہ کے اعتبار سے ایک بار مُوا مگر اَب جیتا ہے تو خدا کے اعتبار سے جیتا ہے۔ اِسی طرح تم بھی اپنے آپ کو گناہ کے اعتبار سے مُردہ مگر خدا کے اعتبار سے مسیح یسوع میں زندہ سمجھو۔ پس گناہ تمہارے فانی بدن میں بادشاہی نہ کرے کہ تم اُس کی خواہشوں کے تابع رہو، اور اپنے اعضا ناراستی کے ہتھیار ہونے کے لئے گناہ کے حوالہ نہ کِیا کرو بلکہ اپنے آپ کو مُردوں میں سے زندہ جان کر خدا کے حوالہ کرو اور اپنے اعضا راستبازی کے ہتھیار ہونے کے لئے خدا کے حوالہ کرو۔ اِس لئے کہ گناہ کا تم پر اِختیار نہ ہو گا کیونکہ تم شریعت کے ماتحت نہیں بلکہ فضل کے ماتحت ہو۔ پس کیا ہُوا؟ کیا ہم اِس لئے گناہ کریں کہ شریعت کے ماتحت نہیں بلکہ فضل کے ماتحت ہیں؟ ہرگز نہیں۔ کیا تم نہیں جانتے کہ جس کی فرمانبرداری کے لئے اپنے آپ کو غلاموں کی طرح حوالہ کر دیتے ہو اُسی کے غلام ہو جس کے فرمانبردار ہو خواہ گناہ کے جس کا انجام موت ہے خواہ فرمانبرداری کے جس کا انجام راستبازی ہے۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ اگرچہ تم گناہ کے غلام تھے تَو بھی دِل سے اُس تعلیم کے فرمانبردار ہو گئے جس کے سانچے میں تم ڈھالے گئے تھے۔'' (رُومیوں ۶:۸-۱۷)

اِنجیلِ مُقدس کے اِس حوالہ میں تین لفظوں میں تصویر کشی کی گئی ہے کہ مسیح کے پیروکار گناہ سے آزاد کیوں ہیں اور وہ گناہ سے دُور کیوں رہیں۔ پہلی مثال میں وہ مسیح کی موت اور مُردوں میں جی اُٹھنے کو پیش کرتے ہوئے کہتا ہے

کہ جس طرح مسیح کے مَرنے اور مُردوں میں سے جی اُٹھنے کو ایک دوسرے سے الگ نہیں کِیا جا سکتا اُسی طرح مسیح میں مَرنے اور مسیح میں نئی زندگی ایک دوسرے سے جُدا نہیں ہو سکتے۔ جب سے مسیح مُردوں میں سے جی اُٹھا ہے، موت کا اُس پر کچھ اثر و اِختیار نہیں رہا، وہ پھر نہیں مَرنے کا۔ اِسی طرح جو گناہ کے اِعتبار سے مَر گیا اُس پر گناہ کا کوئی اِختیار نہیں رہا، مسیح میں وہ ایک نیا اِنسان بن گیا ہے۔ جس طرح زندوں کا مُردوں کے ساتھ کوئی میل ملاپ نہیں ہوتا، اُسی طرح جس کو مسیح نے رُوحانی طور پر زندہ کِیا ہے پھر وہ ایسے کام نہیں کرے گا جن سے وہ رُوحانی طور پر مُردہ ہُوا تھا، بلکہ اَب وہ جیسے خدا چاہے گا آزادی سے زندگی بسر کرے گا۔

دوسری تصویر جو اِستعارے کے طور پولس رسول اِستعمال کرتا ہے وہ بادشاہ اور فرماں روا یعنی حکمران کی ہے۔ لازم ہے کہ سب لوگ جو بادشاہ کی سلطنت میں رہتے ہیں اُس کے ہر فرمان کی تابعداری کریں۔ ہاں، اگر کوئی بادشاہ کی سلطنت سے باہر ہے تو اُس پر بادشاہی حکم کا اِطلاق نہیں ہوتا۔ پولس رسول کہتا ہے کہ جو لوگ گناہ کے اِعتبار سے نہیں مَرتے اُن پر گناہ حکمرانی کرتا ہے۔ جو گناہ کی حدُود میں رہتے ہیں گناہ اپنی شیطانی خواہشات کے ساتھ اُنہیں زبردستی مجبور کرتا ہے کہ اُس کے تابع رہیں۔ اُن کے بدن سے سوائے بدی کے اَور کچھ صادِر نہیں ہوتا۔

اِس کے برعکس جو لوگ گناہ کی حدُود سے باہر ہیں یعنی مسیح یسوع کی بادشاہت میں شامل ہو چکے ہیں اُن پر گناہ کا زور ہرگز نہیں چلتا۔ ایک اَور مقام

پر پولس رسول لکھتا ہے، '' اُسی نے ہم کو تاریکی کے قبضہ سے چُھڑا کر اپنے عزیز بیٹے کی بادشاہی میں داخل کِیا، جس میں ہم کو مخلصی یعنی گناہوں کی معافی حاصل ہے۔'' (کلسیوں ۱: ۱۳-۱۴)

پولس وضاحت کرتا ہے کہ جس طرح ایک بادشاہت میں رہنے والے کے فرض میں شامل نہیں کہ کسی دوسری بادشاہی کے احکامات کی تابعداری کرے، اُسی طرح جو لوگ گناہ کی بادشاہی کی حدُود میں نہیں رہتے وہ اُس کے تابع زندگی بسر نہیں کرتے۔ اُن پر لازم ہے کہ وہ اپنی تابعداری و وفاداری اپنے بادشاہ و حکمران یعنی خدا کی اِطاعت کریں۔

آیئے دیکھتے ہیں دونوں بادشاہتوں کے کام کرنے کے اُصول کیا ہیں؟ شریعت گناہ کی بادشاہت کی اِس طرح تشریح و وضاحت کرتی ہے، جیسا کہ پولس رسول نے ۵ باب کی ۱۳ آیت میں پہلے ہی کہا ''...شریعت کے دِئے جانے تک دُنیا میں گناہ تو تھا مگر جہاں شریعت نہیں وہاں گناہ محسُوب نہیں ہوتا۔'' دوسرے لفظوں میں یہ کہ شریعت کے بغیر ہم جان نہیں سکتے تھے کہ گناہ کیا ہے۔ مگر جیسا کہ پولس نے یہ بھی پہلے ہی کہا کہ جب سے شریعت دی گئی ہے مسیح کے علاوہ کوئی بھی اُس کی مکمل طور پر تابعداری نہیں کر سکا۔ خدا کی نظر میں سب کے سب گناہگار ہیں۔ شریعت ہمیں مُستقل طور پر یاد دِلاتی رہتی ہے کہ ہم خطاکار و گناہگار ہیں۔

اِس کے برعکس مسیح کی بادشاہی اِلٰہی فضل کے اُصول پر کام کرتی ہے۔ فضل کا کام نہ صرف ہماری ناقابلیت و نااہلیت کو خدا کے اخلاقی معیار تک لانا

ہے بلکہ ہمیں وہ طاقت و قوت بھی بخشتا ہے جس کے وسیلہ سے ہم گناہ سے دُور بھاگ سکتے ہیں۔

مسیح ہمیں شریعت کے اِختیار سے باہر نکال لیتا ہے، جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ہم پھر گناہ کے تابع نہیں رہتے کیونکہ اَب اُس کا اِختیار ہم پر چل ہی نہیں سکتا۔ بلکہ خدا کا فضل ہمیں نیک، پاک اور راستباز زندگی بسر کرنے کے لئے ہمت و طاقت بخشتا ہے۔

ممکن ہے کہ کچھ لوگ سوچیں کہ خدا کے فضل کے تحت رہنے میں ہمیں گناہ کرنے کی کھلی چھٹی مِل جاتی ہے۔ اِس میں شک نہیں کہ اِلٰہی فضل ہماری کمزوریوں اور قصُوروں کو ڈھانپ دیتا ہے تو پھر کیا فرق پڑتا ہے ہم جو مرضی کریں؟ مگر پولس رسول اِس کا جواب یوں دیتا ہے کہ دونوں بادشاہتیں ایک دوسرے کی مخالف ہیں۔ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کہ ہم مسیح کی بادشاہت کے سارے فائدے اُٹھائیں مگر رہیں تاریکی کی بادشاہت کے شیطانی اِختیار میں۔ جب ہم کسی کے تابع رہتے ہیں تو ہم اُس کے غلام بن جاتے ہیں۔ اگر ہم گناہ کو خدا کے فضل پر ترجیح دیتے ہیں تو گناہ ہمارا مالِک و حکمران ہو گا۔

اِس سے ہمارے سامنے پولس رسول کی تیسری تصویر اُبھرتی ہے، جس سے وہ گناہ یعنی غلام و مالِک کی تشریح و وضاحت کرتے ہوئے کہتا ہے۔ گناہ ایک ظالم مالِک و حکمران کی طرح ہے جو اپنے غلاموں کو کام کروا کروا کے موت کے گھاٹ اُتار دیتا ہے۔ ہمارے پاس اپنی مرضی نہیں کہ ہم کام کریں یا نہ کریں مگر ہم اپنی مرضی و پسند سے یہ ضرور فیصلہ کر سکتے ہیں کہ کس کے لئے

کام کریں، گناہ کی تابعداری جس کا انجام موت ہے یا مسیح کی تابعداری جس کا نتیجہ پاک و راستباز ابدی زندگی ہے۔

اہم سوال یہ ہے کہ اگر ہمیں گناہ کی تابعداری اور مسیح کی تابعداری میں سے چُننا ہو تو ہم اپنے لئے کیا چُنیں گے؟ کیا ہم گناہ میں مَرنا پسند کریں گے؟ کیا ہم مسیح کی موت میں شامل ہو کر نئی راستباز و پاک زندگی کا تجربہ حاصل کرنا چاہیں گے؟ کیا ہم خدا کے فضل پر شریعت و قانون کو ترجیح دیں گے؟ کیا ہم گناہ کے غلام بننا پسند کریں گے یا راستبازی کے؟

سترھواں باب

راستبازی کے غلام

(رومیوں ۶:۱۷۔۲۳)

پاک صحائف ہمیں بتاتے ہیں کہ خدا اچھا ہے، مگر پھر بھی اگر ہم اپنے اِرد گِرد نظر دوڑائیں تو معلوم ہو گا کہ بُرائی ہر طرف پھیلی ہوئی ہے۔ اگر خدا اچھا ہے تو پھر دُنیا میں اِس قدر بدی کیوں ہے؟ نہ صرف یہ کہ بُرائی و بدی ہر طرف چھائی ہوئی ہے بلکہ اِس میں دِن بِدن اِضافہ ہو رہا ہے اور اِنسانی سیرت و کردار پر اِس کے بُرے سے بُرے اثرات پڑ رہے ہیں۔ اَب سوال یہ ہے کہ ایک محبت کرنے والا اچھا قادرِ مُطلق خدا ایسا کیوں ہونے دے رہا ہے؟

اِس سوال کا جواب یہ ہے کہ خدائے بزرگ و برتر نے بنی نوع اِنسان کو آزادی دے رکھی ہے کہ وہ اپنے لئے جو بھی راستہ چاہے چُن سکتا ہے۔ ہم سے ہر کسی کو خدا نے قابلیت و اہلیت بخشی ہے کہ وہ چاہے تو خدا کے راستے پر یا گمراہی کے راستہ پر چلے۔ ہمیں خدا نے یہ اِختیار و آزادی دی ہے کہ اپنے لئے غلط راستہ بھی چُن سکتے ہیں۔ رُومیوں کی کلیسیا یعنی چرچ کے نام اپنے اِلہامی خط میں پولس رسول لکھتا ہے کہ ہم سب کے سب نہ صرف بُرائی کا راستہ چُن سکتے ہیں بلکہ ایسا کرتے بھی ہیں۔ ہم سب خواہ ہمارے پاس خدا کی دی ہوئی شریعت و قانون ہو یا ہم صرف اپنے ضمیر کی آواز سُن کر زندگی بسر کر رہے

ہوں، ہم نے اپنے لئے بُرا اور غلط راستہ ہی چُنا ہے۔ اِسی لئے خدا کی نظر میں ہم سب گناہگار ہیں۔

مسئلہ یہ ہے کہ جب ہم خدا کے اخلاقی معیار سے نیچے گِر جاتے اور گناہگار بن جاتے ہیں تو پھر ہم اپنی کوشش و محنت اور اچھے اعمال سے راستباز و نیک نہیں بن سکتے۔ ہمیں سارے اچھے اور نیک کام کرنے ہی ہیں۔ اچھے کام کرنا خدا پر احسان نہیں بلکہ یہ ہمارے فرض میں شامل ہے۔ جتنا راستباز و نیک خدا ہمیں دیکھنا چاہتا ہے ہم اپنی کوشش و کاوش سے کبھی بھی اُس معیار تک نہیں پہنچ سکتے، خواہ ہم کِتنے ہی اچھے اور نیک کام کر لیں خدا کی نظر میں ہم گناہگار و خطاکار ہی رہیں گے، اور اِس طرح ہم گناہ کے غلام اور گناہ ہمارا مالک بن گیا ہے۔

تاریخ میں ایسی مثالیں موجود ہیں کہ کسی شخص نے اپنے آپ کو اپنی مرضی سے کسی کی غلامی میں دے دیا۔ ایسا کرنے سے اُس نے اپنی آزادی کا حق کھو دیا۔ اَب اُس پر فرض ہے کہ وہ اپنے مالِک کی مرضی پر چلے۔ اَب وہ اپنا مقام و حیثیت بدل نہیں سکتا یعنی وہ غلام ہے تو غلام ہی رہے گا۔ اَب وہ اپنے مالِک کے اِختیار و کنٹرول میں زندگی گزارے گا۔ بالکل اِسی طرح جیسے ہم اپنی مرضی سے اپنے لئے گناہ چُن لیتے ہیں۔ کوئی ہمیں مجبور نہیں کرتا کہ گناہ کریں، لیکن جب ہم گناہ کے مُرتکب ہوتے ہیں تو پھر ہم اپنا گناہ آلودہ مقام و حیثیت بدل نہیں سکتے۔ ہم گناہ کے غلام بن جاتے ہیں اور گناہ ہمارا مالِک۔

یہ ممکن ہے کہ کوئی مالِک سے غلام خرید لے۔ اگر وہ اُس کی مُناسب قیمت ادا کرے تو پُرانے مالِک سے مالِکانہ حقوق حاصل کر سکتا ہے۔ بالکل ایسا ہی خدا نے ہمارے ساتھ کِیا ہے۔ ہم اِس قابل نہیں کہ خدا کی خواہش کے مطابق اپنے فعل و عمل سے اُس کے اخلاقی معیار اور اُس کی پاکیزگی و راستبازی تک پہنچ سکیں، مگر خدا نے اپنے رحم و فضل کی دولت سے ہمارا قرض ہمارے پُرانے مالِک کو ادا کر کے مالِکانہ حقوق اپنے نام کر لئے ہیں۔ یہ سب کیسے ممکن ہُوا؟ خدا نے مسیح یسوع کے وسیلہ جو پاک و بے گناہ ہے ہمارے گناہوں کی قیمت چُکا دی ہے۔

جب نیا مالِک غلام کو خرید لیتا ہے تو اُس کا اِس خرید و فروخت میں کوئی عمل دخل نہیں ہوتا۔ مگر خدا ہم پر اپنی مرضی نہیں ٹھونستا۔ اُس نے پہلے ہی ہمیں ہمارے گناہوں کی قیمت چُکا کر پُرانے مالِک یعنی گناہ سے چھڑا لیا ہے، مگر وہ پھر بھی ہمیں آزادی دیتا ہے کہ نئے اور پُرانے مالِک میں سے کسی ایک کا اِنتخاب کریں۔ اگر ہم قیمت قبول کر لیں تو پھر ہم گناہ کے غلام نہ رہیں گے بلکہ راستبازی و پاکیزگی کے غلام بن جائیں گے۔

مالِکوں کی اِس تبدیلی کے ہماری زندگی پر بڑے گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ پولس رسول اپنے اِلہامی خط کے ۶ باب کی ۱۷ سے ۲۳ آیت میں اِس کی یوں وضاحت کرتا ہے، ”لیکن خدا کا شکر ہے کہ اگرچہ تم گناہ کے غلام تھے تَو بھی دِل سے اُس تعلیم کے فرمانبردار ہو گئے جس کے سانچے میں تم ڈھالے گئے تھے، اور گناہ سے آزاد ہو کر راستبازی کے غلام ہو گئے۔ مَیں

تمہاری اِنسانی کمزوری کے سبب سے اِنسانی طور پر کہتا ہوں۔ جس طرح تم نے اپنے اعضا بدکاری کرنے کے لئے ناپاکی اور بدکاری کی غلامی کے حوالہ کِئے تھے اُسی طرح اَب اپنے اعضا پاک ہونے کے لئے راستبازی کی غلامی کے حوالہ کر دو۔ کیونکہ جب تم گناہ کے غلام تھے تو راستبازی کے اعتبار سے آزاد تھے۔ پس جن باتوں سے تم اَب شرمندہ ہو اُن سے تم اُس وقت کیا پھل پاتے تھے؟ کیونکہ اُس کا انجام تو موت ہے۔ مگر اَب گناہ سے آزاد اور خدا کے غلام ہو کر تم کو اپنا پھل مِلا جس سے پاکیزگی حاصل ہوتی ہے اور اِس کا انجام ہمیشہ کی زندگی ہے۔ کیونکہ گناہ کی مزدوری موت ہے مگر خدا کی بخشِش ہمارے خداوند مسیح یسوع میں ہمیشہ کی زندگی ہے۔'' (رومیوں ۶:۱۷-۲۳)

ممکن ہے کچھ لوگوں کو پولس رسول کی یہ بات اچھی نہ لگے کہ وہ مسیح کے پیروکاروں کا غلاموں سے مقابلہ کر رہا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اُس نے غلام کی تمثیل یا موازنہ اِنسانی کمزوری کے سبب سے کِیا ہے۔ ہاں، ممکن ہے جو پولس نے کہا اُس کا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ کچھ تصور اِنسانی دماغ میں مشکل سے سمجھ آتے ہیں۔ جس وقت پولس نے یہ اِلہامی خط لکھا غلامی عام تھی۔ ہر کوئی جانتا تھا کہ غلامی کیا ہے۔ لہذا لوگوں کو سمجھانے و سکھانے کے لئے غلام کو تمثیل و موازنے کے لئے اِستعمال کرنا بالکل مُناسب تھا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ وہ کہنا چاہتا ہو کہ ہم گناہ کے اعتبار سے اِتنے کمزور ہیں کہ اگرچہ خدا نے ہمیں اِس کی غلامی سے چھُٹکارا بخشا ہے مگر ہم پھر بھی گناہ کی طرف راغب ہوتے ہیں۔

پولس رسول جو بات ہمیں سکھانا اور سمجھانا چاہتا ہے یہ ہے کہ جس طرح ایک غلام جس کو خریدا گیا ہو اپنے پُرانے مالِک کی خدمت نہیں کر سکتا، اُسی طرح مسیح کے پیروکار جو مسیح کے خون سے خریدے گئے ہیں لازم ہے کہ وہ گناہ کے اِختیار میں نہ ہوں۔ اَب اُس کی وفاداری تبدیل ہو چکی ہے۔ اَب اُس کو سوچنا ہے کہ نئے مالِک کی خدمت کیسے کرے نہ کہ پُرانے مالِک یعنی گناہ کے تابع رہے۔ جبکہ ہم گناہ سے آزاد ہو گئے ہیں تو اِس طرح زندگی بسر نہ کریں کہ جیسے ابھی بھی ہم گناہ کے اِختیار میں ہیں، بلکہ ہمیں حلیمی و فروتنی سے اپنے نئے مالِک یعنی راستبازی کے سُپرد کر دینا چاہیے۔

پولس رسول یہ کہنا چاہتا ہے کہ ہم دو مالِکوں کی خدمت نہیں کر سکتے۔ یہی تعلیم مسیح یسوع نے بھی دی۔ اُنہوں نے فرمایا، ''کوئی آدمی دو مالِکوں کی خدمت نہیں کر سکتا کیونکہ یا تو ایک سے عداوت رکھے گا اور دوسرے سے محبت، یا ایک سے مِلا رہے گا اور دوسرے کو ناچیز جانے گا۔ تم خدا اور دولت دونوں کی خدمت نہیں کر سکتے۔'' (متی ۶:۲۴)

پولس رسول کا مطلب بالکل واضح ہے کہ اگر ہم دو مالِکوں کی خدمت کریں گے تو اُس کے نتائج مختلف ہوں گے یعنی اگر ہم گناہ کی خدمت کریں گے تو نتیجہ ناپاکی، بدکاری، اور شرمندگی ہے۔ اور اگر ہم راستبازی و سچائی کی خدمت کریں گے تو نتیجہ پاکیزگی ہے۔ اَب سوال یہ ہے کہ ہم کِس کی خدمت کرنا چاہتے ہیں؟ کیا ہم ناپاک و شرمندہ ہونا چاہتے ہیں یا ہم خدا کی نظر

میں پاک و راستباز ٹھہرنا چاہتے ہیں؟ اور اگر ہم پاکیزگی کی زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں راستبازی کی خدمت کرنا ہو گی۔

پولس رسول دونوں مالِکوں کی خدمت کے صلہ میں ملنے والی مزدوری و پھل کا ذِکر کرتا ہے کہ دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ گناہ ایک ایسا مالِک ہے جو اپنے غلاموں کو مار مار کر ہلاک کر دیتا ہے۔ اگر گناہ ہمارا مالِک ہے تو ہمیں کوئی اُمید نہیں ہے۔ اِس کے برعکس جن کو خدا نے گناہ سے چھٹکارا دیا ہے وہ ابدی زندگی میں داخل ہو جاتے ہیں۔ خدا نے مسیح کے وسیلہ سے ہمیں تباہی و ہلاکت سے بچا کر نئی زندگی دی ہے۔ اَب سوال یہ ہے کہ آپ کا مالِک کون ہے؟ کیا آپ نے اُس قیمت کو قبول کِیا ہے جو مسیح نے آپ کو گناہ سے چُھڑانے کے لئے ادا کی ہے؟ کیا آپ کے پاس پاکیزگی اور ابدی زندگی ہے، یا ابھی تک گناہ کے غلام ہیں؟

اپنے اِلہامی خط کے اگلے حِصہ میں پولس رسول شادی کی تمثیل سے واضح کرے گا کہ مسیح کے پیروکار کِس طرح شریعت و قانون اور اُس کی سزا سے آزاد ہو گئے ہیں۔

اٹھارھواں باب

نئے طور پر خدمت

(رومیوں ۷:۱-۶)

اکثر لوگ مُتفِق ہیں کہ خدا کو خوش کرنے کے لئے پاکیزہ اور بے داغ زندگی بسر کرنا ضروری ہے، اور یہ سچ بھی ہے۔ مگر ہمارا مسئلہ یہ ہے کہ ہم پاک اور بے داغ نہیں ہیں۔ ہم سب خدا کے احکامات اور اُس کے اخلاقی معیار کی حکم عدولی کر کے گناہگار بن گئے ہیں۔ خدا کی شریعت و قانون جس کا کام ہمیں سیدھا راستہ دِکھانا ہے ہمیں لعنت ملامت کرتا ہے۔ جونہی ہم خدا کے قانون کو توڑتے ہیں تو سزا ہم پر واجب ہو جاتی ہے۔

اَب سوال یہ ہے کہ ہم اپنے آپ کو شریعت کے تحت ملنے والی گناہ کی سزا سے کیسے بچا سکتے ہیں؟ ممکن ہے کچھ یہ کہیں کہ شریعت کی لعنت و سزا سے بچنے کا راستہ یہ ہے کہ شریعت سے ہی کنارہ کشی اِختیار کر لی جائے۔ جیسا کہ پولس رسول نے خود وضاحت کی کہ جہاں شریعت نہیں وہاں گناہ محسُوب نہیں ہوتا۔ ہمارے عدالتی نظام میں ایسا ہر وقت ہوتا ہے۔ وہ ایسے قانون مُتعارف کرواتے ہیں جو بالکل ناکارہ ہوتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ جو اِن قوانین کو توڑے وہ درحقیقت معصُوم ہے۔ مگر خدا کے قانون میں ایسا ہرگز نہیں۔

ہم اِنسان خدا کے بنائے ہوئے قانون کو ناکارہ نہیں کہہ سکتے۔ اُس کا قانون ویسا ہی قائم و دائم رہے گا خواہ ہم کچھ بھی کر لیں۔

اگر ہم اپنے آپ کو قانون توڑنے کے سبب سے مِلنے والی سزا و لعنت سے چھڑا نہیں سکتے اور نہ ہی ہم قانون کو بدل سکتے ہیں تو پھر اِس مسئلہ کا حل کیا ہے؟ اِس کا حل صرف یہ ہے کہ اِلٰہی قانون کے تحت دی جانے والی سزا کی کُل قیمت ادا کی جائے۔ ہم اِس کے ذمہ دار نہیں ہو سکتے اگر قانون کے تقاضے پورے کرتے ہوئے پہلے ہی قیمت ادا کر چکے ہیں۔ جیسا کہ پاک کلام میں لکھا ہے خدا کے اخلاقی معیار و قانون کو توڑنے کی سزا یعنی گناہ کی سزا موت ہے۔ اِلٰہی لعنت و سزا سے چُھٹکارا پانے کے لئے لازم ہے کہ ہم مَر جائیں۔

رُوم کی کلیسیا کے نام اپنے اِلہامی خط کے ۷ باب اُس کی ۱ سے ۶ آیت میں پولس رسول واضح کرتا ہے کہ ''اَے بھائیو! کیا تم نہیں جانتے (مَیں اُن سے کہتا ہوں جو شریعت سے واقف ہیں) کہ جب تک آدمی جیتا ہے اُسی وقت تک شریعت اُس پر اِختیار رکھتی ہے؟ چنانچہ جس عورت کا شوہر موجود ہے وہ شریعت کے مُوافق اپنے شوہر کی زندگی تک اُس کے بند میں ہے لیکن اگر شوہر مَر گیا تو وہ شوہر کی شریعت سے چُھوٹ گئی۔ پس اگر شوہر کے جیتے جی دوسرے مَرد کی ہو جائے تو زانیہ کہلائے گی لیکن اگر شوہر مَر جائے تو وہ اُس شریعت سے آزاد ہے، یہاں تک کہ اگر دوسرے مَرد کی ہو بھی جائے تو زانیہ نہ ٹھہرے گی۔ پس اَے میرے بھائیو! تم بھی مسیح کے بدن کے وسیلہ سے شریعت کے اِعتبار سے اِس لئے مُردہ بن گئے کہ اُس دوسرے کے ہو جاؤ جو مُردوں میں سے جِلایا

گیا تاکہ ہم سب خدا کے لئے پھل پیدا کریں۔ کیونکہ جب ہم جسمانی تھے تو گناہ کی رغبتیں جو شریعت کے باعث پیدا ہوتی تھیں موت کا پھل پیدا کرنے کے لئے ہمارے اعضا میں تاثیر کرتی تھیں۔ لیکن جس چیز کی قید میں تھے اُس کے اِعتبار سے مَر کر اَب ہم شریعت سے ایسے چُھوٹ گئے کہ رُوح کے نئے طور پر نہ کہ لفظوں کے پُرانے طور پر خدمت کرتے ہیں۔'' (رومیوں ۷:۱-۶)

اِس حوالے میں جو تمثیل بیان کی گئی ہے اُس میں پولس رسول ہم سب کو شادی شدہ عورت سے تشبیہ دیتا ہے۔ اِس کو پورے طور پر سمجھنے کے لئے لازم ہے کہ ہم ذہن میں رکھیں کہ پولس رُوم میں رہنے والے لوگوں کے نام یہ اِلہامی خط لکھ رہا ہے۔ وہ سب رُومی حکومت کے قانون کے تحت تھے کہ شادی صرف ایک مَرد اور ایک عورت کے درمیان ہوتی ہے، اور اگر آپ کسی ایسے کلچر یا تہذیب سے آئے ہیں جہاں ایک عورت کئی شوہر رکھ سکتی ہے یا ایک مَرد کئی عورتیں بیوی کی حیثیت سے رکھ سکتا ہے تو پولس کا واضح کردہ اُصول پھر بھی لاگو ہوتا ہے مگر اِس کے لئے آپ کو شادی کے اپنے نظریۂ قانون سے دیکھنا ہو گا۔

پولس رسول واضح کرتا ہے کہ ایک عورت شادی کے عہد و قانون کے مطابق اپنے شوہر سے بندھی ہوئی ہے۔ شادی کا عہد اِس بات کی تشریح کرتا ہے کہ اپنے شوہر اور دوسرے مَردوں کے ساتھ تعلق کی روشنی میں اُسے کیا کرنا اور کیا نہیں کرنا۔ جب تک وہ اپنے شوہر کے ساتھ شادی کے رشتہ میں بندھی ہوئی ہے شادی کا عہد و قانون اُس پر لاگو ہوتا ہے۔ وہ کسی اَور مَرد سے شادی نہیں کرسکتی خواہ اُس سے کِتنا ہی پیار و محبت کیوں نہ ہو۔ اِسی طرح دوسرا مَرد

بھی اُس سے شادی کرنے اور گھر دینے کے لئے آزاد نہیں خواہ اُس کی کِتنی ہی خواہش و پسند کیوں نہ ہو۔

فرض کریں شادی شدہ عورت کسی دوسرے مَرد سے شادی کر لیتی ہے تو قانون کی نظر میں یہ شادی جائز نہیں، بلکہ یہ شادی ہے ہی نہیں۔ اگر اِسے حرامکاری کا نام دیا جائے تو زیادہ بہتر ہو گا۔ کیوں؟ وہ عورت اپنے پہلے شوہر کے ساتھ شادی کے عہد و قانون کے تحت کِیئے گئے اِنتظام کی ہی وفادار نہیں۔ وہ خود مُختار نہیں کہ عہد و قانون کی شرائط کو رَد کر دے۔ اِسی طرح ہم بھی خدا کے قوانین کو دَرگزر یا رَد نہیں کر سکتے، بلکہ ہم تو اِس کے پابند و وفادار ہیں۔

ایک عورت کیسے شادی کے عہد و قانون سے آزاد ہو سکتی ہے ؟ یہ عہد و قانون صرف اُسی وقت تک لاگو ہوتا ہے جب تک اُس کا شوہر زندہ ہے۔ اگر اُس کا شوہر مَر جائے تو وہ شادی کے قانون کے تحت نہیں رہی اور وہ بیوی کی حیثیت سے اپنی تمام ذمہ داریوں سے بالکل آزاد ہے۔ اگر وہ کسی دوسرے مَرد سے شادی کرنا چاہتی ہے تو وہ کر سکتی ہے، اور یہ شادی قانون کی نظر میں جائز ہو گی۔ اُس کا یہ فعل حرامکاری میں شامل نہیں ہو گا بلکہ وہ اُس مَرد کی قانونی طور پر بیوی کہلائے گی۔

بالکل ایسے ہی ہم اور شریعت ہیں۔ جب تک ہم زندہ ہیں شریعت کا ہم پر اِختیار رہے گا۔ جب مَر جائیں گے تو شریعت کے شکنجے سے ہمیشہ کے لئے چُھوٹ جائیں گے۔ اپنے اِلہامی خط کے ۶ باب میں پولس رسول واضح کرتا ہے کہ جب ہم مسیح میں بپتسمہ لیتے ہیں تو ہم اُس کی موت میں شامل ہونے کا

بپتسمہ لیتے ہیں۔ ہم اِس لئے مسیح میں مَرتے ہیں تاکہ اُس کے ساتھ جی بھی اُٹھیں۔ ہماری پُرانی طبیعت و اِنسانیت اُس کے ساتھ مَر جاتی ہے۔ اور جب ہم بپتسمہ لے کر پانی سے اُوپر اُٹھتے ہیں تو نئ طبیعت اور نئ اِنسانیت کا جامہ پہن لیتے ہیں۔

مسیح میں مَرنے کا ایک اثر و نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ہم شریعت کے اِعتبار سے بھی مَر جاتے ہیں۔ جب ہم مَر گئے تو شریعت کا ہم پر کوئی اِختیار نہ رہا۔ ہم شریعت و قانون کو توڑنے سے ملنے والی سزا سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے آزاد ہو گئے ہیں۔ یہ بالکل اُس عورت کی مانند ہے جس کا شوہر مَر جاتا ہے۔ ہم بھی آزاد ہو جاتے ہیں کہ دوسرے رشتہ، بندھن و عہد میں داخل ہو جائیں اور درحقیقت یہ تب ہوتا ہے جب ہم مسیح کے ساتھ بپتسمہ لے کر جی اُٹھتے ہیں۔ اَب ہم اُس کے ساتھ نئے رشتہ، نئے بندھن اور نئے عہد میں بندھ گئے ہیں۔

پولس رسول کہتا ہے کہ جس طرح شادی شدہ جوڑا بچوں کی صورت میں پھل پیدا کرتا ہے، اُسی طرح ہماری زندگیاں بھی پھل پیدا کرتی ہیں۔ مگر سوال یہ ہے کہ کِس قِسم کا پھل؟ جب ہم شریعت کے تحت ہوتے ہیں تو ہم موت کا پھل پیدا کرتے ہیں۔ کیوں؟ قانون ہمارے اندر گناہ آلودہ ہَوس کو جنم دیتا ہے، مگر جب ہم شریعت کے اِعتبار سے مَر جاتے ہیں تو خدا کا پاک رُوح ہم میں سکونت کرنے لگتا ہے، جس کے نتیجہ میں ہم ایسا کوئی پھل پیدا نہیں کرتے جس کا انجام موت ہو۔ اَب ہماری زندگی کا اولین مقصد خدائے بزرگ و برتر کی خوشنودی اور اُس کے نام کو جلال دینا ہے۔

اَب ہم سب کو ایک سوال کا سامنا کرنا ہے۔ ہم شریعت سے آزاد ہیں یا ابھی تک اُس میں پھنسے ہوئے ہیں؟ کیا ہم مسیح کی موت میں شامل ہوئے ہیں تاکہ شریعت کا ہم پر اِختیار نہ رہے؟ کیا خدا کا پاک رُوح ہم میں سکونت کرتا ہے؟

اگر خدا کی شریعت و قانون کے اِختیار میں رہنے کا نتیجہ و انجام موت ہے تو شائد کچھ یہ سوال کریں کہ خدا کا قانون تو اچھا ہے، کیسے ممکن ہے کہ جو اچھا اور اِنصاف پر مبنی ہے اُس کا نتیجہ و انجام اِتنا ناپسندیدہ ہے؟

اُنّیسواں باب

گناہ نے مجھے مار ڈالا

(رومیوں ۷:۷-۱۳)

اکثر لوگ اِس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ چھوٹے بچے معصُوم ہوتے ہیں۔ اُنہوں نے کوئی بھی بُرا کام نہیں کِیا ہوتا۔ اِسی طرح اکثر یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ بچے ایسی حرکتیں کر جاتے ہیں جن کی بڑوں سے نہ تو توقع رکھتے ہیں اور نہ ہی برداشت کرتے ہیں۔ ہم چھوٹے بچوں کو اُن کی شرارتوں اور بدتمیزیوں کے باوجود معصُوم کیوں سمجھتے ہیں؟ اِس لئے کہ اُن کو اچھے بُرے کا فرق معلوم نہیں۔ اُن کو نہیں پتہ کہ ہم اُن سے کیا توقع رکھتے ہیں۔ اُن کو سماجی ادب و لحاظ کا کچھ پتہ نہیں ہوتا۔

ہم بچوں کو ادب و تہذیب کیسے سکھاتے ہیں؟ ہم کسی کی مثال دے کر یا اِنعام دے کر یا پابندیاں لگا کر یا نظم و ضبط قائم کر کے ادب و تہذیب والا بچہ بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔

مثالیں اور اِنعام دے کر ہم بچوں کو سکھاتے ہیں کہ وہ کیا کریں۔ نظم و ضبط، تنبیہ اور اخلاقی حدیں اُن کو بتاتے ہیں کہ یہ نہیں کرنا۔ بچے جب تک کہ ہمارے بتائے ہوئے ضابطۂ اخلاق کو سمجھنے کے قابل نہیں ہو جاتے ہم اُن کو حکم عدُولی کی سزا نہیں دے سکتے۔

کیونکہ یہ ہمارے اپنے بنائے ہُوئے نظم و ضبط اور قانون ہیں جو اچھے بُرے میں تمیز کرتے ہیں، اور ہم بچے کو معصُوم بھی سمجھتے ہیں جب تک کہ وہ جان بوجھ کر ہمارے بتائے ہوئے اخلاقی ضابطہ کو نہیں توڑتا۔ تو سوال یہ ہے کہ کیا ہم معصُومیت کو دھچکا لگنے کا اِلزام اپنے اِنہی قوانین و اُصولوں کو نہ دیں؟

ایسا ممکن ہے کہ ہم اپنے بنائے ہوئے اخلاقی ضابطہ اور اُس کو توڑنے سے ملنے والی سزا کو ختم کر کے بچوں کی معصُومیت کو برقرار رکھ سکتے تاکہ وہ اِسی معصُوم سوچ و ذہن کے ساتھ پرورش پائیں؟ اگر ہمارے نزدیک کوئی بھی چیز بُری نہیں ہے تو کیا بچے ہر وقت اچھے اور معصُوم نہیں ہوں گے؟

حقیقت میں ایسا کچھ نہیں، کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ وہ بچے جو نظم و ضبط اور تنبیہ و نصیحت کے بغیر پروان چڑھتے ہیں اُن کے لئے بڑے ہو کر ایک اچھا اِنسان بننا بہت مشکل ہوتا ہے۔ وہ بچہ جس کو تنبیہ و نصیحت اور اپنے اُوپر قابو نہیں، اُس کا دوسروں کے ساتھ رویہ خود غرضی اور اِذیت و تکلیف پر مبنی ہو گا۔ بچوں کو ایک اچھے ماحول میں پرورش دینے کے لئے کہ وہ بڑے ہو کر باتہذیب اور بااخلاق اِنسان بنیں، لازم ہے کہ اخلاقی معیار اور اچھی باتیں اُن کے اندر رچ بس جائیں۔ یہی اخلاقی معیار، سیرت و کردار اُن کی زندگی کا ایک حِصہ بن جائے گا۔

یہی اُصول رُوحانی باتوں میں بھی کارفرما ہوتے ہیں۔ رُومیوں کے نام اپنے اِلہامی خط میں پولس رسول واضح کرتا ہے کہ ہم خدا کے اخلاقی معیار کو توڑنے کے سبب سے گناہگار بن گئے ہیں۔ جبکہ ہم گناہگار ہیں تو ہمیں اپنے

گناہوں کی سزا ضرور مِلنی چاہیے۔ اِس کے لئے لازم ہے کہ مَر جائیں۔ شائد کچھ یہ کہیں کہ گناہ کے مسئلہ کا حل یہ ہے کہ خدا کے قانون و شریعت کو بالکل ترَک کر دیا جائے۔ اگر قانون کا وجود نہیں ہو گا تو ہم پر عدالت و سزا بھی نہیں ہو گی۔ مگر جس طرح بچوں کو پرورش دینے کے وقت ہوتا ہے کہ محض اخلاقی معیار کو ترَک کر دینے سے مسئلہ حل نہیں ہوتا۔ جیسا کہ پولس رسول کہتا ہے، اگر ہم نے کبھی خدا کے احکامات کو توڑا بھی نہ ہو تب بھی ہم خدا کی نظر میں پاک و راستباز نہیں ٹھہر سکتے، یہاں تک کہ جن لوگوں کو خدا کے اخلاقی معیار کا پتہ ہی نہیں یا کچھ جانتے ہی نہیں پھر بھی اپنے ضمیر کے خلاف گناہ کرنے کے سبب سے گناہگار ہیں۔

کیونکہ خدا کے قانون و شریعت کے سبب سے عدالت و سزا ہوتی ہے، اِس لئے کچھ یہ بھی کہیں گے کہ یہ قانون بہت بُرا ہے، اور اگر یہ اچھا ہے تو بنی نوع اِنسان کی موت کا سبب کیوں بنتا ہے؟ پولس رسول اِن سوالوں کا جواب اپنے اِلہامی خط کے ۷ باب کی ۷ سے ۱۳ آیت میں یوں دیتا ہے، ''پس ہم کیا کہیں؟ کیا شریعت گناہ ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ بغیر شریعت کے مَیں گناہ کو نہ پہچانتا۔ مثلاً اگر شریعت یہ نہ کہتی کہ تُو لالچ نہ کر تو مَیں لالچ کو نہ جانتا۔ مگر گناہ نے موقع پا کر حُکم کے ذریعہ سے مجھ میں ہر طرح کا لالچ پیدا کر دیا کیونکہ شریعت کے بغیر گناہ مُردہ ہے۔ ایک زمانہ میں شریعت کے بغیر مَیں زندہ تھا مگر جب حُکم آیا تو گناہ زندہ ہو گیا اور مَیں مَر گیا۔ اور جس حُکم کا مَنشا زندگی تھا وہی میرے حق میں موت کا باعث بن گیا، کیونکہ گناہ نے موقع پا کر حُکم کے ذریعہ

سے مجھے بہکایا اور اُسی کے ذریعہ سے مجھے مار بھی ڈالا۔ پس شریعت پاک ہے اور حُکم بھی پاک اور راست اور اچھا ہے۔ پس جو چیز اچھی ہے کیا وہ میرے لئے موت ٹھہری؟ ہرگز نہیں بلکہ گناہ نے اچھی چیز کے ذریعہ سے میرے لئے موت پیدا کر کے مجھے مار ڈالا تا کہ اُس کا گناہ ہونا ظاہر ہو اور حُکم کے ذریعہ سے گناہ حد سے زیادہ مکرُوہ معلوم ہو۔" (رُومیوں ۷:۷۔۱۳)

اِس حوالہ میں ہم نے دیکھا کہ شریعت و قانون بارے خدا کا مقصد یہ تھا کہ گناہ کی وضاحت کرے کہ گناہ ہے کیا۔ بالکل اُس بچے کی طرح جس کو نہیں معلوم کہ ناقابلِ قبول رویہ و سلوک کیا ہوتا ہے جب تک کہ اُس پر واضح نہ کِیا جائے، خود سوچیئے کہ ہمیں کیسے پتہ چل سکتا ہے کہ خدا کو کیا چیز ناپسند ہے جب تک کہ خدا ہمیں بتائے یا سکھائے نہیں؟ مگر گناہ کی وضاحت کرنا خطرے سے خالی نہیں۔ یہ اپنی طرف متوجہ کرتا ہے۔ جیسا کہ پولس رسول کہتا ہے، اگر شریعت یہ نہ کہتی کہ تُو لالچ نہ کر تو مَیں لالچ کو نہ جانتا۔ لیکن جب ہمیں اِس حُکم کا پتہ چل گیا تو قدرتی بات ہے کہ ہم لالچ اور لالچ پر اُکسانے والی چیزوں کے بارے میں سوچنا شروع کر دیں گے۔

شریعت و قانون کے احکامات کا مقصد یہ ہے کہ ہم اُن چیزوں سے پرہیز کریں جو خدا کو ناپسند ہیں۔ مگر جہاں قانون اُن باتوں کی وضاحت کرتا ہے جو خدا کو ناپسند ہیں وہاں وہ ہمیں یہ موقع دیتا ہے کہ ہم اُنہی چیزوں کی خواہش کریں اور جب ہم ممنوعہ چیزوں کی خواہش کرتے ہیں تو گناہ کے مُرتکب ہوتے ہیں اور گناہ ہماری ہلاکت کا سبب بنتا ہے۔ اِس طرح لالچ نہ کرنے کا حُکم اپنی

مخالفت خود کرتا ہے۔ بجائے اِس کے ہمیں زندگی دے، ہمیں موت کے حوالے کرتا ہے۔

درحقیقت، جیسا کہ پولس رسول نے واضح کِیا کہ حُکم بذاتِ خود ہمیں موت کے حوالہ نہیں کرتا بلکہ گناہ بڑی چالاکی سے اُس کے ذریعہ سے ہمیں بہکا دیتا ہے۔ یہ گناہ ہے جو ہمیں اِس دُھوکے میں مُبتلا رکھتا ہے کہ اگر ہم خدا کے حُکم کو رَد کر دیں تو زندگی پا سکتے ہیں۔ ایک اَور مقام پر پاک کلام میں لکھا ہے، ''...ہر روز آپس میں نصیحت کِیا کرو تاکہ تم میں سے کوئی گناہ کے فریب میں آکر سخت دِل نہ ہو جائے۔'' (عبرانیوں ۳:۱۳)

کیونکہ خدا کی شریعت و قانون کے سبب سے ہماری ہلاکت ہوتی ہے ممکن ہے کچھ یہ کہیں کہ خدا کے احکامات پاک و اچھے نہیں ہیں۔ مگر ایسا ہرگز نہیں۔ خدا پاک و راستباز اور اچھا ہے، لہذا اُس کا قانون، شریعت و احکام بھی پاک، راستباز اور اچھے ہوں گے۔ خرابی اِلٰہی قانون و احکام میں نہیں بلکہ گناہ میں ہے جس نے ہمیں دھوکے سے بہکایا کہ خدا کے قانون و شریعت کی نافرمانی و اِنکار کریں۔

ماں، باپ اپنے بچوں کی دُرست پرورش کے لئے کئی ضابطے اور احکام بناتے ہیں تاکہ بچے بڑے ہو کر ایک اچھے اور بہتر اِنسان بن سکیں، اور جب بچہ اُن حُکموں کی نافرمانی کر کے سزا پاتا ہے تو قصور کِس کا ہے؟ بچے نے حُکم عدُولی کر کے سزا پائی تو اِس کا مطلب یہ نہیں کہ ماں باپ کے بنائے ہوئے ضابطے اور احکام اچھے نہیں۔ وہ اَب بھی اچھے ہیں۔ اُن کو اِلزام دینا سَراسَر

حماقت و بےوقوفی ہے۔ نہ ہی بچے کو سزا دینے میں ماں باپ کا کوئی قصور ہے۔ سارا اِلزام و قصور بچے کا ہے کیونکہ اُس نے اُن اُصولوں اور ضابطوں کو توڑا جو اُسی کی بہتری و اچھائی کے لئے تھے۔ اِسی طرح ہم خدا کے بنائے ہوئے احکامات و قوانین توڑنے پر سزا مِلنے کی صورت میں خدا کی شریعت و قانون پر اِلزام نہیں لگا سکتے۔ خدا پر اِلزام لگانے سے پہلے ہمیں اپنے فعل و عمل کی جانچ پڑتال کر کے اپنی غلطی و قصور کو تسلیم کرنا ہے۔

دوسرے لفظوں میں یہ کہ ہم ایک اہم نکتہ کو دَرگزر کر جاتے ہیں جب ہم اِلزام لگاتے ہیں کہ ہم پر موت خدا کے احکامات و قانون کے وسیلہ سے آئی ہے۔ شریعت و قانون کا ایک مقصد یہ ہے کہ وہ ہمارے گناہوں کو ہم پر واضح و اُجاگر کرے۔ شریعت و قانون کے بغیر ہم پہچان ہی نہیں سکتے کہ گناہ میں کِتنی بُرائی و بدی، دُھوکا و مکاری اور تباہی و بربادی ہے۔ خدا کے احکامات ہمیں سکھاتے ہیں کہ گناہ سے اور گناہ کے وسیلہ سے آنے والی ہلاکت سے نفرت کریں۔

بیسواں باب

میرے جِسم میں کوئی نیکی بسی ہوئی نہیں

(رومیوں ۷: ۱۴-۲۵)

غلامی اِنسانی تاریخ کا وہ تاریک و سیاہ باب ہے جو دُنیا کے کسی نہ کسی حِصہ میں اپنے گھناؤنے اور مکروہ نقوش چھوڑتا ہی رہا ہے۔ یوں لگتا ہے کہ سب زمانوں میں سب کلچر اور تہذیب و تمدن کسی وقت غلامی کی لعنت میں جکڑے ہوئے تھے۔ جبکہ آج بہت سے مُمالک غلامی کے بے رحم پنجے سے چھٹکارا پا چُکے ہیں مگر پھر بھی کہیں نہ کہیں غلامی کی زنجیروں کی بھیانک و دردناک آواز آج بھی سُنائی دیتی ہے۔ دُنیا میں آج بھی ہزاروں لاکھوں بے چار و بے سہارا مزدُور، مزدوری کے ظالمانہ قوانین وحُکم ناموں اور اپنے مالِکوں کو قرض نہ چُکانے کی شکل میں خاندان سمیت غلامی میں مَرتے اور غلامی ہی میں آنکھ کھولتے ہیں۔

بے شک ہم ذاتی طور پر یا ہمارا کوئی جاننے والا غلامی کے چُنگل میں نہ پھنسا ہو مگر اِس کا یہ ہرگز مطلب نہیں کہ غلامی کا وجود نہیں۔ رُوم کی سلطنت میں غلامی بہت ہی زیادہ عام تھی۔ ناممکن تھا کہ روزمرہ کی زندگی میں غلامی کا کسی نہ کسی شکل میں سامنا نہ کرنا پڑے۔ اگر خود غلام نہیں تو کسی ایسے شخص کو ضرور جانتے ہوں گے جو غلام ہو گا۔ غلام نہ صرف محنت مزدوری کرتے تھے بلکہ کئی ایک تو اُستاد، ڈاکٹر، مُنشی، دُکاندار اور اِسی طرح کے باعزت پیشے

سے بھی مُنسلک تھے، بلکہ غلام تو فنونِ لطیفہ یعنی موسیقار، ڈرامہ نگار اور سازندے بھی تھے۔

غلام اور اُن کے مالِک دونوں مسیح یسوع کے پیروکار بن گئے۔ اِس نئے دین و عقیدے کی ایک خوبی یہ تھی کہ کلیسیا یعنی چرچ میں ہر طرح کے لوگ یکساں تھے خواہ باہر کی دُنیا میں اُن کا عہدہ و مرتبہ کچھ بھی کیوں نہ تھا۔ غلام اور مالِک دونوں اِکٹھے خداوند کی حمد و تمجید کرتے تھے۔ دونوں یہ بات خوب اچھی طرح سے جانتے تھے کہ دونوں کا ایک حقیقی مالِک ہے یعنی یسوع مسیح۔

غلامی خواہ کسی بھی قِسم کی ہو، کسی بھی تہذیب و کلچر میں ہو یا کسی بھی وقت اور کسی بھی جگہ ہو، شخصی آزادی کو چھین لیتی ہے۔ ایک غلام اور ایک آزاد میں فرق یہ ہوتا ہے کہ غلام اپنی مرضی سے کچھ نہیں کر سکتا ہے۔ اُس کو اپنے مالِک کا ہر حکم ماننا پڑتا ہے۔

پولس رسول جن لوگوں کے نام اپنا یہ اِلہامی خط لکھ رہا ہے وہ غلامی سے اچھی طرح آگاہ بھی تھے اور غلامی کی وجہ سے اپنی آزادی کھو بھی بیٹھے تھے۔ وہ گناہ کی تشریح و وضاحت کرنے کے لئے غلامی کی مثال پیش کرتا ہے۔ رُومیوں کے نام اپنے خط میں پولس پہلے ہی بتا چکا ہے کہ ہم سب خدا کی نظر میں گناہگار ہیں کیونکہ ہم خدا کے اخلاقی معیار یعنی قانون و شریعت کو پورا نہیں کر سکے۔ یہ خدا کی شریعت ہی ہے جو ہم پر گناہ کے ہولناک اثرات کو واضح کرتی ہے۔ ۷ باب کی ۱۴ سے ۲۵ آیت میں پولس رسول گناہ کے نتائج کا ذِکر یوں کرتا ہے، ”کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ شریعت تو رُوحانی ہے مگر مَیں

جسمانی اور گناہ کے ہاتھ بِکا ہُوا ہوں، اور جو مَیں کرتا ہوں اُس کو نہیں جانتا کیونکہ جس کا مَیں اِرادہ کرتا ہوں وہ نہیں کرتا بلکہ جس سے مجھے نفرت ہے وہی کرتا ہوں۔ اور اگر مَیں اُس پر عمل کرتا ہوں جس کا اِرادہ نہیں کرتا تو مَیں مانتا ہوں کہ شریعت خوب ہے۔ پس اِس صورت میں اُس کا کرنے والا مَیں نہ رہا بلکہ گناہ ہے جو مجھ میں بسا ہُوا ہے، کیونکہ مَیں جانتا ہوں کہ مجھ میں یعنی میرے جسم میں کوئی نیکی بسی ہوئی نہیں، البتہ اِرادہ تو مجھ میں موجود ہے مگر نیک کام مجھ سے بن نہیں پڑتے۔ چنانچہ جس نیکی کا اِرادہ کرتا ہوں وہ تو نہیں کرتا مگر جس بدی کا اِرادہ نہیں کرتا اُسے کر لیتا ہوں۔ پس اگر مَیں وہ کرتا ہوں جس کا اِرادہ نہیں کرتا تو اُس کا کرنے والا مَیں نہ رہا بلکہ گناہ ہے جو مجھ میں بسا ہُوا ہے۔ غرض مَیں ایسی شریعت پاتا ہوں کہ جب نیکی کا اِرادہ کرتا ہوں تو بدی میرے پاس آ موجود ہوتی ہے، کیونکہ باطنی اِنسانیت کی رُو سے تو مَیں خدا کی شریعت کو بہت پسند کرتا ہوں، مگر مجھے اپنے اعضا میں ایک اَور طرح کی شریعت نظر آتی ہے جو میری عقل کی شریعت سے لڑ کر مجھے اُس گناہ کی شریعت کی قید میں لے آتی ہے جو میرے اعضا میں موجود ہے۔ ہائے مَیں کیسا کمبخت آدمی ہوں! اِس موت کے بدن سے مجھے کون چھڑائے گا؟ اپنے خداوند یسوع مسیح کے وسیلہ سے خدا کا شکر کرتا ہوں۔ غرض مَیں خود اپنی عقل سے تو خدا کی شریعت کا مگر جسم سے گناہ کی شریعت کا محکوم ہوں۔'' (رُومیوں ۷: ۱۴-۲۵)

پولس رسول کہتا ہے کہ جب ہم گناہ کرتے ہیں تو گناہ کے زوردار پنجے میں جکڑے جاتے ہیں۔ یہ ایسا ہی ہے جیسا کوئی غلامی کی زنجیروں میں پھنس جاتا

ہے۔ اِس کا ایک نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ہم اپنی آزادی کھو بیٹھتے ہیں۔ جس طرح غلام اپنے مالِک کا ہر حکم بجا لاتا ہے خواہ اُس کو پسند ہو یا نہ ہو مگر اُسے ہر حال میں وہ کام کرنا ہے جو اُس کا مالِک کہتا ہے، اِسی طرح جب ہم گناہ میں بِک جاتے ہیں تو ہمیں اپنے مالِک یعنی گناہ کا ہر حکم ماننا پڑتا ہے۔ جیسے وہ کہے گا ہمیں ہر حال میں کرنا ہے۔ درحقیقت گناہ ہم سے وہ کچھ کرواتا ہے جس سے ہم نفرت رکھتے ہیں۔ گناہ کا ہم پر مکمل اِختیار و کنٹرول ہوتا ہے اور ہم خود سے کچھ نہیں کر سکتے بلکہ جس راہ پر ہمیں لگاتا ہے ہم غلام کی طرح اُسی راہ پر چل پڑتے ہیں۔

گناہ نہ صرف ہمیں وہ کام کرنے کو کہتا ہے جن سے ہم نفرت کرتے ہیں بلکہ وہ ہمیں خود سے کچھ بھی کرنے نہیں دیتا۔ اگرچہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ خدا کا قانون و شریعت اچھا اور دُرست ہے، اگرچہ ہم میں خدا کے اخلاقی معیار کے مطابق زندگی بسر کرنے کی خواہش بھی ہوتی ہے مگر خود پر ہمیں اِختیار و کنٹرول نہیں ہوتا کہ اپنی مرضی و اِرادے کو پورا کر سکیں۔ جبکہ ہم گناہ کے ہاتھوں بِک چکے ہیں تو لازم ہے کہ گناہ کی مکمل تابعداری کریں کوئی ایسا کام نہ کریں جو خدا کی نظر میں اچھا ہے بلکہ جو اچھائی ہم کرنا چاہتے ہیں وہ نہیں کر پاتے۔ بدی ہمیں مجبور کرتی ہے کہ ہم اچھائی و بھلائی کے کسی بھی کام سے باز رہیں۔

پولس رسول مسیح کے پیروکاروں کے نام اپنا یہ اِلہامی خط لکھ رہا ہے۔ ۶ باب میں وہ کہتا ہے، جب ہم مسیح یسوع میں بپتسمہ لیتے ہیں تو گناہ کے اِعتبار

سے مَر جاتے ہیں (رُومیوں ۶:۲-۳)۔ پھر وہ کہتا ہے، ''...تم اپنے آپ کو گناہ کے اِعتبار سے مُردہ مگر خدا کے اِعتبار سے مسیح یسوع میں زندہ سمجھو۔ پس گناہ تمہارے فانی بدن میں بادشاہی نہ کرے کہ تم اُس کی خواہشوں کے تابع رہو۔'' (رُومیوں ۶:۱۱-۱۲) وہ یہ بھی کہتا ہے، '' ...گناہ کا تم پر اِختیار نہ ہو گا کیونکہ تم شریعت کے ماتحت نہیں بلکہ فضل کے ماتحت ہو۔'' (رُومیوں ۶:۱۴)

اگر یہ سچ ہے تو پھر پولس یہ کیسے کہہ سکتا ہے کہ گناہ ہمیں مجبور کرتا ہے کہ ہر وہ کام کریں جس سے ہمیں نفرت ہے، اور ہر وہ اچھا کام کرنے سے روکتا ہے جس کی ہمارے دِل میں خواہش ہے؟ تو اِس کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ ہم نے اپنے آپ کو مسیح یسوع کے سُپرد کر دیا ہے مگر ہم ابھی تک فانی بدن کے تابع ہیں۔ مسیح کے پیروکار بننے سے ہم ایک دَم خود سے ہی اپنے خیالات، خواہشات اور عادات کو چھوڑ نہیں دیتے۔ جیسا کہ پولس رسول کہتا ہے کہ ہم جسمانی ہیں۔

ایک لحاظ سے مسیح کا پیروکار بن کر ہم مکمل طور پر نجات پا جاتے ہیں۔ مسیح نے ہماری خاطر وہ عظیم کام کر دیا ہے جس کی تابعداری کر کے ہم خدا کے ساتھ ٹوٹا ہُوا رشتہ پھر سے بحال کر سکتے ہیں۔ خدا کے سامنے ہمارے دِل و دماغ بالکل صاف ہیں۔ دوسرے لحاظ سے ہم ابھی تک نجات پانے کے مرحلے سے گزر رہے ہیں۔ خدا ہر روز ہمیں مسیح یسوع کی شبیہ پر ڈھالنے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔ تبدیلی کا یہ عمل اُس وقت تک مکمل نہیں ہو گا جب تک مسیح یسوع دُنیا میں واپس نہ آ جائیں۔ اِس دوران ہمارے اندر ایک جنگ لگی رہتی ہے۔ ایک

طرف تو ہم جانتے ہیں کہ اچھا اور نیک کام کیا ہے۔ ہم خدا کے قانون و شریعت میں خوش ہوتے ہیں۔ ہم اچھے کام کرنا چاہتے ہیں۔ دوسری طرف ہمارا بدن کمزور ہے۔ گناہ اِس کمزوری سے بھرپور فائدہ اُٹھاتا ہے اور وہ کام کرنے پر مجبور کرتا ہے جس کا انجام موت ہے۔ ہمیں یاد رکھنا ہے کہ جب تک ہم اِس بدن میں ہیں ہم گناہ کی طرف مائل ہوتے رہیں گے اِس کے باوجود کہ ہماری رُوح خدا کو خوش کرنے کے لئے اچھا اور نیک کام کرنا چاہتی ہے۔

اِس معمہ کا حل کیا ہے؟ جیسا کہ پولس رسول کہتا ہے کون ہمیں اِس موت کے بدن سے بچا سکتا ہے؟ صرف خدا ہے جو ہمیں یسوع مسیح کے وسیلہ سے نجات دے کر اِس معمہ کو حل کر سکتا ہے۔ مسیح نے ہمارے گناہوں کی خاطر اپنی معصُوم و پاک جان قربان کر کے ہماری رُوح کو بچا کر خدا کے ساتھ ہمارا رشتہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جوڑ دیا ہے۔ وہی ہے جو ہمارے بدن کو بھی بچا کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے گناہ اور اُس کی خواہشوں سے چھٹکارا دے سکتا ہے۔ مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے بارے میں پولس رسول کہتا ہے، ''...جسم فنا کی حالت میں بُویا جاتا ہے اور بقا کی حالت میں جی اُٹھتا ہے، بے حُرمتی کی حالت میں بُویا جاتا ہے اور جلال کی حالت میں جی اُٹھتا ہے، کمزوری کی حالت میں بُویا جاتا ہے اور قوت کی حالت میں جی اُٹھتا ہے، نفسانی جسم بُویا جاتا ہے اور رُوحانی جسم جی اُٹھتا ہے...'' (ا۔کرنتھیوں ۱۵: ۴۲۔۴۴) مگر اَب سوال یہ ہے کہ کیا آپ نے اپنی زندگی مسیح کے سُپرد کی ہے تاکہ خدا کے عظیم، اعلیٰ و افضل وعدے میں شریک ہوسکیں؟

خدا کی بنی نوع اِنسان پر یہ ایک بہت بڑی مہربانی، شفقت و محبت ہے کہ اُس نے ہمیں گناہ آلودہ فانی جسم میں جاری ہلاکت خیز جنگ اور اُس سے نکلنے کی کوشش میں اکیلا نہیں چھوڑا۔

اکیسواں باب

سزا کا حکم نہیں

(رومیوں ۸:۱-۸)

کبھی کبھی فیصلہ کرنے میں بے اِنصافی ہو جاتی ہے۔ ایک معصُوم اور بے قصور شخص کو مُجرم بنا کر جیل میں بند کر دیا جاتا ہے ایک ایسے جُرم کی سزا کاٹنے کے لئے جو اُس نے کِیا ہی نہیں۔ ہم بے اِنصافی کی ایک ایسی خبر سُن کر غصے سے بھر جاتے ہیں کہ ایسا کیوں ہُوا؟ ہمارا ردِعمل اِس لئے اِتنا سخت ہوتا ہے کہ ہمارے ذہن میں اچھے اور بُرے کا جو تصور ہے اُس کے یہ بالکل برعکس ہے۔

اِس کے علاوہ ایک اَور طرح کی بے اِنصافی بھی ہے یعنی ایک قصوروار اور مُجرم شخص کو عدالت بے قصور سمجھ کر برَی کر دیتی ہے۔ یہ بھی ایسے ہی بے اِنصافی اور ظلم ہے جیسے کسی معصُوم کو مُجرم بنا کر جیل کی سلاخوں میں بند کر دینا۔ اِس سے پہلے کہ ہم کسی مجرم کو سزا نہ ملنے پر رنج و غم کا اِظہار کریں، ہمیں چاہیے کہ ہم پہلے اپنی حالت پر غور کریں۔ کیا ہم سب خدا کی نظر میں گناہگار نہیں؟ کیا ہم خدا کے اخلاقی معیار اور اُس کے احکامات کو توڑنے کے جرم میں سزاوار نہیں؟ کیا خدا نے ہم پر رحم نہیں کِیا؟ جیسا کہ بائبل مقدس میں زبور کی کتاب میں لکھا ہے، ''خداوند رحیم و کریم ہے، قہر کرنے میں دھیما اور شفقت

میں غنی۔ وہ سدا جھڑ کتا نہ رہے گا۔ وہ ہمیشہ غضبناک نہ رہے گا۔ اُس نے ہمارے گناہوں کے مُوافق ہم سے سلوک نہیں کِیا اور ہماری بدکاریوں کے مُطابق ہم کو بدلہ نہیں دیا۔'' (زبور ۱۰۳:۸۔۱۰)

مگر اِس سے ایک سوال ذہن میں اُبھرتا ہے۔ خدا ہم پر اِسقدر رحم و کرم کیسے کر سکتا جبکہ گناہگار ہونے کے ناطے ہم اِس کے قطعی حقدار نہیں تو کیا ہم خدا کے عدل و اِنصاف پر شک کریں؟ وہ کیسے ہمارے گناہوں سے منہ موڑ کر ہمیں سزاوار نہیں ٹھہراتا؟ تو اِس کا جواب یہ ہے کہ وہ ایسا ہرگز نہیں کر سکتا۔ اگر خدا کو عادل، اِنصاف پسند اور راستباز و پاک رہنا ہے تو لازم ہے کہ وہ ہمارے جرم یعنی گناہوں کی سزا دے۔

دوسری طرف بائبل مقدس یہ بھی دعویٰ کرتی ہے کہ خدا ہم سے محبت رکھتا ہے۔ کیسے ممکن ہے کہ وہ جن سے محبت رکھتا ہے اُنہیں ہلاک کر دے؟ خدا نے اِس معمہ کو حل کر دیا۔ اُس نے پاک و معصُوم مسیح یسوع کو ہماری خاطر دُنیا میں بھیجا تاکہ اُس کی قربانی سے ہم نجات پائیں۔ جب ہم بپتسمہ لیتے ہوئے مسیح کی موت میں شامل ہوتے ہیں تو گناہوں کی پوری قیمت ادا ہو جاتی ہے اور ہم مسیح کی مانند پاک صاف ہو جاتے ہیں۔ ایسی حالت میں جب خدا ہمیں دیکھتا ہے تو وہ ہم میں بے گناہ، پاک و معصُوم مسیح کو دیکھتا ہے۔ پولس رسول کہتا ہے، '' اُسے (یعنی مسیح کو) خدا نے اُس کے خون کے باعث ایک ایسا کفارہ ٹھہرایا جو اِیمان لانے سے فائدہ مند ہو تاکہ جو گناہ پیشتر ہو چکے تھے اور جن سے خدا نے تحمل کر کے طرح دی تھی اُن کے بارے میں وہ اپنی راستبازی ظاہر کرے۔

بلکہ اِسی وقت اُس کی راستبازی ظاہر ہو تاکہ وہ خود بھی عادل رہے اور جو یسوع پر اِیمان لائے اُس کو بھی راستباز ٹھہرانے والا ہو۔" (رُومیوں ۳:۲۵۔۲۶)

مسیح کی قربانی نے ہمارے گناہوں کی قیمت ادا کرنے کے علاوہ بھی اَور بہت کچھ کِیا۔ پولس کہتا ہے کہ میں گناہ اور اُس کے اثرات و نتائج کے بارے میں کچھ نہ جانتا اگر خدا کا قانون و شریعت اِس کی وضاحت و تشریح نہ کرتے۔ خدا کے قانون کا مقصد یہ تھا کہ ہماری مدد کرے کہ ہم گناہ نہ کریں۔ عملی طور پر شریعت و قانون ہم پر لعنت ملامت کرتا ہے کہ ہم اِس قابل نہیں کہ قانون پر پوری طرح سے عمل کر سکیں۔ بدقسمتی سے قانون و شریعت میں وہ اہلیت و قابلیت نہیں کہ ہمیں بحال کر سکے، یا یوں کہہ لیں کہ جب مسیح نے ہمیں گناہ سے نجات بخشی تو اُس نے ساتھ ساتھ ہمیں شریعت و قانون سے بھی چُھٹکارا دیا جو ہم پر لعنت ملامت کرتا ہے۔

ایک اَور طرح سے بھی مسیح نے ہمیں قانون و شریعت سے نجات بخشی۔ رُومیوں کے نام اپنے اِلہامی خط کے ۸ باب کی ۱ سے ۸ آیت میں پولس رسول لکھتا ہے، "پس اَب جو مسیح یسوع میں ہیں اُن پر سزا کا حکم نہیں، کیونکہ زندگی کے رُوح کی شریعت نے مسیح یسوع میں مجھے گناہ اور موت کی شریعت سے آزاد کر دیا، اِس لئے کہ جو کام شریعت جسم کے سبب سے کمزور ہو کر نہ کر سکی وہ خدا نے کِیا یعنی اُس نے اپنے بیٹے کو گناہ آلودہ جسم کی صُورت میں اور گناہ کی قربانی کے لئے بھیج کر جسم میں گناہ کی سزا کا حکم دیا، تاکہ شریعت کا تقاضا ہم میں پورا ہو جو جسم کے مُطابق نہیں بلکہ رُوح کے مُطابق چلتے ہیں۔ کیونکہ جو

جسمانی ہیں وہ جسمانی باتوں کے خیال میں رہتے ہیں لیکن جو رُوحانی ہیں وہ رُوحانی باتوں کے خیال میں رہتے ہیں۔ اور جسمانی نیت موت ہے مگر رُوحانی نیت زندگی اور اِطمینان ہے، اِس لئے کہ جسمانی نیت خدا کی دُشمنی ہے کیونکہ نہ تو خدا کی شریعت کے تابع ہے نہ ہو سکتی ہے، اور جو جسمانی ہیں وہ خدا کو خوش نہیں کر سکتے۔" (رُومیوں ۸:۱-۸)

۷ باب میں پولس رسول لکھتا ہے کہ گناہ ہمیں اپنا غلام بنا لیتا ہے، اور ہمیں مجبور کرتا ہے کہ جو بُرائی ہم کرنا نہیں چاہتے وہ کریں، اور جو اچھائی ہم کرنا چاہتے ہیں وہ ہمیں کرنے نہیں دیتا۔ قانون و شریعت ہمیں گناہ کی غلامی سے چُھڑا نہیں سکتے۔ ہمیں صرف مجرم ٹھہرا کر موت کے حوالے کر سکتے ہیں۔ مسیح یسوع نے ہمیں اِس سے چھٹکارا دے کر نئ زندگی دی ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ ایسا اُس نے کیسے کِیا؟ مسیح اِس لئے ہمیں زندگی دے سکتا ہے کیونکہ اُس نے ہمارے گناہوں، ہماری سزاؤں اور ہمارے قصوروں کے عوض اپنی معصُوم و بے گناہ جان قربان کی۔ اگرچہ وہ گناہ سے بالکل پاک تھا مگر پھر بھی اُس نے ہماری گناہ آلودہ طبیعت کو اپنے اُوپر لے لیا تاکہ اُس کے مار کھانے سے ہم شفا پائیں۔ جب اُس نے ہماری خاطر اپنی جان قربان کر دی تو اُس نے قانون و شریعت کے تمام تقاضوں کو پورا کر دیا۔

قانون و شریعت جرم کی جو سزا ہمارے لئے تجویز کرتے ہیں اگر اُس پر عمل درآمد نہ ہو تو اِنصاف کے تقاضے پورے نہیں ہوتے۔ مگر جب قانون و شریعت کی مقرر کردہ سزا کا قرض ادا کر دیا گیا تو خدا کا عدل و اِنصاف بھی

قائم رہا اور اُس کی تسلی بھی ہو گئ۔ گناہ کرنے کے سبب سے مجرم بننے والے اَب قانون و شریعت کی لعنت و سزا سے آزاد ہیں۔ اگر عدالت کسی مجرم کو قانون توڑنے پر جرمانہ ادا کرنے کی سزا دیتی ہے تو اُس کو کوئی غرض نہیں کہ جرمانہ ادا کون کرتا ہے۔ کوئی بھی کرے قرض ادا ہو چُکا۔ اگر فرض کریں کسی کے پاس جرمانہ ادا کرنے کے لئے پیسہ نہیں تو کوئی دوست مدد کر سکتا ہے۔ یہی کچھ مسیح نے بھی ہمارے لئے کِیا۔ خدا کا قانون جو تقاضا کرتا ہے وہ ہم گناہگار ہونے کے ناطے ادا نہیں کر سکتے۔ مسیح یسوع نے ہمارے گناہوں کا جرمانہ ادا کِیا تا کہ ہم گناہ کی غلامی سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے آزاد ہو جائیں۔ اُس نے بے گناہ و پاک ہونے کے ناطے قانون و شریعت کے تمام تقاضوں کو پورا کر دیا، اور اِس طرح اُس نے ہمیں قانون و شریعت کے بے رحم شکنجے سے چھڑا لیا۔

اگرچہ مسیح نے ہمیں گناہ کی غلامی سے آزاد کرنے کے لئے قیمت چُکا دی مگر ابھی بھی ہمارے ساتھ ایک مسئلہ ہے۔ پولس رسول نے اپنے اِلہامی خط کے پچھلے باب میں وضاحت کی کہ خدا کا قانون و شریعت رُوحانی ہیں مگر ہم رُوحانی نہیں۔ ہمارے گناہ کا بدن کمزور ہے۔ ہم نفسانی اور طبعی طور پر گناہ کی طرف راغب ہوتے ہیں حالانکہ دِل و دماغ خوش ہیں کہ ہم خدا کے قانون و شریعت کی پیروی کر رہے اور اُس کے اخلاقی معیار کے مطابق زندگی بسر کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اَب سوال یہ ہے کہ ہم اپنی اِس عادت و جبلت سے جو ہمیں بار بار گناہ کی طرف راغب کرتی ہے، ہمیشہ کے لئے چھٹکارا کیسے پائیں؟

تو اِس مسئلہ کا جواب بھی مسیح یسوع ہی ہے یعنی اُس کا پاک رُوح۔ جب ہم مسیح کے پیروکار بن جاتے ہیں تو اپنے رُوح کو ہم میں بسنے کے لئے بھیجتا ہے۔ یہ مسیح کا رُوح ہے جو ہمیں وہ کرنے کی قابلیت بخشتا ہے جو عام حالت میں ہم اپنے طور پر نہیں کر سکتے۔ مسیح کا پاک رُوح نہ صرف ہماری نفسانی اور طبعی خواہشات اور ہَوس کو اِختیار و کنٹرول میں رکھتا ہے بلکہ ہمارے دِل و دماغ کو رُوحانی باتوں کی طرف لگاتا ہے۔

اِس کے برعکس جو پاک رُوح کے بغیر بدن میں زندگی گزارتے ہیں اُن کا دماغ جسمانی و دُنیاوی خواہشات میں ہی اُلجھا رہتا ہے۔ وہ خدا کو خوش کر ہی نہیں سکتے کیونکہ اُس کا جسمانی دماغ خدا کے خلاف کام کر تا ہے۔ وہ کوئی ایسا کام نہیں کرے گا جس سے خدا خوش ہو بلکہ ہر وہ کام کرے گا جو خدا کو ناپسند ہے۔

یہ سب باتیں ہمارے لئے ایک عملی نمونہ ہیں۔ کیا ہم وہ کام کرتے ہی چلے جا رہے ہیں جو خدا کو پسند نہیں؟ کیا ہماری جسمانی زندگی ہمارے نفسانی و طبعی خیالات، خواہشات و ہَوس کو اپنے اِختیار و کنٹرول میں کِئے ہوئے ہے؟ کیا ہمارے لئے گناہ سے پاک رُوحانی زندگی بسر کرنا مشکل ہے؟ اگر ایسا ہے تو ہمیں اپنے آپ سے ایک سوال پوچھنا ہے کہ کیا مسیح کا پاک رُوح ہمارے اندر بسا ہُوا ہے؟ کیا ہم صرف نام کے مسیحی ہیں یا واقعی سچے دل سے پاک رُوح کو اپنی زندگیوں میں کام کرنے دیتے ہیں؟ کیا ہم نے مسیح کی اُس قربانی کو دِل سے قبول کِیا ہے جو اُس نے ہمارے گناہوں کی خاطر ادا کی؟

بائیسواں باب

خُدا کے فرزند

(رومیوں ۸: ۹۔۱۷)

بچے اکثر اپنے ماں باپ کی طرح لگتے ہیں۔ مثال کے طور پر بیٹی بالکل ماں کی طرح لگتی ہے جب وہ اُس عُمر میں تھی۔ اُس کی ٹھوڑی پر پڑنے والا گڑھا بالکل اپنی ماں جیسا ہی ہے، اُس کی مُسکراہٹ بھی ویسی ہی ہے، ناک کی بناوٹ میں کچھ فرق نہیں۔ کبھی کبھی یہ جسمانی خد و خال کی مشابہت کئی نسلوں تک یونہی چلتی رہتی ہے۔

ایک اَور طرح سے بھی خاندان کے لوگ ایک دوسرے سے مشابہت رکھتے ہیں۔ اُن کا اُٹھنا بیٹھنا، بول چال اور رویہ بھی ایک دوسرے سے بہت مِلتا جُلتا ہے، بلکہ وہ سوچتے بھی ایک ہی طرح سے ہیں۔ کسی بات کے لئے اُن کی رائے اور تصور بھی ایک جیسا ہی ہوتا ہے۔ خاندان کے لوگ ایک دوسرے کے ساتھ اِس مشابہت کو بہت پسند کرتے ہیں۔ ہم اپنے بچوں کو یہ سِکھاتے ہیں کہ وہ خاندانی معیار و اُصول کو ہمیشہ ذہن میں رکھیں۔ ہر خاندان کا اپنا خاندانی معیار ہوتا ہے کہ کیا چیز قبول ہے اور کیا نہیں، اور جب بچہ خاندانی اُصولوں اور معیار پر پورا نہیں اُترتا اور وہ کرتا ہے جو ہماری تعلیم و مزاج کے برعکس ہوتا ہے تو ہم اُس بچے کو اچھی نگاہ سے نہیں دیکھتے کیونکہ اُس نے ہمارے خاندانی

معیار و وقار کو داغ لگا دیا ہے اور خاندانی نام کے لئے شرم کا باعث بنا ہے۔ اِسی طرح جب بچہ دُنیاوی اثر و رسوخ ہونے کے باوجود خاندان کے معیار و اُصولوں کی پاسداری کرتے ہوئے اچھا کام کرتا ہے تو ہم بہت فخر محسوس کرتے ہیں کہ اُس نے خاندان کے نام کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔

کبھی کبھی ہم کسی کے فعل و عمل کو دیکھ کر ہی اندازہ لگا لیتے ہیں کہ فلاں کِس خاندان یا کِس کا رشتہ دار ہے۔ ہمیں اُس کے کام دیکھ کر پتہ چل جاتا ہے کہ ایسے کرنے والا اُسی خاندان سے ہو گا۔

کچھ ایسا ہی رُوحانی باتوں میں بھی سچ ہوتا ہے۔ لوگ ہمارا چال چلن دیکھ کر ہی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ہم مسیح کے پیروکار ہیں، اور اگر کوئی مسیح کے پیروکار کی طرح نہیں چلتا تو اِس سے صاف پتہ چل جاتا ہے کہ وہ ہم میں سے نہیں۔ ایسا کیوں ہے؟ رُوم کی کلیسیا کے نام اپنے اِلہامی خط میں پولس رسول لکھتا ہے کہ لوگ گناہ کے غلام ہیں۔ کیونکہ وہ غلام ہیں اِس لئے وہ بُرائی کرنے پر مجبور ہیں، اگرچہ اُن کی خواہش نہیں کہ وہ ایسا کریں۔ مگر جب وہ مسیح کے پیروکار بن جاتے ہیں تو مسیح اُن کو گناہ کی غلامی سے ہمیشہ کے لئے نجات دے دیتا ہے۔ اَب وہ بالکل آزاد ہیں۔ اِس کا اُن کی روزمرہ زندگی پر گہرا اثر پڑتا ہے۔

۸ باب کی ۹ سے ۱۷ آیت میں پولس لکھتا ہے، ''لیکن تم جسمانی نہیں بلکہ رُوحانی ہو بشرطیکہ خدا کا رُوح تم میں بسا ہُوا ہے۔ مگر جس میں مسیح کا رُوح نہیں وہ اُس کا نہیں۔ اور اگر مسیح تم میں ہے تو بدن تو گناہ کے سبب سے مُردہ

ہے مگر رُوح راستبازی کے سبب سے زندہ ہے۔ اور اگر اُسی کا رُوح تم میں بسا ہُوا ہے جس نے یسوع کو مُردوں میں سے جِلایا تو جس نے مسیح یسوع کو مُردوں میں سے جِلایا وہ تمہارے فانی بدنوں کو بھی اپنے اُس رُوح کے وسیلہ سے زندہ کرے گا جو تم میں بسا ہُوا ہے۔ پس اَے بھائیو! ہم قرضدار تو ہیں مگر جسم کے نہیں کہ جسم کے مطابق زندگی گذاریں۔ کیونکہ اگر تم جسم کے مطابق زندگی گذارو گے تو ضرور مرُو گے اور اگر رُوح سے بدن کے کاموں کو نیست و نابود کرو گے تو جیتے رہو گے، اِس لئے کہ جِتنے خدا کے رُوح کی ہدایت سے چلتے ہیں وہی خدا کے بیٹے ہیں۔ کیونکہ تم کو غلامی کی رُوح نہیں مِلی جس سے پھر ڈر پیدا ہو بلکہ لے پالک ہونے کی رُوح مِلی جس سے ہم اَبا یعنی اَے باپ کہہ کر پکارتے ہیں۔ رُوح خود ہماری رُوح کے ساتھ مِل کر گواہی دیتا ہے کہ ہم خدا کے فرزند ہیں۔ اور اگر فرزند ہیں تو وارث بھی ہیں یعنی خدا کے وارث اور مسیح کے ہم مِیراث بشرطیکہ ہم اُس کے ساتھ دُکھ اُٹھائیں تاکہ اُس کے ساتھ جلال بھی پائیں۔“ (رُومیوں ۸:۹۔۱۷)

پولس رسول کہتا ہے کہ یہ خدا کا رُوح ہے جو ہم میں بسا ہُوا ہے اور جس کی طاقت و ہدایت سے ہم راستبازی اور نیکی کے کام کرتے ہیں۔ جس طرح بچے اپنے ماں باپ کی خصُوصیات کو مِیراث میں پاتے ہیں، اُسی طرح جن میں خدا کا رُوح بسا ہُوا ہوتا ہے وہ خدا کی خصُوصیات مِیراث میں پاتے ہیں۔ اور اگر اُن میں اِلٰہی خصُوصیات نہ پائی جائیں اور اگر وہ مسلسل بُری

خواہشات کے قبضہ میں رہیں تو صاف پتہ چلتا ہے کہ خدا کا پاک رُوح اُن میں بسا ہُوا نہیں۔ وہ مسیح یسوع کے سچے پیروکار نہیں۔ وہ صرف نامی مسیحی ہیں۔

سوال یہ ہے کہ خدا کا رُوح ہم میں کیسے بس جاتا ہے؟ جیسا کہ پولس رسول نے رُومیوں کے نام اپنے اِلہامی خط کے ۶ باب میں پہلے ہی وضاحت کر دی ہے کہ لازم ہے کہ ہم گناہ کے اِعتبار سے مَر جائیں، اور مَرنا بھی مسیح کے ساتھ۔ ہم بدی و بُرائی کے پُرانے لباس، خواہشات اور خیالات کو اُتار پھینکیں، اور سچے دِل سے توبہ کریں۔ جب ہم ایسا کرتے ہیں تو وہی پاک رُوح جس نے مسیح یسوع کو جسمانی موت سے چھٹکارا دیا ہمیں بھی نئ رُوحانی زندگی میں داخل کر دیتا ہے۔ جیسا کہ پولس رسول ایک اَور مقام پر لکھتا ہے، ”...اگر کوئی مسیح میں ہے تو وہ نیا مخلوق ہے۔ پُرانی چیزیں جاتی رہیں۔ دیکھو وہ نئ ہو گئیں۔“ (۲-کرنتھیوں ۵:۱۷)

غلامی سے آزادی اور رُوحانی موت سے نئ زندگی کی یہ انوکھی تبدیلی ہمیں ایک نئے رشتے، ایک نئے بندھن میں باندھ دیتی ہے۔ خدا نے ہمیں اپنے بچوں کی طرح قبول کر کے اپنے رُوحانی گھرانے میں شامِل کر لیا ہے۔ اِس تبدیلی کا ایک گہرا اثر ہے۔ پہلے ہم بے یارو مددگار اپنی ذات میں مگن تھے۔ اپنی قوت و طاقت سے ہم نہ تو گناہ کو رُوک سکتے ہیں اور نہ شہوت پرستی اور ہَوس پرستی کے خیالات سے چھٹکارا پا سکتے ہیں۔ مگر اَب خدا کا پاک رُوح ہمیں طاقت و قوت بخشتا ہے کہ گناہ اور گناہ آلودہ خواہشات کو پَرے پھینک سکیں۔ اَب ہم بدی پر مکمل فتح پا چکے ہیں۔

دوسری بڑی تبدیلی یہ ہوتی ہے کہ ہم خوف میں زندگی بسر نہیں کرتے، جیسے پہلے ہم پر گناہوں کی ندامت کے سبب سے ہر وقت خدا کی عدالت و سزا کا ڈر رہتا تھا۔ مگر اَب ہم خدا کو لعنت ملامت اور عدالت کرنے والے مُنصِف کی صورت میں نہیں بلکہ ایک پُرشفقت باپ کے رُوپ میں دیکھتے ہیں جس کے پاس اپنی تکلیفیں اور مسائل لے کر جب چاہیں آ سکتے ہیں۔ ہم نے اپنے خوف و ڈر کو پیار و محبت میں بدل دیا ہے۔ جیسا کہ یوحنا رسول لکھتا ہے، ''اِسی سبب سے محبت ہم میں کامِل ہو گئی ہے تاکہ ہمیں عدالت کے دِن دِلیری ہو کیونکہ جیسا وہ ہے ویسے ہی دُنیا میں ہم بھی ہیں۔ محبت میں خوف نہیں ہوتا بلکہ کامِل محبت خوف کو دُور کر دیتی ہے کیونکہ خوف سے عذاب ہوتا ہے اور کوئی خوف کرنے والا محبت میں کامِل نہیں ہُوا۔'' (۱-یوحنا ۴:۱۷-۱۸)

تیسری بڑی تبدیلی ہمارے مُستقبل کے بارے میں ہے۔ خدا نہ صرف ہمارا خوف دُور کر دیتا ہے بلکہ وہ ہمیں مسیح یسوع کے ساتھ مِیراث کا حقدار بھی ٹھہراتا ہے۔ جو بھی مسیح کی پیروی کرتے ہیں وہ اُس کے جلال میں شریک ہوتے ہیں، پولس رسول کہتا ہے کہ، مسیح کے ساتھ دُکھ تکلیف اُٹھانا اُس کے جلال میں شامل و شریک ہونے کی ایک شرط ہے۔ دوسرے لفظوں میں آپ یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ لازم ہے کہ ہم مسیح کے ساتھ مَر جائیں تاکہ نئ رُوحانی زندگی پا سکیں۔ پولس رسول اپنے اِلہامی خط کے اگلے حصہ میں کہتا ہے کہ مسیح کے پیروکاروں کو اِس زندگی میں دُکھ تکلیف سہنے کی توقع رکھنی چاہیے، اِس سے پہلے کہ وہ خدا کے وعدہ کے مطابق ابدی مِیراث اِنعام میں پائیں۔ مسیح نے بذاتِ

خود فرمایا، ''...دُنیا میں مُصیبت اُٹھاتے ہو لیکن خاطر جمع رکھو، مَیں دُنیا پر غالب آیا ہوں۔'' (یوحنا ۱۶: ۳۳)

پولس رسول نے جو لکھا ہے اُس کی روشنی میں ہم سب کو اپنے آپ سے سوال پوچھنے کی ضرورت ہے۔ کیا ہمارے چال چلن، بول چال اور اُٹھنے بیٹھنے سے لگتا ہے کہ ہم خدا کے گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں؟ کیا ہمارے قول و فعل سے مسیح کے نام کو جلال ملتا ہے؟ کیا ہم اپنی گناہ آلودہ طبیعت کے اِختیار و کنٹرول میں ہیں، یا ہم خدا کے پاک رُوح کی ہدایت سے زندگی بسر کرتے ہیں؟ کیا ہم پر خدا کی عدالت و سزا کا خوف چھایا رہتا ہے، یا وہ ہمارا پُرشفقت آسمانی باپ ہے جس کے پاس آ کر ہم خوش ہوتے ہیں؟ کیا ہمیں اعتماد و بھروسہ ہے کہ ہم مسیح کے جلال میں شریک ہوں گے؟ اور اگر آپ کو شک ہے کہ پتہ نہیں مَیں خدا کے گھرانے میں شامل ہوں یا نہیں، کیا مَیں اُس کا بچہ ہوں یا نہیں تو پھر آپ کو اپنے آپ سے یہ بُنیادی سوال پوچھنا ہے، کیا مَیں مسیح کے ساتھ مَرا ہوں؟ اگر نہیں تو آپ کو آج ہی اُس کے ساتھ مَرنا ہے تاکہ خدا آپ کو اپنے پاک رُوح کے وسیلہ سے نئی روحانی زندگی بخشے۔

تیئیسواں باب

آزادی میں داخل

(رومیوں ۸: ۱۸-۲۷)

ہم اکثر اِنتظار کرنا پسند نہیں کرتے۔ اگر ہمیں کسی چیز کی ضرورت ہو تو ہم کل نہیں آج اِسی وقت چاہتے ہیں۔ مثال کے طور پر اگر ہمیں بھوک لگی ہوئی ہے تو ہم فوراً کھانا چاہتے ہیں، کل یا اگلے ہفتے کا اِنتظار نہیں ہو سکتا۔ کھانا تیار ہونے میں جتنی دیر لگے گی اُتنا ہی ہمارے صبر کا پیمانہ لبریز ہوتا چلا جائے گا۔

دوسری طرف جتنا بڑا اِنعام یا فائدہ ہمیں مِلنے کی توقع ہو گی اُتنا ہی زیادہ ہم اِنتظار کرنے کے لئے تیار ہوں گے، مگر ہم یہ بھی چاہتے ہیں کہ ہمیں بہت سی تکلیفیں اور محنت مُشقت نہ اُٹھانا پڑے۔ مثال کے طور پر اگرچہ ہمیں شدت کی بھوک لگی ہوئی ہے مگر ہم عام کھانے کی نسبت عالیشان ضیافت کا زیادہ دیر تک اِنتظار کرنے پر تیار ہوں گے۔ لیکن اگر ہماری بھوک ناقابلِ برداشت ہو اور ہم پُرتکلف ضیافت کا اِنتظار نہ کر سکتے ہوں تو عام سے سادہ کھانے پر ہی جھپٹ پڑیں گے۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہ ہمیں اپنے لئے مُستقبل میں مِلنے والے بڑے اِنعام و فائدے اور سامنے پڑے ہوئے کم تر اِنعام و فائدے میں سے کسی ایک کو چُننا ہے۔

اِس مِثال کا اِطلاق ہم رُوحانی زندگی سے کر سکتے ہیں۔ گُناہ میں ایک قِسم کا مزہ ہے۔ گناہ میں گِر کر نہ صرف ہماری ہَوس کی پیاس بُجھتی ہے بلکہ ہمارے اندر کی شیطانی خواہشات کی تکمیل بھی ہوتی ہے۔ مگر اِس کا رُوحانی طور پر نقصان یہ ہوتا ہے کہ ہم گناہ کے غلام بن جاتے ہیں اور خدا کی عدالت و سزا ہم پر لازم ہو جاتی ہے، اور اِس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ہم ابدی ہلاکت کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اِس کے برعکس خدا اُن تمام لوگوں کو گناہ کی غلامی سے ہمیشہ کے لئے چھٹکارا دے دیتا ہے جو سچے دِل سے توبہ کر کے مسیح یسوع کی پیروی کرتے ہیں۔ وہ اُنہیں نئی زندگی دیتا اور اپنے وعدے کے مطابق ابدی مِیراث کا حقدار ٹھہراتا ہے، اور اُنہیں مسیح کے جلال میں شامِل و شریک کرتا ہے۔

اِنسانی سوچ کے مطابق مسئلہ یہ ہے کہ خدا کے وعدے آج ہی یعنی جلدی پورے کیوں نہیں ہوتے؟ یقیناً ہمیں خدا کے وعدوں کے پورے ہونے کا اِنتظار کرنا ہو گا۔ یقیناً ہمیں اپنی رُوحانی مِیراث پانے کے لئے صبر سے کام لینا ہو گا، اور جب ہم مسیح کے ساتھ جلال میں شریک ہونے کا اِنتظار کر رہے ہیں تو ہمیں اُس کے دُکھ تکلیف میں شریک و شامل ہونا ہے۔ مگر ہمارے سامنے سوال یہ ہے کہ کیا کل مِلنے والی مِیراث پانے کے لئے آج کا دُکھ تکلیف سہہ لیں گے؟ کیا وہ کل مِلنے والی میراث سے بہتر ہے؟ کیا آج گناہ کی لذتوں کو چھوڑ کر کل مِلنے والے رُوحانی فائدے کا اِنتظار کرنا بہتر ہے؟ آخرِکار یہ ابدی رُوحانی مِیراث ہے کیا جس کا وعدہ خدا نے مسیح کے پیروکاروں سے کر رکھا ہے؟

پولس رُسول کے لئے اِن سوالوں کا جواب بہت آسان اور واضح ہے۔ رُوم کی کلیسیاؤں کے نام اپنے اِلہامی خط کے ۸ باب کی ۱۸ سے ۲۷ آیت میں وہ لکھتا ہے، ''کیونکہ میری دانست میں اِس زمانہ کے دُکھ درد اِس لائق نہیں کہ اُس جلال کے مُقابل ہوسکیں جو ہم پر ظاہر ہونے والا ہے۔ کیونکہ مخلوقات کمال آرزو سے خدا کے بیٹوں کے ظاہر ہونے کی راہ دیکھتی ہے، اِس لئے کہ مخلوقات بطالت کے اِختیار میں کر دی گئی تھی، نہ اپنی خوشی سے بلکہ اُس کے باعث سے جس نے اُس کو اِس اُمید پر بطالت کے اِختیار میں کر دیا کہ مخلوقات بھی فنا کے قبضہ سے چُھوٹ کر خدا کے فرزندوں کے جلال کی آزادی میں داخل ہو جائے گی۔ کیونکہ ہم کو معلوم ہے کہ ساری مخلوقات مِل کر اَب تک کراہتی ہے اور دردِزہ میں پڑی تڑپتی ہے۔ اور نہ فقط وہی بلکہ ہم بھی جنہیں رُوح کے پہلے پھل مِلے ہیں آپ اپنے باطِن میں کراہتے ہیں اور لے پالک ہونے یعنی اپنے بدن کی مخلصی کی راہ دیکھتے ہیں۔ چنانچہ ہمیں اُمید کے وسیلہ سے نجات مِلی مگر جس چیز کی اُمید ہے جب وہ نظر آ جائے تو پھر اُمید کیسی؟ کیونکہ جو چیز کوئی دیکھ رہا ہے اُس کی اُمید کیا کرے گا؟ لیکن جس چیز کو نہیں دیکھتے اگر ہم اُس کی اُمید کریں تو صبر سے اُس کی راہ دیکھتے ہیں۔ اِسی طرح رُوح بھی ہماری کمزوری میں مدد کرتا ہے کیونکہ جس طَور سے ہم کو دُعا کرنا چاہیے ہم نہیں جانتے مگر رُوح خود ایسی آہیں بھر بھر کر ہماری شفاعت کرتا ہے جن کا بیان نہیں ہو سکتا۔ اور دِلوں کا پرکھنے والا جانتا ہے کہ رُوح کی کیا نِیت ہے کیونکہ وہ خدا کی مرضی کے مُوافق مُقدسوں کی شفاعت کرتا ہے۔'' (رُومیوں ۸:۱۷-۲۷)

اِس میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں کہ پولس رُسول محسوس کرتا ہے کہ دُکھ تکلیف خواہ کِتنے ہی سنگین کیوں نہ ہوں اُس ابدی اِلٰہی جلال کے مقابلہ میں جس کا خدا نے مسیح کے پیروکاروں سے وعدہ کِیا ہے کچھ بھی نہیں۔ دوسرے لفظوں میں وہ اِنعام آج کے دُکھوں اور تکلیفوں سے کہیں اعلیٰ، افضل اور عظیم تر ہے جو آئندہ زندگی میں مسیح کے پیروکاروں کو خدا کی طرف سے مِلے گا۔

وہ کیا ہے جس پر مسیح کے پیروکاروں کی نظریں جمی ہوئی ہیں؟ سب سے پہلے مسیحی لوگ ساری کائنات کو بحال دیکھنا چاہتے ہیں۔ یہ دُنیا اور اِس کی تخلیق ویسی نہیں جیسی خدا چاہتا تھا۔ جب اِنسان نے باغِ عدن میں پہلا گناہ کِیا تو خدا اور اِنسان کے بیچ محبت و رفاقت کا رشتہ ٹوٹ گیا۔ مخلوق زندگی سے نکل کر موت و تباہی میں داخل ہوگئی۔ یہی نہیں بلکہ گناہ نے اِنسان اور کائنات کے درمیان بھی بگاڑ پیدا کر دیا۔ آدم کے گناہ سے پہلے اِنسان کو روٹی کے لئے اپنا خون پسینہ نہیں بہانا پڑتا تھا۔ خدا کی زمین اُس کی ساری ضروریات پوری کرتی تھی۔ مگر آدم کے گناہ کرنے کے بعد خدا نے آدم سے کہا، ”...زمین تیرے سبب سے لعنتی ہوئی۔ مُشقت کے ساتھ تُو اپنی عُمر بھر اُس کی پیداوار کھائے گا، اور وہ تیرے لئے کانٹے اور اُونٹکٹارے اُگائے گی اور تُو کھیت کی سبزی کھائے گا۔“ (پیدایش ۳:‏۱۷-۱۸)

مگر یہ لعنت سدا نہیں رہے گی۔ مُستقبل کے بارے میں پطرس رُسول پیشین گوئی کرتے ہوئے یقین دِلاتا ہے کہ ”...اُس کے وعدہ کے مُوافق ہم نئے

آسمان اور نئی زمین کا اِنتظار کرتے ہیں جن میں راستبازی بسی رہے گی۔" (۲-پطرس ۳: ۱۳)

مسیح کے پیروکاروں کی زندہ اُمید کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ ہمارے جسم رُوحانی جامہ پہن کر جسمانی بدن سے ہمیشہ کے لئے چھٹکارا پا لیں گے۔ خدا نے ہمیں اپنی شبیہ پر تخلیق کِیا کہ ہم ہمیشہ زندہ رہیں مگر آدم کے گناہ کے سبب سے موت دُنیا میں داخل ہوئی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہمارا بدن بے شمار تکلیفوں، دُکھوں اور بیماریوں کا شکار ہو جاتا ہے۔ جُوں جُوں ہم بوڑھے ہوتے ہیں تو موت کا پنجہ مضبوط ہوتا جاتا ہے اور ہمارا جسم کمزور و بوسیدہ ہو جاتا ہے۔ جوانی کی بہاریں اور جوانی کے مزے ایک یادِ ماضی بن جاتے ہیں۔ اکثر کے لئے ایسی زندگی ایک بوجھ بن جاتی ہے کیونکہ وہ اپنے کمزور و بیمار جسم کو مزید سنبھال نہیں سکتے۔ مگر مسیح کے پیروکاروں کے لئے ایسی مایوسی ہرگز نہیں۔ وہ کمزور و بیمار جسم سے نکل کر نئے رُوحانی جسم میں داخل ہو جاتے ہیں جو کبھی کمزور و بیمار نہیں ہوتا۔ اِسی لئے وہ بے چینی سے اُس کی اُمید و اِنتظار کرتے ہیں۔ ایک اَور مقام پر پولس رسول لکھتا ہے، "...جسم فنا کی حالت میں بُویا جاتا ہے اور بقا کی حالت میں جی اُٹھتا ہے، بے حُرمتی کی حالت میں بُویا جاتا ہے اور جلال کی حالت میں جی اُٹھتا ہے، کمزوری کی حالت میں بُویا جاتا ہے اور قوت کی حالت میں جی اُٹھتا ہے، نفسانی جسم بُویا جاتا ہے اور رُوحانی جسم جی اُٹھتا ہے۔" (۱-کرنتھیوں ۱۵: ۴۲-۴۴)

مسیح کے پیروکار آج اِن تمام برکتوں سے محرُوم ہیں، مگر خدا کے وعدے پر یقین و بھروسہ ہونے کے سبب سے اُنہیں ایک اُمید ہے کہ یہ سب کچھ اُنہیں ضرور مِلے گا۔ اور یہی وہ زندہ اُمید ہے جو اُنہیں دُکھ تکلیف، اِذیت و ظلم سہنے کا حوصلہ و ہمت بخشتی ہے۔

لیکن یہ بھی ذہن میں رہے کہ خدا نے ہمیں دُکھوں اور مُصیبتوں میں بھی اکیلا نہیں چھوڑا۔ اُس نے ہمیں اپنا پاک رُوح بخشا ہے جو ہمارا مددگار ہے۔ اگرچہ ہم کمزور ہیں مگر پاک رُوح ہمیں طاقت و ہمت دیتا ہے کہ دُکھ تکلیف اور ظلم و ستم برداشت کریں جب تک کہ خدا کے وعدوں کے پورا ہونے کا وقت نہیں آ جاتا۔

پاک رُوح نہ صرف آزمائشوں میں طاقت بخشتا ہے بلکہ وہ ہماری خدا کے ساتھ رفاقت و عبادت میں مدد بھی کرتا ہے۔ کبھی کبھی ہماری تکلیفیں اور مُصیبتیں اِتنی سنگین ہوتی ہیں کہ اُن کو برداشت کرنا ہمارے لئے ناممکن ہو جاتا ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ اُن کا کیسے اِظہار کریں۔ ہم نہیں جانتے کہ خدا کے سامنے اُن کو کیسے پیش کریں۔ ہم یہ بھی نہیں جانتے کہ خواہشات اور درخواستیں خدا کی مرضی و اِرادہ کے مطابق ہیں بھی یا نہیں۔ ایسے میں خدا کا پاک رُوح ہماری مدد و شفاعت کرتا ہے اور ہماری مُناجات، اِلتجائیں اور دُعائیں ہمارے رُوحانی باپ یعنی خدا کے سامنے پیش کرتا ہے۔ کیونکہ پاک رُوح خدا کی الُوہیت کا ہی حصہ ہے اِس لئے ہمیں پورا یقین و بھروسہ ہونا چاہیے کہ ہماری جو

درخواستیں اور اِلتجائیں وہ خدا کے حضور میں پیش کرے گا وہ خدا کی مرضی و اِرادے کے عین مطابق ہوں گی۔

چَوبِیسواں باب

فتح سے بھی بڑھ کر

(رومیوں ۸:۲۸-۳۹)

مسیح یسوع کا پیروکار ہونے کے بہت سے فائدے ہیں۔ مِثال کے طور پر اُس نے ہمیں گناہ کی غلامی سے آزادی دی۔ خدا نے مسیح کے پیروکاروں سے وعدہ کِیا ہے کہ وہ سب مسیح کے جلال میں شامِل ہوں گے۔ مگر بدقسمتی سے مسیح کی پیروی کرنے کی قیمت بھی ادا کرنا پڑتی ہے، اور اگر ہم مسیح کے جلال میں شامِل ہونا چاہتے ہیں تو لازم ہے کہ اُس کے ساتھ دُکھ تکلیف بھی سہیں۔

رُوم کی کلیسیاؤں کے نام اپنے اِلہامی خط میں پولس رسول لکھتا ہے کہ آج جو دُکھ تکلیف ہم سہہ رہے ہیں مسیح کے اُس آسمانی جلال کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں جس میں ایک دِن ہم شامِل ہوں گے۔ اگرچہ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے مگر پھر بھی ذہن میں ایک سوال اُبھرتا ہے کہ مسیح کے پیروکاروں کو دُکھ تکلیف اور ظلم وستم کیوں سہنا پڑتا ہے؟ آخر اِس کا مقصد کیا ہے کہ وعدہ کی ہوئی آسمانی مِیراث پانے سے پہلے، لازم ہے کہ دُکھوں، تکلیفوں اور آزمائشوں سے گزریں؟

پولس رسول اپنے اِلہامی خط کے ۸ باب کی ۲۸ سے ۳۹ آیت میں اِس مسئلہ کے بارے میں لکھتا ہے، ''اور ہم کو معلوم ہے کہ سب چیزیں مِل کر

خدا سے محبت رکھنے والوں کے لئے بھلائی پیدا کرتی ہیں یعنی اُن کے لئے جو خدا کے اِرادہ کے مُوافق بُلائے گئے ہیں۔ کیونکہ جن کو اُس نے پہلے سے جانا اُن کو پہلے سے مُقرر بھی کِیا کہ اُس کے بیٹے کے ہمشکل ہوں تاکہ وہ بہت سے بھائیوں میں پہلوٹھا ٹھہرے۔ اور جن کو اُس نے پہلے سے مُقرر کِیا اُن کو بُلایا بھی اور جن کو بُلایا اُن کو راستباز بھی ٹھہرایا اور جن کو راستباز ٹھہرایا اُن کو جلال بھی بخشا۔ پس ہم اِن باتوں کی بابت کیا کہیں؟ اگر خدا ہماری طرف ہے تو کون ہمارا مُخالف ہے؟ جس نے اپنے بیٹے ہی کو دریغ نہ کِیا بلکہ ہم سب کی خاطر اُسے حوالہ کر دیا وہ اُس کے ساتھ اَور سب چیزیں بھی ہمیں کِس طرح نہ بخشے گا؟ خدا کے برگزیدوں پر کون نالِش کرے گا؟ خدا وہ ہے جو اُن کو راستباز ٹھہراتا ہے۔ کون ہے جو مُجرم ٹھہرائے گا؟ مسیح یسوع وہ ہے جو مَر گیا بلکہ مُردوں میں سے جی بھی اُٹھا اور خدا کی دہنی طرف ہے اور ہماری شفاعت بھی کرتا ہے۔ کون ہم کو مسیح کی محبت سے جُدا کرے گا؟ مُصیبت یا تنگی یا ظلم یا کال یا ننگا پن یا خطرہ یا تلوار؟ چنانچہ لکھا ہے کہ ہم تیری خاطر دِن بھر جان سے مارے جاتے ہیں۔ ہم تو ذبح ہونے والی بھیڑوں کے برابر گِنے گئے۔ مگر اُن سب حالتوں میں اُس کے وسیلہ سے جس نے ہم سے محبت کی ہم کو فتح سے بھی بڑھ کر غلبہ حاصل ہوتا ہے۔ کیونکہ مجھ کو یقین ہے کہ خدا کی جو محبت ہمارے خداوند مسیح یسوع میں ہے اُس سے ہم کو نہ مَوت جُدا کر سکے گی نہ زندگی، نہ فرشتے، نہ حکومتیں، نہ حال کی، نہ اِستقبال کی چیزیں، نہ قدرت، نہ بلندی، نہ پستی، نہ کوئی اَور مخلوق۔" (رُومیوں ۸:۲۸۔۳۹)

اِس حوالہ کے شروع میں پولس رسول ہمیں یقین دِلاتے ہوئے کہتا ہے کہ ہم مسیح کی خاطر جو دُکھ تکلیف سہتے ہیں وہ بے مقصد و بے معنی نہیں۔ خدا ہر حالت میں ہمارے لئے بھلائی پیدا کرے گا۔ مگر اِس اِلٰہی وعدے کے ساتھ دو شرائط بھی ہیں۔ پہلی کہ لازم ہے کہ خدا سے محبت رکھیں۔ خدا کو صرف ہماری تابعداری نہیں چاہیے، وہ چاہتا ہے کہ ہم پورے دِل و جان سے اُس سے محبت و وفاداری رکھیں۔ ہم میں سے بہت سے ہیں جو مسیحی ہونے کے ناطے سارے فائدے تو اُٹھانا چاہتے ہیں مگر نہ تو خدا سے محبت رکھتے ہیں اور نہ ہی تابعداری۔ یہ خدا کو ہرگز پسند نہیں۔ ہاں ایسا ممکن بھی ہو سکتا ہے کہ خدا سے محبت رکھے بغیر اُس کی تابعداری کریں مگر ذہن میں رہے کہ ہماری تابعداری ہماری محبت کا اِظہار ہونا چاہیے۔

دوسری شرط کہ خدا ہر حالت میں ہمارے لئے بھلائی پیدا کرے یہ ہے کہ لازم ہے کہ ہم خدا کے اِرادہ کے مُوافق بُلائے گئے ہوں۔ اِس کا مطلب کیا ہے؟ کیا خدا یہ نہیں چاہتا کہ ہر کوئی اپنے آپ کو مسیح کے حوالہ کرے؟ کیا اُس نے مسیح کی اِنجیل سب کے لئے نہیں بھیجی؟ ہاں، یہ سب سچ ہے۔ مگر خدا کے اِرادے کے مطابق بُلانے کے دو پہلو ہیں، اُس کا بُلانا اور ہمارا جواب۔ اگرچہ خدا ہمیں بُلاتا ہے مگر اُس کے بُلانے کا عمل اُس وقت تک پورا نہیں ہو سکتا جب تک ہم اُس کو قبول نہ کریں۔ صرف وہی لوگ ہر حالت میں خدا کی طرف سے بھلائی کا تجربہ حاصل کر سکتے ہیں جو خدا سے محبت رکھتے

ہیں اور اُس کے بُلانے پر عمل کر کے اپنے آپ کو مسیح یسوع کے سُپرد کر دیتے ہیں۔

اَب سوال یہ ہے کہ ہر حالت میں ہمارے لئے خدا کی بھلائی کیا ہے؟ پولس رسول اِس بارے میں یوں لکھتا ہے، ''اُس کے بیٹے کے ہمشکل ہوں'' (رومیوں ۸:۲۹)۔ پاک صحائف ہمیں بتاتے ہیں کہ ''...خدا نے اِنسان کو اپنی صُورت پر پیدا کِیا۔ خدا کی صُورت پر اُس کو پیدا کِیا۔ نَر و ناری اُن کو پیدا کِیا۔'' (پیدائش ۱:۲۷)

مگر افسوس کہ ہمارے گناہوں نے ہماری اِس شبیہ و شکل کو مِسمار اور بِگاڑ کر رکھ دیا، بلکہ ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ اِس کو پہچاننا ہی مشکل ہے کہ یہ وہی شکل ہے جس کو خدا نے اپنی شبیہ پر پیدا کِیا تھا۔ لیکن خدا کو بنی نوع اِنسان پر رحم آیا اور وہ اپنے فضل سے مسیح کے پیروکاروں کو پھر وہی شکل دے رہا ہے جو اُس نے دُنیا کی تخلیق میں دی تھی۔ ہم جو دُکھ تکلیف اور مُصیبتیں سہتے ہیں اُن کا بھی ایک مقصد ہے کہ ہم مسیح کی مانند بن جائیں۔ پاک صحائف ہمیں ہدایت دیتے ہیں کہ ''تم جو کچھ دُکھ سہتے ہو وہ تمہاری تربیت کے لئے ہے۔ خدا فرزند جان کر تمہارے ساتھ سلُوک کرتا ہے۔ ...بِالفعل ہر قِسم کی تنبیہ خوشی کا نہیں بلکہ غم کا باعث معلوم ہوتی ہے مگر جو اُس کو سہتے سہتے پُختہ ہو گئے ہیں اُن کو بعد میں چَین کے ساتھ راستبازی کا پھل بخشتی ہے۔'' (عبرانیوں ۱۲:۷، ۱۱)

جب بھی ہم دُکھ تکلیف اور غم و پریشانی سے گزریں تو ہمیں اپنے آپ سے سوال پوچھنا ہے، ''آزمائش کی یہ گھڑی مجھے مسیح کی مانند کیسے بنا سکتی ہے؟''

دُکھ تکلیف اور آزمائش میں ڈالنے سے خدا کا مقصد ہمیں مسیح کی مانند بنانا ہے۔ یہ احساس ہمارے اندر دُکھ تکلیف، رنج و غم سہنے کا نیا جذبہ پیدا کر دیتا ہے کہ یہ سب خدا کی طرف سے ہے۔ دُنیاوی نکتۂ نظر سے دُکھ تکلیف، غم و اَلم خدا کی طرف سے سزا ہے۔ اگر خدا، مسیح کے پیروکاروں سے خوش ہوتا تو کبھی اُن کو دُکھ تکلیف سے نہ گزرنے دیتا بلکہ کچھ لوگ تو یہ سمجھتے ہیں کہ یہ خدا کی طرف سے اُن کا دینی یا مذہبی حق و فرض ہے کہ مسیح کے پیروکاروں پر ظلم و ستم اور اِذیت و سزا برپا کریں۔ مگر ایسا ہرگز نہیں۔ پولس رسول کہتا ہے کہ خدا نے مسیح کے پیروکاروں کو پہلے ہی اُونچا مقام بخشتا ہے۔ مسیح اُن کی خاطر مَر گیا۔ صرف یہی نہیں بلکہ وہ خدا کے دہنی طرف جا بیٹھا تا کہ اپنے لوگوں کی شفاعت و مدد کرے۔ لوگ مسیح کے پیروکاروں کے خلاف من گھڑت اِلزامات لگا کر جیل میں بند کر دیتے ہیں۔ ایسا کرنے سے وہ خدا کے اُن برگزیدہ لوگوں کے خلاف بہتان باندھتے اور ظلم برپا کرتے ہیں جن کو خدا نے اپنے لئے چُنا ہے۔ خدا اُن کو پہلے ہی راستباز ٹھہرا چُکا ہے۔ ہاں، لوگ مسیح کے پیروکاروں پر لعنت مَلامت تو کر سکتے ہیں مگر یہ نہیں سوچتے کہ صرف ایک ہستی ہے جو اُن کی عدالت کر سکتی ہے مگر اُس ہستی یعنی خدا نے اُن کو پہلے ہی اپنے لئے چُن کر یہ فیصلہ سُنا دیا ہے کہ یہ میرے لوگ ہیں۔

اِس سے ایک اَور سوال ذہن میں اُبھرتا ہے۔ بہت سے لوگ دُکھ تکلیف اورظلم وستم دیکھ کر خدا سے ناراض ہو جاتے ہیں کہ اُس نے اُنہیں چھوڑ دیا ہے۔ وہ مسیح کی محبت سے جُدا ہو گئے ہیں۔ مگر ایسا ہرگز نہیں۔ پولس رسول ہمیں یقین دِلاتے ہوئے کہتا ہے کہ کوئی ایسی بیرونی طاقت نہیں جو ہمیں خدا کی محبت سے الگ کر دے، یہاں تک کہ موت بھی ہمیں خدا کی لازوال محبت سے جُدا نہیں کر سکتی۔ خدا کی محبت اُن لوگوں کے ساتھ ساتھ رہتی ہے جو مسیح میں چلتے ہیں۔ موت بھی خدا اور اُن کے درمیان دیوار نہیں بن سکتی۔ اِسی طرح کوئی بھی رُوحانی اور شیطانی قوت ہمیں خدا کی محبت سے جُدا نہیں کر سکتی۔ خدا کی محبت مسیح کے سب پیروکاروں پر کثرت سے نازل ہوتی ہے۔ جیسا کہ مسیح یسوع نے فرمایا، ''میری بھیڑیں میری آواز سُنتی ہیں اور مَیں اُنہیں جانتا ہوں اور وہ میرے پیچھے پیچھے چلتی ہیں اور مَیں اُنہیں ہمیشہ کی زندگی بخشتا ہوں اور وہ اَبد تک کبھی ہلاک نہ ہوں گی اور کوئی اُنہیں میرے ہاتھ سے چھین نہ لے گا۔ میرا باپ جس نے مجھے وہ دی ہیں سب سے بڑا ہے اور کوئی اُنہیں باپ کے ہاتھ سے نہیں چھین سکتا۔ مَیں اور باپ ایک ہیں۔'' (یوحنا ۱۰:۲۷۔۳۰)

اَب سوال یہ ہے کہ اگر کوئی ہمیں مسیح کی محبت سے جُدا نہیں کر سکتا تو پھر ہم اِسے کیسے کھو دیتے ہیں؟ ایسا صرف اُس وقت ہوتا ہے جب ہم مسیح کو رَد کرتے یا چھوڑ دیتے ہیں۔ سوال یہ نہیں کہ خدا ہم سے محبت رکھتا ہے، سوال یہ ہے کہ کیا ہم بھی خدا سے محبت رکھتے ہیں؟ کیا خدا پر اِتنا یقین و بھروسہ

رکھتے ہیں کہ وہ ہمیں مسیح کی پیروی کرنے کے سبب سے دُکھ تکلیف اور رنج و غم میں مُبتلا کر کے کوئی نہ کوئی بھلائی کر رہا ہے؟

پچّیسواں باب

خُدا کا اِرادہ

(رومیوں ۹:۱-۱۸)

رُومیوں کے نام اپنے اِلہامی خط میں پولس رسول مسیح کے پیروکاروں کو یقین دِلاتے ہوئے کہتا ہے کہ اُنہیں خدا کی محبت سے کوئی چیز جُدا نہیں کر سکتی خواہ کیسے بھی حالات کیوں نہ ہوں، کِتنا ہی خطرہ اور کِتنا ہی ظلم و ستم برپا کیوں نہ ہو رہا ہو۔ آسمان و زمین کی کوئی ایسی ہستی، کوئی ایسی چیز نہیں جو خدا کی اپنے بندوں سے محبت کو کم کر سکتی ہے بلکہ وہ ہر دُکھ، ہر تکلیف، ہر آزمائش میں اُن کے لئے بھلائی کا کوئی نہ کوئی راستہ ضرور نکال لے گا۔

ہاں، یہ سب مسیح کے پیروکاروں کے لئے تو سچ ہے مگر کیا یہودیوں کے لئے بھی خدا کی محبت ویسی ہی ہے؟ کیا یہودی خدا کے لوگ نہیں ہیں؟ کیا خدا اُن کے ساتھ عہد کے رشتہ میں شریک نہیں؟ اَب جبکہ مسیح یسوع دُنیا میں آ چکے ہیں تو کیا یہودی خدا کی برکات سے خارج ہو گئے ہیں؟

۹ باب کی ۱ سے ۱۸ آیت میں پولس رسول لکھتا ہے، ”مَیں مسیح میں سچ کہتا ہوں، جھوٹ نہیں بولتا اور میرا دِل بھی رُوح القُدس میں گواہی دیتا ہے کہ مجھے بڑا غم ہے اور میرا دِل برابر دُکھتا رہتا ہے کیونکہ مجھے یہاں تک منظور ہوتا کہ اپنے بھائیوں کی خاطر جو جسم کے رُو سے میرے قرابتی ہیں، مَیں خود مسیح

سے محرُوم ہو جاتا۔ وہ اسرائیلی ہیں اور لے پالک ہونے کا حق اور جلال اور عہُود اور شریعت اور عبادت اور وعدے اُن ہی کے ہیں۔ اور قوم کے بزرگ اُن ہی کے ہیں اور جسم کے رُو سے مسیح بھی اُن ہی میں سے ہُوا جو سب کے اُوپر اور ابد تک خدائے محمُود ہے، آمین۔ لیکن یہ بات نہیں کہ خدا کا کلام باطل ہو گیا۔ اِس لئے کہ جو اسرائیل کی اَولاد ہیں، وہ سب اِسرائیلی نہیں، اور نہ ابرہام کی نسل ہونے کے سبب سے سب فرزند ٹھہرے بلکہ یہ لکھا ہے کہ اِضحاق ہی سے تیری نسل کہلائے گی یعنی جسمانی فرزند خدا کے فرزند نہیں بلکہ وعدے کے فرزند نسل گنے جاتے ہیں۔ کیونکہ وعدہ کا قول یہ ہے کہ مَیں اِس وقت کے مطابق آؤں گا اور سارہ کے بیٹا ہو گا۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ رِبقہ بھی ایک شخص یعنی ہمارے باپ اِضحاق سے حامِلہ تھی۔ اور ابھی تک نہ تو لڑکے پیدا ہوئے تھے اور نہ اُنہوں نے نیکی یا بدی کی تھی کہ اُس سے کہا گیا کہ بڑا چھوٹے کی خدمت کرے گا، تاکہ خدا کا اِرادہ جو برگزیدہ پر موقوف ہے اعمال پر مبنی نہ ٹھہرے بلکہ بُلانے والے پر۔ چنانچہ لکھا ہے کہ مَیں نے یعقوب سے تو محبت کی مگر عیسو سے نفرت۔ پس ہم کیا کہیں؟ کیا خدا کے ہاں بے اِنصافی ہے؟ ہرگز نہیں! کیونکہ وہ موسیٰ سے کہتا ہے کہ جس پر رحم کرنا منظور ہے اُس پر رحم کروں گا اور جس پر ترس کھانا منظور ہے اُس پر ترس کھاؤں گا۔ پس یہ نہ اِرادہ کرنے والے پر مُنحصر ہے نہ دوڑ دُھوپ کرنے والے پر بلکہ رحم کرنے والے خدا پر۔ کیونکہ کتابِ مُقدس میں فرعون سے کہا گیا ہے کہ مَیں نے اِسی لئے تجھے کھڑا کِیا ہے کہ تیری وجہ سے اپنی قدرت ظاہر کروں اور میرا نام تمام رُوئے زمین پر مشہور

ہو۔ پس وہ جس پر چاہتا ہے رحم کرتا ہے اور جِسے چاہتا ہے اُسے سخت کر دیتا ہے۔" (رُومیوں ۹:۱-۱۸)

اِس حوالہ میں ہم پولس رسول کے پیار کی گہرائی کا اندازہ لگاتے ہیں۔ وہ اپنے لوگوں یعنی یہودیوں کو نجات دینے کے لئے آسمان پر خدا کے پاس اپنی جگہ چھوڑنے کو تیار ہے۔ اِس طرح وہ مسیح یسوع کو اپنی مثال بنا کر اُس کی پیروی کر رہا ہے۔ لکھا ہے، "مسیح جو ہمارے لئے لعنتی بنا، اُس نے ہمیں مول لے کر شریعت کی لعنت سے چھڑایا کیونکہ لکھا ہے کہ جو کوئی لکڑی پر لٹکایا گیا وہ لعنتی ہے۔" (گلتیوں ۳:۱۳)

یہ سچ ہے کہ مسیح پاک و راستباز ہے مگر ہم گناہگار ہیں، لہذا ہم کسی کو گناہوں سے نجات نہیں دے سکتے۔ لیکن ہم دوسروں کی خدا سے صُلح اور مَیل مِلاپ کروانے کے لئے کِتنی قربانی دینے کو تیار ہیں؟ کیا ہم اپنی جان دینے کو تیار ہیں جس طرح مسیح نے ہماری خاطر اپنی معصوم و پاک جان قربان کی؟

پولس رسول اِس اہم نکتہ کو واضح کرتا ہے کہ یہودی وہ لوگ ہیں جن کو خدا کی طرف سے میراث ملنی چاہیے تھی۔ یہودی لوگوں کے ذریعہ ہی خدا کے سارے وعدے پورے ہونے چاہیے تھے، کیونکہ وعدے شروع میں اُن سے ہی کِئے گئے تھے۔ خدا نے اُن سے عہد کِیا تھا کہ وہ اُنہیں زمین کے سب لوگوں کے مقابلہ میں اپنی چہیتی قوم بنائے گا۔ صرف یہی نہیں بلکہ مسیح یسوع کا اِنسانی نسل کا پس منظر بھی یہودیوں سے ہی ہے۔

جبکہ یہودی لوگوں کو خدا کی طرف سے اِتنے فائدے مُیسر تھے تو کیا وجہ ہے کہ اُن میں سے بہت کم نے خدا کے وعدوں کے مطابق برکات حاصل کِیں؟ کیا خدا کا کلام ناکام ہو گیا ہے؟ ہرگز نہیں۔ پولس رسول کہتا ہے کہ خدا کی نظر میں اِسرائیل کی ساری نسل اِسرائیلی نہیں۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہ سارے یہودی بزرگوں کی اَولاد خدا کے چُنے ہوئے لوگوں میں شامل نہیں تھے۔ مثال کے طور پر ابرہام کے ایک سے زیادہ بیٹے تھے مگر خدا نے صرف اِضحاق سے جنم لینے والے بچوں سے گہرا تعلق رکھا۔ اِضحاق ہی وہ بیٹا ہے جس کا خدا نے ابرہام سے وعدہ کِیا تھا۔ اِسی طرح خدا نے یعقوب سے اپنا مقصد و منصوبہ پورا کِیا نہ کہ عیسو سے، حالانکہ دونوں اِضحاق سے پیدا ہوئے تھے۔

یہی رُوحانی اُصول آج بھی لاگو ہوتا ہے۔ مسیحی کہلانے والا ہر شخص مسیح کا نہیں۔ مسیح یسوع نے فرمایا، ''اُس دِن بہتیرے مجھ سے کہیں گے اَے خداوند، اَے خداوند! کیا ہم نے تیرے نام سے نبوت نہیں کی اور تیرے نام سے بدرُوحوں کو نہیں نکالا اور تیرے نام سے بہت سے معجزے نہیں دِکھائے؟ اُس وقت مَیں اُن سے صاف کہہ دُوں گا کہ میری کبھی تم سے واقفیت نہ تھی۔ اَے بدکارو میرے پاس سے چلے جاؤ۔'' (متی ۷:۲۲-۲۳)

ہم میں سے سب کو جو اپنے آپ کو مسیح کا پیروکار ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں پوچھنا ہے کہ واقعی خدا نے ہمیں چُن لیا ہے یا محض اپنے آپ کو دُھوکا دے رہے ہیں؟ کیا ہم درحقیقت اُس کی برکات میں شامل ہوں گے؟

اِس سے ذہن میں ایک اَور سوال اُبھرتا ہے۔ کیا خدا یہاں بے اِنصافی سے کام نہیں لے رہا جب وہ ایک کو دوسرے پر فوقِیت دیتا ہے؟ کیا سب کو برابر کا موقع نہیں ملنا چاہیے کہ سب کے سب خدا کی برکات میں شامل و شریک ہوں؟ اِس باب میں آگے چل کر پولس رسول خدا کی پسند و مرضی کی وضاحت کرے گا۔ اِن آیات میں پولس رسول ہمیں یاد دِلاتا ہے کہ یہ خدا کی مرضی و پسند ہے کہ جِسے چاہے اپنے لئے چُن لے۔ ضروری نہیں کہ خدا کسی پر رحم و ترس کھائے۔ جیسا کہ پولس نے پہلے اپنے اِلہامی خط کے شروع میں کہا کہ ہم سب نے گناہ کِیا ہے، ہم سب خدا کی عدالت و سزا کے تحت ہیں۔ لیکن اگر خدا کسی پر رحم و ہمدردی کرنا چاہے تو وہ کر سکتا ہے، اُس کو کسی سے اِجازت لینے کی قطعی ضرورت نہیں۔ تخلیق کار کا حق ہے کہ وہ اپنی مخلوق سے اپنی پسند کے مطابق جیسا چاہے کرے۔

یہاں ایک بہت ہی اہم سبق ہے۔ خدا کے لئے لازم نہیں کہ ہمیں ضرور ہی نجات دے۔ یہ ہمارے اچھے اعمال اور نیک کام نہیں جو ہمیں خدا کے عذاب و سزا سے نجات دے سکتے ہیں، ہماری نجات قطعی طور پر خدا کی مرضی و پسند پر مُنحصر ہے کہ وہ ہم پر اپنا رحم و فضل کرے۔

خدا نہ صرف ہم میں سے کچھ پر اپنا رحم و فضل کرتا ہے بلکہ وہ کچھ کے دِل پتھر کی طرح سخت کر دیتا ہے جیسا کہ اُس نے موسیٰ کے زمانہ میں فرعون کے ساتھ کِیا۔ خواہ وہ رحم کرے یا دِل سخت کر دے دونوں حالتوں میں اُس کی طاقت کا مظاہرہ ہو گا تا کہ ساری دُنیا میں اُس کے نام کا بول بالا ہو۔

چھبّیسواں باب

خُدا کے جلال کی دَولت

(رومیوں ۹:۱۹-۲۶)

دُنیا میں عدمِ مساوات ایک حقیقت ہے جس سے اِنکار ناممکن ہے۔ کسی کے پاس تو بہت زیادہ ہے اور کسی کے پاس کچھ بھی نہیں۔ کوئی تو اعلیٰ تعلیم حاصل کر سکتا ہے اور کوئی اسکول کی شکل بھی نہیں دیکھ سکتا۔ کچھ بالکل صحت مند ہیں اور کچھ بیماری کی وجہ سے بستر سے اُٹھ بھی نہیں سکتے۔ کوئی تو دُنیا کے امن ترین علاقوں میں رہتے ہیں اور کچھ سماجی بدامنی، دہشت گردی اور جنگ کے خوف میں زندگی بسر کرتے ہیں۔

عدمِ مساوات کے اَور بھی رُوپ اور شکلیں ہیں جن کو سمجھنا اور قبول کرنا اِس سے بھی مشکل ہے۔ مثال کے طور پر راستباز اور نیک لوگ دُکھ تکلیف کیوں اُٹھاتے ہیں جبکہ بُرے اور بدکار لوگ اپنے مال و دولت پر عیش کر رہے ہوتے ہیں؟ بائبل مُقدس میں زبور کی کتاب میں لکھا ہے، ''لیکن میرے پاؤں تو پِھسلنے کو تھے۔ میرے قدم قریباً لغزِش کھا چُکے تھے کیونکہ جب میں شریروں کی اِقبالمندی دیکھتا تو مغرُوروں پر حسد کرتا تھا۔ اِس لئے کہ اُن کی موت میں جان کنی نہیں بلکہ اُن کی قوت بنی رہتی ہے۔ وہ اَور آدمیوں کی طرح مُصیبت میں نہیں پڑتے نہ اَور لوگوں کی طرح اُن پر آفت آتی ہے۔ ...یقیناً مَیں نے عبث

اپنے دِل کو صاف اور اپنے ہاتھوں کو پاک کِیا۔ کیونکہ مجھ پر دِن بھر آفت رہتی ہے اور مَیں ہر صبح تنبیہ پاتا ہوں۔" (زبور ۷۳:۲-۵، ۱۳-۱۴)

زبور لکھنے والے کے مطابق عدمِ مساوات صرف دُنیاوی مال و دولت تک ہی محدُود نہیں۔ پولس رسول رُوم کی کلیسیاؤں کے نام اپنے اِلہامی خط میں لکھتا ہے کہ خدا کچھ لوگوں کو چُن لیتا ہے اور کچھ کو چھوڑ دیتا ہے، کچھ پر رحم و کرم کرتا ہے اور کچھ کے دِلوں کو سخت کر دیتا ہے، کچھ کو نجات بخشتا ہے اور کچھ کو اپنے اِرادے و مرضی کے مطابق رَد کر دیتا ہے۔ ظاہر ہے اِس سے ذہن میں خدا کے بارے میں سوال اُبھرتا ہے کہ کیا خدا عادِل و اِنصاف پسند ہے؟ وہ کیسے کسی پر لعنت ملامت کر سکتا کہ اُس نے خدا کی بخشی ہوئی نجات کو رَد کِیا جبکہ خدا نے خود اُس کے دِل کو سخت کر دیا؟ ہم اپنے قول و فعل کے ذمہ دار کیوں ہیں جبکہ خدا نے ہی ہمیں ایسا بنایا ہے؟ پولس رسول اپنے اِلہامی خط کے ۹ باب کی ۱۹ سے ۲۶ آیت میں اِن اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے لکھتا ہے، "پس تُو مجھ سے کہے گا پھر وہ کیوں عیب لگاتا ہے؟ کون اُس کے اِرادہ کا مقابلہ کرتا ہے؟ اَے اِنسان بھلا تُو کون ہے جو خدا کے سامنے جواب دیتا ہے؟ کیا بنی ہوئی چیز بنانے والے سے کہہ سکتی ہے کہ تُو نے مجھے کیوں ایسا بنایا؟ کیا کمہار کو مٹی پر اِختیار نہیں کہ ایک ہی لَوندے میں سے ایک برتن عزت کے لئے بنائے اور دوسرا بے عزتی کے لئے؟ پس کیا تعجب ہے اگر خدا اپنا غضب ظاہر کرنے اور اپنی قدرت آشکارا کرنے کے اِرادہ سے غضب کے برتنوں کے ساتھ جو ہلاکت کے لئے تیار ہوئے تھے نہایت تحمل سے پیش آیا۔ اور یہ اِس لئے ہُوا

کہ اپنے جلال کی دولت رحم کے برتنوں کے ذریعہ سے آشکارا کرے جو اُس نے جلال کے لئے پہلے سے تیار کِئے تھے یعنی ہمارے ذریعہ سے جن کو اُس نے نہ فقط یہودیوں میں سے بلکہ غیر قوموں میں سے بھی بُلایا۔ چنانچہ ہوسیع کی کتاب میں بھی خدا یوں فرماتا ہے کہ جو میری اُمت نہ تھی اُسے اپنی اُمت کہوں گا اور جو پیاری نہ تھی اُسے پیاری کہوں گا۔ اور ایسا ہو گا کہ جس جگہ اُن سے یہ کہا گیا تھا کہ تم میری اُمت نہیں ہو اُسی جگہ وہ زندہ خدا کے بیٹے کہلائیں گے۔" (رُومیوں ۹:۱۹-۲۶)

خدا پر بے اِنصافی کا اِلزام لگانا دُرست نہیں کیونکہ وہ کُل کائنات کا تخلیق کار ہے۔ ہم پسند کریں یا نہ کریں، تخلیق کار کی مرضی ہے کہ وہ جیسے چاہے اپنی تخلیق کو بنائے۔ ایک مُصور جیسے چاہتا ہے تصویر بناتا ہے۔ پولس رسول اپنے نکتۂ نظر کو ثابت کرنے کے لئے کمہار کی مثال پیش کرتا ہے۔ کچھ برتن وہ باورچی خانے کے لئے بناتا ہے اور کچھ غُسل خانے کے لئے۔ ممکن ہے کہ وہ ایسے برتن بھی بنائے جو کبھی اِستعمال میں ہی نہ آئیں مگر وہ دیکھنے میں اچھے لگتے ہیں۔ کیا مٹی کی جُرات ہے کہ وہ کمہار سے شکائت کرے کہ تُو نے کیا بنایا ہے؟ ہرگز نہیں۔ اِسی طرح ہمارا کوئی حق نہیں کہ خدا سے سوال کریں کہ تُو نے ہمیں کِس مقصد کے لئے بنایا ہے۔ خدا اِنصاف پسند، عادِل خدا ہے۔ کچھ پر وہ رحم کرتا ہے اور کچھ کے دِلوں کو سخت کر دیتا ہے۔ اُس کی مرضی ہے کہ اپنی تخلیق کے ساتھ جو چاہے کرے۔ تخلیق، تخلیق کار سے سوال یا شکایت نہیں کر سکتی۔ اگر خدا کو ہمیں تباہی و بربادی کے لئے بھی تخلیق کرنا ہے تب بھی ہم اُس

سے شکایت نہیں کر سکتے۔ ایک کو تباہی کے لئے اور دوسرے کو اپنے اِلٰہی جلال میں شامل کرنے کے لئے تخلیق کرتا ہے۔

لیکن سوال یہ ہے کہ کیا خدا واقعی کچھ لوگوں کو تباہی و بربادی کے لئے تخلیق کرتا ہے؟ اگرچہ خدا کا حق ہے کہ لوگوں کو جس طرح چاہے تخلیق کرے، مگر بائبل مُقدس یہ بھی یقین دِلاتی ہے کہ خدا نے اِنسان کو اپنی شبیہ پر بنایا (پیدایش ۱:۲۷)۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہ خدا نے ہمیں تباہ و برباد کرنے کے لئے تخلیق نہیں کِیا بلکہ ہمیشہ کی زندگی دینے کے لئے یعنی اپنی مانند بنایا ہے۔

اَب سوال یہ ہے کہ پھر کچھ لوگ کیوں خدا کے غیظ و غضب کا مزہ چکھتے ہیں؟ خدا کیوں کچھ لوگوں کے دِلوں کو سخت کر دیتا اور تباہی و بربادی کے لئے تیار کرتا ہے؟ اپنے اِلہامی خط کے ۸ باب میں پولس رسول پہلے ہی بتا چُکا ہے کہ خدا پہلے سے جانتا ہے کہ لوگوں کے ساتھ کیا ہو گا کیونکہ خدا وقت کا پابند نہیں۔ وہ خوب جانتا ہے کہ ہم مُستقبل میں کیا کریں گے۔ وہ جانتا ہے کہ کون محبت سے اُس کے پاس آئے گا اور کون اُس کو چھوڑ دے گا۔ ہمارے ہی اِنتخاب کی روشنی میں خدا فیصلہ کرتا ہے کہ کون نیست و نابود اور کون اُس کے جلال میں شریک ہو گا۔

پولس رسول کہتا ہے کہ خدا ''اپنا غضب ظاہر کرنے اور اپنی قدرت آشکارا کرنے کے اِرادہ سے غضب کے برتنوں کے ساتھ جو ہلاکت کے لئے تیار ہوئے تھے نہایت تحمل سے پیش آیا۔'' (رومیوں ۹:۲۲) اگر خدا کا مقصد محض اُن کو ہلاک کرنا ہی تھا تو پھر صبر و تحمل سے کام لینے کی کیا ضرورت تھی؟ خدا

کیوں اُن کو برداشت کرتا رہا؟ پولس رسول کہتا ہے، تاکہ خدا کے رحم و شفقت کی دولت اُن پر آشکارا ہو اور وہ خدا کے جلال کی دولت کو پہچاننے کے لئے تیار ہو جائیں۔ اکثر ہم تحفہ کی اہمیت نہیں جانتے جب تک کہ اُس کا بدل نہ دیکھ لیں۔

ایک اَور وجہ بھی ہے کہ خدا بدکاروں اور شریروں سے ایک دَم حساب برابر نہیں کرتا۔ پطرس رسول لکھتا ہے، ''خداوند اپنے وعدہ میں دیر نہیں کرتا جیسی دیر بعض لوگ سمجھتے ہیں بلکہ تمہارے بارے میں تحمل کرتا ہے اِس لئے کہ کسی کی ہلاکت نہیں چاہتا بلکہ یہ چاہتا ہے کہ سب کی توبہ تک نوبت پہنچے۔'' (۲-پطرس ۹:۳)

خدا کسی کو بھی ہلاک کرنے میں جلد بازی نہیں کرتا۔ وہ ہم سب سے محبت رکھتا ہے اور سب کو خواہ کوئی کِتنا ہی گناہگار و بدکار کیوں نہ ہو، صبر و تحمل سے موقع فراہم کرتا ہے کہ سب توبہ کر کے اُس کی طرف پلٹیں۔

یہ پولس رسول کے بیان سے بالکل مطابقت رکھتا ہے کہ خواہ کسی کا خاندانی، مذہبی، سماجی پس منظر کیسا بھی کیوں نہ ہو خدا چاہتا ہے کہ سب اُس کے گھرانے میں شامل ہوں۔ ماضی میں یہودی لوگ خدا کے لوگ کہلاتے تھے، مگر اَب مسیح یسوع کے وسیلہ سے یہودی اور غیر یہودی دونوں خدا کے لوگوں میں شامل ہو سکتے ہیں، بلکہ خدا تو اُن کو بھی تبدیل ہونے کا موقع دیتا ہے جو اُس کے قہر و غضب کے تلے ہیں۔ اگر وہ اپنے گناہوں سے سچے دِل سے توبہ کریں تو خدا اُنہیں بھی نیا اِنسان بنا سکتا ہے۔ پولس رسول ہوسیع نبی کا حوالہ دیتے

ہوئے اِس عظیم تبدیلی کے بارے میں لکھتا ہے۔ جو پہلے پیارے نہ تھے اُن کو پیارے کہوں گا اور جو اُس کی اُمت نہ تھی اب اُس کی اُمت ہے۔

یہ عظیم اِلٰہی تبدیلی بہت گہری اور مضبوط ہے۔ پولس رسول کرنتھیوں کے نام اپنے اِلہامی خط میں لکھتا ہے، ''کیا تم نہیں جانتے کہ بدکار خدا کی بادشاہی کے وارث نہ ہوں گے؟ فریب نہ کھاؤ۔ نہ حرامکار خدا کی بادشاہی کے وارث ہوں گے، نہ بُت پرست، نہ زنا کار، نہ عیاش، نہ لونڈے باز، نہ چور، نہ لالچی، نہ شرابی، نہ گالیاں بکنے والے، نہ ظالم۔ اور بعض تم میں ایسے ہی تھے بھی مگر تم خداوند یسوع مسیح کے نام سے اور ہمارے خدا کے رُوح سے دُھل گئے اور پاک ہوئے اور راستباز بھی ٹھہرے۔'' (۱۔کرنتھیوں ۶:۹۔۱۱)

اَب سوال یہ ہے کہ ہمارا تعلق کِن لوگوں میں ہے۔ کیا ہم خدا کے غیظ و غضب کے تلے ہیں یا وہ جو اُس کے جلال میں شامل ہوں گے؟ کیا ہمیں خدا نے رحم و شفقت کے لئے چُنا ہے یا ہلاکت و بربادی کے لئے؟

ستائیسواں باب

راستبازی ایمان سے ہے

(رومیوں ۹:۲۷-۱۰:۴)

جب کوئی مُصور تصویر بناتا ہے تو پینٹنگ کے رنگ مُصور سے یہ نہیں پُوچھ سکتے کہ تصویر کِس طرح کی بنا رہے ہو۔ جب کمہار مٹی گوندھ کر برتن بنا رہا ہوتا ہے تو مٹی کمہار سے پُوچھ نہیں سکتی کہ کِس طرح کا برتن بنا رہے ہو۔ دوسری بات یہ ہے کہ مُصور اور کمہار جب چاہیں اپنی بنائی ہوئی تخلیق کو تباہ و برباد کر سکتے ہیں۔ نہ تو پینٹنگ کے رنگ اور نہ مٹی کو کوئی حق پہنچتا ہے کہ شکایت کریں۔ اور جب کوئی چیز بناتے ہوئے یہی اُصول ہم پر لاگو ہوتا ہے تو بھڑک اُٹھتے یا شکایت کرتے ہیں۔ خدا نے ہم کو تخلیق کِیا ہے۔ تخلیق کار کی حیثیت سے اُس کا حق ہے کہ جیسے چاہے بنائے جیسے چاہے برباد کرے ہم کون ہوتے ہیں شکایت و شکوہ کرنے والے۔ جب ہم خدا کے قہر و غضب کے نیچے ہوتے ہیں تو خوب شکایت کرتے اور بھڑکتے ہیں کہ خدا کا اِنصاف کہاں ہے؟

رُوم کی کلیسیاؤں کے نام اپنے اِلہامی خط میں پولس رُسول لکھتا ہے کہ خدا بے اِنصاف نہیں۔ بحیثیت تخلیق کار اُس کا حق ہے کہ جو چاہے ہمارے ساتھ کرے۔ وہ ہمیں سزا دیتا یا ہماری عدالت کرتا ہے کیونکہ وہ اپنی اِلٰہی طاقت سے پہلے سے جانتا ہے کہ ہم اُس کو کیسے جواب دیں گے۔ خدا نے ہمیں آزادی

دے رکھی ہے کہ جو چاہیں کریں۔ اَب ہمارا فرض ہے کہ یا تو وہ کریں جو خدا کو پسند ہے یا اُس کا اِنکار کر دیں۔ اِس کے علاوہ خدا ہمیں موقع فراہم کرتا ہے کہ اُس کے ساتھ اپنا ٹوٹا ہُوا رشتہ پھر سے بحال کریں۔ وہ جو راستبازی پسند کرتے ہیں خدا اُن کو اپنے جلال میں شامِل کر کے اپنے اِلٰہی گھرانے کا فرد بنا لیتا ہے، اور جو اُس کا اِنکار کر کے اپنی نفسانی خواہشات کی تابعداری کرتے ہیں اُن پر خدا کا غیظ و غضب نازِل ہوتا ہے۔

خدا نے بنی اِسرائیل کو چُنا کہ اُس کے لوگ ہوں، مگر اُنہوں نے خدا کے اُس مقصد کو پورا نہ کِیا جس کے لئے وہ چُنے گئے تھے۔ لہٰذا خدا نے اُن میں سے بیشتر کو چھوڑ دیا۔ یہ کیسے ممکن ہُوا؟ باب ۹ کی ۲۷ سے ۱۰ باب کی ۴ آیت میں پولس رسول اِس کی یوں وضاحت کرتا ہے، ''اور یسعیاہ (نبی) اِسرائیل کی بابت پُکار کر کہتا ہے کہ گو بنی اِسرائیل کا شمار سمندر کی ریت کے برابر ہو تو بھی اُن میں سے تھوڑے ہی بچیں گے۔ کیونکہ خداوند اپنے کلام کو تمام اور منقطع کر کے اُس کے مطابق زمین پر عمل کرے گا۔ چنانچہ یسعیاہ نے پہلے بھی کہا ہے کہ اگر رَب لافواج ہماری کچھ نسل باقی نہ رکھتا تو ہم سدُوم کی مانند اور عمُورہ کے برابر ہو جاتے۔ پس ہم کیا کہیں؟ یہ کہ غیر قوموں نے جو راستبازی کی تلاش نہ کرتی تھیں راستبازی حاصِل کی یعنی وہ راست بازی جو اِیمان سے ہے، مگر اِسرائیل جو راستبازی کی شریعت کی تلاش کرتا تھا اُس شریعت تک نہ پہُنچا۔ کِس لئے؟ اِس لئے کہ اُنہوں نے اِیمان سے نہیں بلکہ گویا اعمال سے اُس کی تلاش کی۔ اُنہوں نے اُس ٹھوکر کھانے کے پتھر سے ٹھوکر کھائی۔ چنانچہ لکھا ہے کہ

دیکھو مَیں صیُون میں ٹھیس لگنے کا پتھر اور ٹھوکر کھانے کی چٹان رکھتا ہوں اور جو اُس پر اِیمان لائے گا وہ شرمندہ نہ ہو گا۔ اَے بھائیو! میرے دِل کی آرزو اور اُن کے لئے خدا سے میری دُعا یہ ہے کہ وہ نجات پائیں۔ کیونکہ مَیں اُن کا گواہ ہوں کہ وہ خدا کے بارے میں غیرت تو رکھتے ہیں مگر سمجھ کے ساتھ نہیں، اِس لئے کہ وہ خدا کی راستبازی سے ناواقف ہو کر اور اپنی راستبازی قائم کرنے کی کوشش کر کے خدا کی راستبازی کے تابع نہ ہوئے۔ کیونکہ ہر ایک اِیمان لانے والے کی راستبازی کے لئے مسیح شریعت کا اَنجام ہے۔'' (رُومیوں ۹:۲۷-۱۰:۴)

بائبل مُقدس کے اِس حوالہ میں پولس رسول، یسعیاہ نبی کی معرفت کہتا ہے کہ اُس نے بنی اِسرائیل کی حالت کو سدُوم اور عمُورا جیسے تباہ حال شہروں سے تشبیہ دی ہے۔ خدا نے دونوں شہروں کو اُن کے گناہوں کی وجہ سے تباہ و برباد کر دیا۔ حزقی ایل نبی لکھتا ہے کہ یہ دونوں شہر نہ صرف جنسی بے راہروی کا شکار تھے بلکہ سدُوم کے لوگ مغرور و گھمنڈی بھی تھے۔ اِس کے باوجود کہ اُن کے پاس کھانے کی کثرت تھی مگر پھر بھی غریبوں اور محتاجوں کا کوئی احساس نہیں کرتے تھے (حزقی ایل ۱۶:۴۹)۔

یسعیاہ نبی کے اِسی حوالے میں جس کا ذِکر پولس کرتا ہے لکھا ہے کہ بنی اِسرائیل کا سلوک و رویہ ایسا ہی تھا۔ وہ غریبوں اور محتاجوں کا خون کرتے اور بے اِنصافی سے کام لیتے تھے۔ اور اگر خدا نے سدُوم اور عمُورہ کو اُن کے گناہ کی سزا تباہی و بربادی میں دی تو وہ اِسرائیل کو اُن کے کِئے کی سزا کیوں نہ

دے گا؟ ہاں، یہ سچ ہے کہ خدا نے بنی اِسرائیل کو چُنا کہ اُس کے لوگ ہوں۔ مگر اِسرائیلی قوم سے تعلق کا کچھ فائدہ نہیں تھا جب تک کہ وہ خدا کے اُس مقصد کو پورا نہ کرتے جس کے لئے بُلائے گئے تھے، یعنی کہ راستبازی۔

یہی اِلٰہی اُصول ہماری زندگیوں پر بھی لاگو ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر کچھ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ کیونکہ وہ اپنے آپ کو مسیحی کہتے ہیں لہذا جو چاہیں کریں خدا اُن کو کچھ نہیں کہے گا۔ مسیح کی قربانی اُن کے سارے گناہوں کو خواہ کِتنے ہی سنگین کیوں نہ ہوں دُھو ڈالے گی۔ ہاں، ایک لحاظ سے جو لوگ ایسا سوچتے ہیں وہ دُرست ہیں۔ مسیح کی قربانی ہمارے گناہوں کا قرض چُکانے کے لئے کافی ہے۔ مگر ہم اُس کی عظیم قربانی کو گناہ کرنے کے لئے عذر کے طور پر اِستعمال نہیں کر سکتے۔ مسیح یسوع ہماری خاطر مُوا تاکہ ہم آئندہ کو گناہ نہ کریں۔ مسیحی گھرانے میں پیدا ہونے یا مسیح کا نام لینے سے کچھ فائدہ نہیں جب تک ہم مسیح کی موت کے مقصد کو جاننے کی کوشش نہیں کرتے۔

اگرچہ خدا اپنے چُنے ہوئے لوگوں پر ناراض ہُوا، لیکن پھر بھی اُن کو بغیر اُمید کے اکیلا نہیں چھوڑا۔ اُس نے یسعیاہ نبی کی معرفت یقین دِلایا کہ جو باقی بچے ہیں وہ سب نجات پائیں گے۔ اِس کے علاوہ اُس کا رحم و شفقت یہودی لوگوں کے علاوہ دوسرے لوگوں پر بھی ہو گی۔ اَب سوال یہ ہے کہ یہودیوں اور غیریہودیوں میں فرق کیا ہے؟ دونوں نے راستبازی کو پانے کی کوشش کی۔ سوائے باقی کے جو بچ گئے ہیں خدا نے بنی اِسرائیل کو چھوڑ دیا اور غیریہودیوں پر اپنی رحمت و فضل کے دروازے کھول دیئے۔ بُنیادی فرق یہ ہے

کہ یہودی لوگوں نے خدا کی راستبازی کو موسوی شریعت کے تحت حاصل کرنے کی کوشش کی بجائے اُس پر اِیمان کے وسیلہ سے جس نے شریعت دی۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہ بنی اِسرائیل نے اپنی ذات پر زیادہ اعتبار و بھروسہ کِیا کہ وہ خدا کی شریعت کو خود سے پورا کر لیں گے۔ اِس کے برعکس غیریہودیوں نے جان لیا کہ وہ اِس قابل نہیں کہ شریعت و قانون کو پورا کر سکیں لہٰذا اُنہوں نے اپنا مکمل اِیمان و بھروسہ مسیح یسوع یعنی نجات دہندے پر رکھا جس کو خدا نے بھیجا۔

یہ ایک بہت ہی اہم اور ضروری فرق ہے۔ خدا نے مسیح یسوع کو دُنیا میں بھیجا کہ ہمارے گناہوں کی قیمت چُکائیں، مگر بنی اِسرائیل نے جن سے خدا نے نجات دہندے کا وعدہ کِیا اور جن میں سے نجات دہندہ آیا، کافی حد تک مسیح کو قبول نہ کِیا۔ مسیح یسوع اُن کی توقعات پر پورا نہیں اُترے تو اُنہوں نے اُن کو رَد کر دیا۔ جیسا کہ یسعیاہ نبی نے کہا، اُنہوں نے اُس ٹھوکر کھانے کے پتھر سے ٹھوکر کھائی۔ یہ غیریہودی ہی تھے جِنہوں نے مسیح کو قبول کِیا، اِس کے باوجود کہ اُنہوں نے شریعت و قانون سے کچھ فائدہ نہ اُٹھایا۔

پولس رسول ایک اَور اہم نکتہ کی وضاحت کرتا ہے۔ غیرت، جوش و جذبہ خدا کو خوش کرنے کے لئے کافی نہیں۔ بہت سے لوگ ہیں جنون کی حد تک مذہبی ہیں جو اپنی جان تک مذہب کی خاطر دینے کو تیار ہیں مگر اُن کا یہ جذبہ و غیرت نجات نہیں دے سکتے۔ یہی وہ غلطی تھی جو یہودیوں نے بھی کی۔ وہ خدا کی غیرت تو رکھتے تھے، مگر اُن کی غیرت و جوش کی بُنیاد خدا کا عِلم نہیں تھا۔

اُنہوں نے خدا کو خدا کی مرضی و اِرادہ کے مطابق نہیں بلکہ اپنے طریقہ سے خوش کرنے کی کوشش کی۔ اُنہوں نے اپنے آپ کو خدا کے سُپرد نہیں کِیا۔

غیرت و جوش ہونا بُری بات نہیں، مگر اِس میں اِتنا اثر ہونا چاہیے کہ خدا کی تابعداری پر مجبور کر دے۔ ہماری غیرت اور جوش ہمیں اِتنا اندھا نہ کر دے کہ ہمیں اپنی رُوحانی حالت کی پستی کا عِلم و پتہ ہی نہ چلے۔ لازم ہے کہ ہم جانیں کہ ہم اپنے آپ کو نجات نہیں دے سکتے۔ لازم ہے کہ ہم جانیں کہ ہمیں ایک نجات دہندے کی ضرورت ہے۔ ہم اپنی راستبازی پر توکل اور بھروسہ نہیں کر سکتے۔ لازم ہے کہ ہم اپنے نجات دہندے، یسوع مسیح کو جانیں۔

اَب اِس سے ایک اَور سوال ذہن میں اُبھرتا ہے کہ ایک اِنسان اپنے آپ کو خدا کی راستبازی کے سُپرد کیسے کر سکتا ہے؟ کیسے کوئی اِیمان میں مسیح کے پاس آ سکتا ہے؟

اٹھائیسواں باب

کلام ہمارے پاس ہے

(رومیوں ۱۰: ۵-۱۳)

کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ "غرور ہمیں مُصیبت میں ڈال دیتا ہے اور غرور ہی ہمیں مُصیبت سے نکلنے نہیں دیتا"۔ غرور مُصیبت و تکلیف سے اِس لئے نکلنے نہیں دیتا کہ ہم ماننے کے لئے تیار ہی نہیں ہوتے کہ ہم غلط ہیں۔ ہم تسلیم کرنے کو تیار ہی نہیں ہوتے کہ ہمارا قصور ہے۔ ہماری ہی غلطی کی وجہ سے یہ مُصیبت ہم پر آن پڑی ہے۔

بائبل مُقدس کے پُرانے عہدنامہ میں اِس کی ایک بہترین مثال ہے کہ کِس طرح غرور مسئلہ کا حل تلاش کرنے میں رکاوٹ بن جاتا ہے۔ نعمان نامی شخص کوڑھ کے مرض میں مُبتلا تھا۔ وہ الیشع نبی کے پاس گیا کہ کوڑھ سے نجات پائے۔ الیشع نبی نے اُس سے کہا کہ جا کر اپنے آپ کو دریائے یردن میں دُھو، مگر بجائے اِس کے کہ وہ اِس آسان علاج سے خوش ہوتا، وہ غصہ سے پاگل ہو گیا اور واپس ہو لیا۔ لکھا ہے، "تب اُس کے مُلازم پاس آ کر اُس سے یوں کہنے لگے، اَے ہمارے باپ اگر وہ نبی کوئی بڑا کام کرنے کا حکم تجھے دیتا تو کیا تُو اُسے نہ کرتا؟ پس جب وہ تجھ سے کہتا ہے کہ نہا لے اور پاک صاف ہو جا تو کِتنا زیادہ اِسے ماننا چاہیے؟" (۲-سلاطین ۵: ۱۳) خوش قسمتی سے نعمان

نے غرور کو ایک طرف رکھا اور اپنے نوکروں کی بات سُنی۔ جو الیشع نبی نے اُسے کہا اُس نے مانا اور دریائے یردن میں اپنے آپ کو دُھویا اور وہ کوڑھ کے مرض سے نجات پا گیا۔ آپ اِس کہانی کو تفصیل سے بائبل مُقدس میں ۲۔سلاطین کے ۵ باب میں پڑھ سکتے ہیں۔

جس طرح غرور و تکبر نے نعمان کو شِفا پانے سے دُور رکھا اُسی طرح ہمارا غرور و گھمنڈ ہمیں ہمارے گناہوں سے نجات پانے سے دُور رکھتا ہے۔ ہم غرور کے نشہ میں چُور ہو کر یہ سوچتے ہیں کہ ہم اپنے آپ کو نجات دے سکتے ہیں۔ ہم نجات تو پانا چاہتے ہیں مگر اپنے طور طریقہ سے۔ بجائے اِس کے کہ خدا کے دیئے ہوئے آسان طریقہ و حل یعنی مسیح یسوع کو قبول کر کے نجات پائیں، ہم اپنے راستبازی کے نیک کاموں پر بھروسہ و یقین کر کے جنت و فردوس میں داخل ہونا چاہتے ہیں۔

رُوم کی کلیسیا کے نام اپنے اِلہامی خط میں پولس رُسول اِیمان و شریعت میں فرق کو واضح کرتا ہے۔ ۱۰ باب اُس کی ۵ سے ۱۳ آیت میں وہ لکھتا ہے، ''چنانچہ موسیٰ نے یہ لکھا ہے کہ جو شخص اُس راستبازی پر عمل کرتا ہے جو شریعت سے ہے وہ اُسی کی وجہ سے زندہ رہے گا۔ مگر جو راستبازی اِیمان سے ہے وہ یوں کہتی ہے کہ تُو اپنے دِل میں یہ نہ کہہ کہ آسمان پر کون چڑھے گا؟ (یعنی مسیح کے اُتار لانے کو) یا گہراؤ میں کون اُترے گا؟ (یعنی مسیح کو مُردوں میں جِلا کر اُوپر لانے کو) بلکہ کیا کہتی ہے؟ یہ کہ کلام تیرے نزدیک ہے بلکہ تیرے مُنہ اور تیرے دِل میں ہے۔ یہ وہی اِیمان کا کلام ہے جس کی ہم مُنادی کرتے ہیں

کہ اگر تُو اپنی زبان سے یسوع کے خداوند ہونے کا اِقرار کرے اور اپنے دِل سے اِیمان لائے کہ خدا نے اُسے مُردوں میں سے جِلایا تو نجات پائے گا۔ کیونکہ راستبازی کے لئے اِیمان لانا دِل سے ہوتا ہے اور نجات کے لئے اِقرار مُنہ سے کِیا جاتا ہے۔ چنانچہ کتابِ مُقدس یہ کہتی ہے کہ جو کوئی اُس پر اِیمان لائے گا وہ شرمندہ نہ ہو گا۔ کیونکہ یہودیوں اور یونانیوں میں کچھ فرق نہیں اِس لئے کہ وہی سب کا خداوند ہے اور اپنے سب دُعا کرنے والوں کے لئے فیاض ہے۔ کیونکہ جو کوئی خداوند کا نام لے گا نجات پائے گا۔" (رُومیوں ۱۰:۵-۱۳)

پولس رسول اِس حوالہ میں نجات پانے کے دو راستوں کا ذِکر کرتا ہے۔ ایک تو موسوی شریعت پر عمل کر کے۔ پولس اِس بارے میں موسیٰ کے بیان کا حوالہ دیتا ہے کہ اگر کوئی شریعت پر مکمل طور پر عمل کرے تو وہ اُسی کی وجہ سے زندہ رہے گا۔ اِنسان ہونے کے ناطے ہم یہ راستہ پسند کریں گے کیونکہ اِس سے نجات ہمارے ہاتھوں میں ہی رہتی ہے۔ ہم اپنی کوشش و کاوش سے اپنے آپ کو نجات دے سکتے ہیں۔ خواہ کِتنا مشکل ہی کام کیوں نہ ہو ہم خود سے سب کچھ کر سکتے ہیں۔ ہم غرور و تکبر کے نشے میں یہ سمجھ بیٹھتے ہیں کہ اگر ممکن ہو تو آسمان کی بلندی اور جہنم کی گہرائی کو چُھو سکتے ہیں۔ ہمیں کسی کی مدد و راہنمائی کی قطعی ضرورت نہیں۔

اِس راستے کو اپنانے میں مشکل یہ ہے کہ صرف ایک ہستی ایسی ہے جس نے مکمل طور پر موسوی شریعت پر عمل کِیا اور وہ ہیں یسوع مسیح۔ پاک کلام میں لکھا ہے کہ مسیح، "...سب باتوں میں ہماری طرح آزمایا گیا تو بھی بیگناہ

رہا۔'' (عبرانیوں ۱۵:۴) اور جہاں تک ہم اِنسانوں کی بات ہے تو پولس رسول پہلے ہی اپنے اِلہامی خط میں کہہ چُکا ہے کہ ہم شریعت کو پورا کرنے میں ناکام ہو گئے ہیں، ''...سب نے گناہ کِیا اور خدا کے جلال سے محروم ہیں۔'' (رُومیوں ۲۳:۳)

اَب سوال یہ ہے کہ اگر موسیٰ کی شریعت ہمیں نجات نہیں دے سکتی (کیونکہ ہم سب نے اِسے توڑا ہے) تو پھر ہم خدا کی نظر میں راستباز کیسے ٹھہر سکتے ہیں؟ پولس رسول لکھتا ہے کہ یہ صرف اِیمان سے ہو سکتا ہے۔ اِیمان ہرگز نہیں چاہتا کہ ہم جنت کی بلندیوں کو چُھو کر نجات دہندے کے ساتھ واپس آئیں۔ مسیح یسوع پہلے ہی دُنیا میں آ چکا ہے اور ہماری خاطر واپس آسمان پر چڑھ گیا ہے۔ اِیمان نہیں چاہتا کہ ہم جہنم کی گہرائی میں اُتریں اور کسی کو موت سے واپس کھینچ لائیں۔ مسیح پہلے ہی ہماری خاطر مُردوں میں سے جی اُٹھا ہے اور اَب خدا کے پاس ہماری شفاعت کرنے کے لئے موجود ہے۔ اِیمان کوئی دُور دراز پڑی ہوئی چیز کا نام نہیں جس تک تپتے ہوئے ریگستان میں سفر کرنے کے بعد پہنچ سکتے ہیں، بلکہ یہ تو ہمارے اِتنا قریب ہے جِتنا ہمارا دِل۔ اِیمان زبان کا کوئی اُلجھا ہُوا لفظ نہیں جو ادا نہ ہو سکے بلکہ ہر اِنسان اِیمان کو اپنے الفاظ میں ادا کر سکتا ہے۔

اِیمان کا یہ لفظ کیا ہے، خوشخبری کا یہ پیغام کیا ہے جس پر ہم لازم مکمل طور پر اِیمان لائیں اور سچے دِل سے اِقرار کریں؟ پولس رسول لکھتا ہے کہ ضروری ہے کہ ہم دِل کی اَتھاہ گہرائیوں سے اِیمان لائیں کہ مسیح یسوع مُردوں

میں سے جی اُٹھا ہے۔ ایک اَور مقام پر پولس اَور بھی زیادہ وضاحت سے کہتا ہے، ''اَب اَے بھائیو! مَیں تمہیں وہی خوشخبری جتائے دیتا ہوں جو پہلے دے چکا ہوں، جِسے تم نے قبول بھی کر لیا تھا اور جس پر قائم بھی ہو۔ اُسی کے وسیلہ سے تم کو نجات بھی ملتی ہے بشرطیکہ وہ خوشخبری جو مَیں نے تمہیں دی تھی یاد رکھتے ہو ورنہ تمہارا اِیمان لانا بے فائدہ ہُوا۔ چنانچہ مَیں نے سب سے پہلے تم کو وہی بات پہنچا دی جو مجھے پہنچی تھی کہ مسیح کتابِ مُقدس کے مطابق ہمارے گناہوں کے لئے مُوا، اور دفن ہُوا اور تیسرے دِن کتابِ مُقدس کے مطابق جی اُٹھا۔'' (۱۔کرنتھیوں ۱۵:۱۔۴)

اگر ہم سچے دِل سے اِیمان رکھتے ہیں کہ مسیح ہمارے گناہوں کی خاطر مُوا اور مُردوں میں سے جی اُٹھا تو ہم اُس کی حیثیت کی حقیقت کو بھی پہچان اور قبول کر سکتے ہیں کہ جو خدا نے اُسے بخشی۔ ہم محض اِیمان ہی نہ رکھیں بلکہ تسلیم کریں کہ یسوع مسیح خداوند ہے۔ پولس رسول جن معنوں میں لفظ ''تسلیم'' اِستعمال کرتا ہے اُس کا مطلب ہے ''ایک ہی بات کہنا۔'' لہذا جو بات ہم کہہ رہے ہیں وہ خدا بھی کہتا ہے۔ خدا نے مسیح یسوع کو خداوند کہا ہے، لازم ہے کہ ہم بھی یسوع کو خداوند کہیں۔ وہ ہمارا مالک و حکمران ہے، ہماری ساری تابعداری و وفاداری اُسی کے ساتھ ہونی چاہیے۔

اِس سے اَب ایک مشکل پیدا ہو گئی ہے۔ پولس رسول رُوم شہر کے لوگوں کے نام اپنا یہ اِلہامی خط لکھ رہا ہے، اور اُس کے اِس دعوے سے کہ ''یسوع مسیح خداوند ہے'' لوگوں کے دِلوں میں ایک دَم خیال پیدا ہُوا کہ رُوم

کے شہری ہونے کے ناطے اُن کو یہ تسلیم کرنا پڑتا کہ ''قیصر خداوند ہے'' اور اگر وہ مسیح یسوع کو اپنا خداوند مانتے ہیں تو اُن پر ظلم و ستم اور موت کے پہاڑ ٹوٹ پڑیں گے۔ مگر پولس رسول لوگوں کو بھرپور یقین دِلاتا ہے کہ مسیح یسوع کو خداوند تسلیم کرنے سے اُن کی نجات ہے۔ جیسا کہ وہ پہلے ہی اِس اِلہامی خط کے ۸ باب میں کہہ چکا ہے کہ مسیح یسوع کی تابعداری کرنے سے اُن پر تلوار بھی چل سکتی ہے، مگر جو بھی ہو اُن کا یہ اِقرار اُن کی نجات کا باعث بنے گا۔ خدا کبھی بھی اُن کو شرمندہ نہیں ہونے دیتا جو پورے دِل سے اُس پر یقین و بھروسہ کرتے ہیں۔

خدا کا یہ وعدہ صرف یہودی لوگوں کے لئے ہی نہیں جو موسوی شریعت کے تحت تھے۔ یہ اِلہٰی وعدہ سب کے لئے ہے، یہودی اور غیریہودی دونوں کے لئے۔ جو بھی مسیح یسوع کو خداوند تسلیم کرے گا نجات پائے گا۔ مگر اِس سے ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر صرف مسیح یسوع کا اِقرار کرنے ہی سے گناہوں سے نجات مِل سکتی ہے تو اُن کا کیا ہو گا جنہوں نے کبھی مسیح کا نام ہی نہیں سُنا؟

اُنتیسواں باب

خوشخبری

(رومیوں ۱۰: ۱۴-۲۱)

تجارت کرنے والے لوگوں کو دو طرح کے مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ پہلا یہ کہ وہ اپنے گاہکوں کو ایسی اشیا اور سروس مُہیا کریں کہ وہ خوشی سے اُن کا سامان خریدنے پر راضی ہو جائیں۔ دوسرا یہ کہ لوگوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ اُن کے پاس فلاں اشیا اور سروس میسر ہے۔ مثال کے طور پر کسی نے ریسٹورنٹ کھولا ہے۔ ظاہر ہے کہ اُس کا کچن صاف ہونا چاہیے، وہ ہر طرح سے ریسٹورنٹ اور کچن کی صفائی اور مرمت کا دھیان رکھتا ہو، اُس کا کھانا باقی ریسٹونٹ سے ذائقہ اور غذائیت کے لحاظ سے نہ صرف اعلیٰ ہو بلکہ صحت کے تمام اُصولوں کے عین مطابق ہو۔ ممکن ہے کہ اُس کے کھانے کی مِقدار باقیوں سے زیادہ ہو اور قیمتیں بھی کم ہوں، اُس کی سروس بھی چاق و چوبند اور صاف سُتھری ہو۔ اِس کے باوجود اگر کوئی نہیں جانتا کہ وہ ریسٹونٹ ہے کہاں تو ظاہر ہے کون اُس طرف کا رُخ کرے گا؟ لازم ہے کہ لوگوں کو اُس ریسٹورنٹ کا پتہ ہونا چاہیے تاکہ وہ جائیں اور اُس کے کھانوں اور سروس سے لطف اندوز ہوں۔

رُوحانی باتوں کے بارے میں بھی کچھ ایسا ہی ہے۔ اگر کسی نے کسی بات کے بارے میں سُنا ہی نہیں تو وہ کیسے اُس بات پر یقین کرے گا؟ رُوم کی

کلیسیا کے نام اپنے اِلہامی خط میں پولس رسول کہتا ہے کہ ہم گناہوں سے صرف اور صرف مسیح یسوع پر اِیمان لا کے اور یہ سچائی تسلیم کر کے کہ یسوع مسیح ہی خداوند ہے، نجات پا سکتے ہیں۔ ۱۰ باب کی ۱۴ سے ۱۵ آیت میں پولس رسول یہ سوال پوچھتا ہے، ''مگر جس پر وہ اِیمان نہیں لائے اُس سے کیونکر دُعا کریں؟ اور جس کا ذِکر اُنہوں نے سُنا نہیں اُس پر اِیمان کیونکر لائیں؟ اور بغیر مُنادی کرنے والے کے کیونکر سُنیں؟ اور جب تک وہ بھیجے نہ جائیں مُنادی کیونکر کریں؟ چنانچہ لکھا ہے کہ کیا ہی خوشنُما ہیں اُن کے قدم جو اچھی چیزوں کی خوشخبری دیتے ہیں۔'' (رُومیوں ۱۰: ۱۴-۱۵)

اپنے اِس اِلہامی خط کے آغاز میں پولس رسول واضح کرتا ہے کہ مسیح یسوع نے اپنے آپ کو ہماری خاطر قربان کر دیا۔ اگرچہ وہ نیک و راستباز تھا، مگر پھر بھی اُس نے ہماری ناراستی کی سزا کو اپنے اُوپر لے لیا۔ اُس نے ہمارے گناہوں کا قرض چُکا دیا تاکہ ہم گناہ کی قید سے ہمیشہ کے لئے نجات پا لیں۔ بنی نوع اِنسان کے لئے خدا کا یہ کِتنا خوبصورت اور عظیم اُلشان منصوبہ ہے۔ مگر یہ کافی نہیں۔ لوگوں کو مسیح کے بارے میں سُننا ہے۔ اُن کو جاننا ہے کہ اُس نے اُن کے لئے کِتنی عظیم قربانی دی ہے۔ لوگ مسیح کو کیسے پکار سکتے ہیں، یا قبول کر سکتے ہیں، یا اُس کے خداوند ہونے کا اِقرار کر سکتے ہیں جبکہ اُنہوں نے اُس کے بارے میں سُنا ہی نہیں کہ وہ کون ہے؟

وہ کیا مرحلہ ہے جس سے گزر کر لوگ مسیح کے بارے میں جان سکتے اور اپنے گناہوں سے نجات پا سکتے ہیں؟ پولس رسول کہتا ہے کہ ایسا صرف اِنجیل

کی خوشخبری پھیلانے سے ممکن ہے۔ ہمارے لئے یہ ممکن نہیں کہ مسیح کی قربانی کو اپنی آنکھوں سے دیکھ سکیں۔ ہم اُس کے قبر میں دفن ہونے اور مُردوں میں سے جی اُٹھنے کو دیکھ نہیں سکتے۔ یہ سب دو ہزار سال پہلے عمل میں آیا۔ ہم صرف اُسی صورت میں اِن اِلٰہی واقعات کے بارے میں جان سکتے ہیں جب ہمیں کوئی بتائے گا، یا تو خدا کے زندہ کلام کی زندہ گواہی یعنی نئے عہدنامہ یا اِنجیل مُقدس کے وسیلہ سے، یا وہ شخص اپنے الفاظ میں ہمیں بتائے جو پہلے سے جانتا بوجھتا ہے۔

تاریخ اُٹھا کر دیکھئے بہت سے لوگ کسی نہ کسی طرح خود سے ایجاد کر کے یا اپنی سوچ کے مطابق ڈھال کر پیغام دیتے رہے مگر مسیح یسوع کے پرچار کرنے والوں کے ساتھ ہرگز ایسا نہیں۔ وہ پیغام سُنانے کے لئے بھیجے گئے تھے۔ اُن پر ایک ذمہ داری عائد تھی کہ وہ لوگوں کو مسیح کے بارے میں بتائیں۔ آسمان پر چڑھنے سے پہلے مسیح نے اپنے شاگردوں کو فرمایا کہ ''...آسمان اور زمین کا کُل اِختیار مجھے دیا گیا ہے۔ پس تم جا کر سب قوموں کو شاگرد بناؤ اور اُن کو باپ اور بیٹے اور رُوح اُلقدس کے نام سے بپتسمہ دو، اور اُن کو یہ تعلیم دو کہ اُن سب باتوں پر عمل کریں جن کا مَیں نے تم کو حکم دیا اور دیکھو مَیں دُنیا کے آخر تک ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں۔'' (متی ۲۸: ۱۸-۲۰)

اگر مسیح کے پیروکاروں کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے خداوند کے بارے میں ساری دُنیا کو خوشخبری سُنائیں تو پھر سب اُس کے ساتھ اِیمان میں شامل کیوں نہیں ہوتے؟ آیت ۱۶ سے ۲۱ میں پولس رسول واضح کرتا ہے کہ

''لیکن سب نے اِس خوشخبری پر کان نہیں دھرا۔ چنانچہ یسعیاہ کہتا ہے کہ اَے خداوند ہمارے پیغام کا کِس نے یقین کِیا ہے؟ پس اِیمان سُننے سے پیدا ہوتا ہے اور سُننا مسیح کے کلام سے۔ لیکن مَیں کہتا ہوں، کیا اُنہوں نے نہیں سُنا؟ بیشک سُنا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ اُن کی آواز تمام رویِ زمین پر، اور اُن کی باتیں دُنیا کی اِنتہا تک پہنچیں۔ پھر مَیں کہتا ہوں، کیا اِسرائیل واقف نہ تھا؟ اول تو موسیٰ کہتا ہے کہ مَیں اُن سے تم کو غیرت دِلاؤں گا جو قوم ہی نہیں، ایک نادان قوم سے تم کو غصہ دِلاؤں گا۔ پھر یسعیاہ بڑا دِلیر ہو کر یہ کہتا ہے کہ جِنہوں نے مجھے نہیں ڈھونڈا اُنہوں نے مجھے پا لیا، جِنہوں نے مجھ سے نہیں پوچھا اُن پر مَیں ظاہر ہو گیا۔ لیکن اِسرائیل کے حق میں یوں کہتا ہے کہ مَیں دِن بھر ایک نافرمان اور حُجتی اُمت کی طرف اپنے ہاتھ بڑھائے رہا۔'' (رُومیوں ۱۰:۱۶-۲۱)

ہم اپنے تجربہ سے یہ بات جانتے ہیں کہ ہر کوئی مسیح یسوع پر اِیمان نہیں لاتا اور نہ ہی اُسے قبول کرتا ہے۔ جیسا کہ پولس رسول نے کہا کہ یہ بنی اِسرائیل کے لئے بھی سچ ہے، اِس کے باوجود کہ وہ خدا کے چُنے ہوئے لوگ تھے۔ اگر مسیح پر اِیمان لانے کا تعلق سُننے سے ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ اِسرائیلی لوگ اِیمان نہیں لائے؟ ایک وجہ یہ ہے کہ اُن کو سُننے کا موقع ہی نہیں مِلا۔ یہ بات دوسرے لوگوں کے لئے تو مانی جا سکتی ہے مگر اِسرائیلی قوم کے لئے نہیں۔ یہودی پاک صحائف یعنی بائبل مُقدس میں پُرانا عہدنامہ مسیح کی آمد کے بارے میں پیشین گوئیوں اور نجات دینے والی قربانی سے بھرا پڑا ہے۔ اِس کے علاوہ بہت سے اِسرائیلیوں نے ذاتی طور پر مسیح کے مشنری کام، اُس کی موت اور

مُردوں میں سے جی اُٹھنے کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ پولس رسول اور دوسرے خدا کے بندوں نے پوری کوشش و محنت سے یہودی عبادت خانوں میں اِنجیل کی خوشخبری پھیلائی۔ لہٰذا اِسرائیلی قوم کے پاس کوئی عذر یا بہانہ نہیں کہ ہمیں تو کسی نے مسیح یسوع کے بارے میں بتایا ہی نہیں۔ ہم کیسے مسیح پر اِیمان لائیں؟

اگر بے خبری و لاپرواہی وجہ نہیں کہ یہودی مسیح پر اِیمان نہیں لائے تو ممکن ہے کہ جب اُن کو اِنجیل کی خوشخبری سُنائی گئی تو اُسے سمجھ ہی نہیں پائے؟ ایسا ہرگز ہو نہیں سکتا۔ جیسا کہ پولس رسول نے واضح کِیا کہ وہ لوگ جو یہودی نہیں تھے کلام کو سمجھ کر اِیمان لائے اور مسیح کو دِل و جان سے قبول کِیا حالانکہ اُن کو وہ فائدے اور مواقع مُیسر نہیں تھے جو یہودیوں کو تھے۔ اَب سوال یہ ہے کہ اگر غیریہودی اِنجیل کی خوشخبری کو سمجھ و پہچان سکتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ یہودی کیوں نہ سمجھ پائے؟

خدا چاہتا ہے کہ ہر آدمی خواہ کسی بھی نسل، مُلک، ذات، مذہب و کلچر سے تعلق کیوں نہ رکھتا ہو مسیح کے پاس اِیمان کے ساتھ آئے اور اُسے قبول کرے۔ پولس رسول، یسعیاہ نبی کا حوالہ دیتے ہوئے کہتا ہے کہ خدا نے اپنے آپ کو اور مسیح کے کلام کو اُن لوگوں پر ظاہر کِیا جو اُس کی تلاش میں بھی نہ تھے۔ بدقسمتی سے یہ ایک وجہ بھی ہے کہ یہودی لوگوں نے مسیح کو قبول نہیں کِیا۔ یہ حقیقت ہے کہ جب یہودیوں نے دیکھا کہ اِتنی زیادہ تعداد میں غیریہودی مسیح کو قبول کر رہے ہیں تو اُن کے دِل میں حسد و غصہ پیدا ہو گیا کہ خدا اُن

لوگوں کو اپنی نجات کیسے دِکھا سکتا ہے جو اُس کے چہیتے اور پسندیدہ نہیں؟ چاہیے تو یہ تھا کہ یہ حسد و غصہ اِسرائیلی قوم کو مسیح کو قبول کرنے کا سبب بنتا مگر افسوس کہ ایسا نہیں ہُوا۔

اَب ہم آپ کو اصل وجہ اور سبب بتاتے ہیں جس کی بُنیاد پر یہودیوں نے نہ تو مسیح کو قبول کِیا اور نہ اُس پر اِیمان لائے۔ یہودی سَرکش، ہٹ دھرم اور نافرمانبردار تھے۔ اُنہوں نے پیغام کو تو سُنا، سمجھ بھی گئے مگر اُنہوں نے غرور و تکبر اور سَرکشی اور نافرمانبرداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے مسیح کے نجات بخش پیغام کو رَد کر دیا۔ وہ اِسی ہٹ دھرمی اور غرور میں مُبتلا رہے کہ ہم اپنے آپ کو اپنی کوشش و محنت سے نجات دے سکتے ہیں۔ ہمیں مسیح یسوع کو قبول کرنے کی قطعی ضرورت نہیں۔ یہ تو یہودی تھے جنہوں نے مسیح کو رَد کِیا۔ کیا ہم بھی یہودیوں کی پیروی کرتے ہوئے مسیح کا اِنکار کر رہے ہیں؟ کیا ہم نے مسیح کی خوشخبری اور اُس کی اُس عظیم قربانی کے بارے میں سُنا ہے جو اُس نے صلیب پر ہمارے گناہوں کی خاطر دی؟ کیا ہم اُس پر اِیمان رکھتے ہیں؟ کیا ہم نے اپنے آپ کو مسیح کے سُپرد کِیا ہے؟ کیا ہم نے اُسے نجات دہندہ قبول کر کے یہ اِقرار کِیا ہے کہ وہ ہمارا خداوند ہے؟

خدا نے بنی اِسرائیل کو چُنا کہ اُس کے اپنے لوگ ہوں، مگر اُنہوں نے مسیح کا اِنکار کِیا۔ تو کیا اِس کا مطلب یہ ہُوا کہ اُن کے اِنکار کے سبب سے خدا نے اُنہیں ہمیشہ کے لئے چھوڑ دیا؟

تیسواں باب

خُدا کے فضل سے کچھ باقی ہیں

(رومیوں ۱۱:۱-۱۰)

ہم اِنسانوں کی ایک عادت ہے کہ ''اِجتماعی قصور'' کا اُصول ہمارے ذاتی فعل و عمل پر اثر انداز ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر باہر کی حکومت کچھ ایسا کرتی ہے جو ہمیں پسند نہیں تو ہم اُس کا بدلہ اُس مُلک کے شہری سے لیتے ہیں۔ جہاں دیکھیں گے اُس کو پکڑ کر بے عزت کریں گے، حالانکہ اُس شخص کا اپنے مُلک کی خارجہ پالیسی میں کوئی عمل دخل نہیں ہوتا، اور جو اُس کی حکومت نے کِیا اُس سے وہ مُتفِق بھی نہیں مگر پھر بھی ہم اُس کو اپنے اِنتقام کا نشانہ بناتے ہیں۔ اِسی طرح ہم کسی ایک شخص کے فعل و عمل کا بدلہ ساری کمیونٹی یا برادری سے لیتے ہیں، اور اِس سے بھی بدتر یہ کہ اصل قصور کی بُنیاد پر نہیں بلکہ محض افواہوں کے جنم لینے پر ساری کمیونٹی یا برادری کو سزا وار ٹھہراتے ہیں۔

ہم شکر کرتے ہیں کہ اِلٰہی نظام ایسا نہیں۔ خدا ایسے کام نہیں کرتا۔ وہ عدل و اِنصاف والا خدا ہے۔ وہ لوگوں کا اِنصاف بے بُنیاد اِلزامات اور افواہوں پر نہیں بلکہ سچائی و حقائق کی روشنی میں کرتا ہے۔ نہ وہ کسی بے قصور کو سزا وار ٹھہراتا ہے اور نہ ہی کسی کا جُرم ناحق کسی دوسرے پر لگا دیتا ہے۔ حزقی ایل نبی کی معرفت خدائے بزرگ و برتر فرماتا ہے، ''جو جان گناہ کرتی ہے وہی مرے

گی۔ بیٹا، باپ کے گناہ کا بوجھ نہ اُٹھائے گا اور نہ باپ، بیٹے کے گناہ کا بوجھ۔ صادِق کی صداقت اُسی کے لئے ہو گی اور شریر کی شرارت شریر کے لئے۔‘‘ (حزقی ایل ۱۸:۲۰)

خدا کے عدل و اِنصاف کی پولس رسول نے رُوم کی کلیسیاؤں کے نام اپنے اِلہامی خط میں تصویر کشی کی ہے۔ پولس اپنے خط میں ہمیں یاد دِلاتا ہے کہ بنی اِسرائیل خدا کے چُنے ہوئے لوگ ہیں۔ اُس نے اُن کو اپنا کلام دیا۔ بنی اِسرائیل ہی ہیں جن کے وسیلہ سے خدا نے نجات دہندے کا وعدہ کِیا۔ اُنہی کی وجہ سے مسیح یسوع دُنیا میں آیا۔ مگر افسوس کہ خدا کے وعدوں کے باوجود بنی اِسرائیل نے مسیح کا اِنکار کر دیا۔ خدا نے اُن کی اِس نافرمانی کا جواب کیا دیا؟

۱۱ باب کی ۱ سے ۱۰ آیت میں پولس رسول لکھتا ہے، ’’پس مَیں کہتا ہوں کیا خدا نے اپنی اُمت کو رَد کر دیا؟ ہرگز نہیں! کیونکہ مَیں بھی اِسرائیلی ابرہام کی نسل اور بنیمِین کے قبیلہ میں سے ہوں۔ خدا نے اپنی اُس اُمت کو رَد نہیں کِیا جِسے اُس نے پہلے سے جانا۔ کیا تم نہیں جانتے کہ کتابِ مُقدس ایلیاہ کے ذِکر میں کیا کہتی ہے؟ کہ وہ خدا سے اِسرائیل کی یوں فریاد کرتا ہے کہ اَے خداوند اُنہوں نے تیرے نبیوں کو قتل کِیا اور تیری قربان گاہوں کو ڈھا دیا۔ اَب مَیں اکیلا باقی ہوں اور وہ میری جان کے بھی خواہاں ہیں۔ مگر جوابِ اِلٰہی اُس کو کیا مِلا؟ یہ کہ مَیں نے اپنے لئے سات ہزار آدمی بچا رکھے ہیں جنہوں نے بعل کے آگے گھٹنے نہیں ٹیکے۔ پس اِسی طرح اِس وقت بھی فضل سے برگزیدہ ہونے کے باعث کچھ باقی ہیں۔ اور اگر فضل سے برگزیدہ ہیں تو اعمال سے

نہیں ورنہ فضل فضل نہ رہا۔ پس نتیجہ کیا ہُوا؟ یہ کہ اِسرائیل جس چیز کی تلاش کرتا ہے وہ اُس کو نہ مِلی مگر برگزیدوں کو مِلی اور باقی سخت کِئے گئے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ خدا نے اُن کو آج کے دِن تک سُست طبیعت دی اور ایسی آنکھیں جو نہ دیکھیں اور ایسے کان جو نہ سُنیں۔ اور داؤد کہتا ہے کہ اُن کا دسترخوان اُن کے لئے جال اور پھندا اور ٹھوکر کھانے اور سزا کا باعث بن جائے۔ اُن کی آنکھوں پر تاریکی آ جائے تاکہ نہ دیکھیں، اور تُو اُن کی پِیٹھ ہمیشہ جُھکائے رکھ۔" (رومیوں ۱۱:۱-۱۰)

اِس حوالہ میں پولس رسول کہتا ہے کہ خدا نے اپنے چُنے ہوئے لوگوں بنی اِسرائیل کو رَد نہیں کِیا۔ اگر وہ ایسا کرتا تو پولس خود بھی رَد کِئے ہُوؤں میں شامل ہوتا کیونکہ وہ بھی ایک اِسرائیلی تھا۔ اپنے اِلہامی خط کے پچھلے باب میں پولس نے لکھا کہ سب اِسرائیلیوں نے مسیح کے بارے میں خوشخبری کو قبول نہیں کِیا۔ جو پیغام اُنہوں نے سُنا تھا اُس کو اُنہوں نے رَد کر دیا۔ خوش قسمتی سے خدا کسی کی اُس کے رشتہ داروں کے رویے اور فعل و عمل کی وجہ سے عدالت نہیں کرتا۔ خدا آج بھی کسی دوسرے کی نافرنبرداری کے باوجود اُن کو قبول کرتا ہے جو اُسے قبول کرنا چاہتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہ خدا صرف اُن کو رَد کرتا ہے جو اُسے رَد کرتے اور اُس کا اِنکار کرتے ہیں۔

شائد اِس میں تمیز کرنا اِتنا آسان نہیں کہ خدا کِن کو قبول کرتا ہے اور کِن کو رَد کرتا ہے۔ مثال کے طور پر مسیح یسوع نے فرمایا، "جو مجھ سے اَے خداوند اَے خداوند کہتے ہیں اُن میں سے ہر ایک آسمان کی بادشاہی میں داخل نہ

ہو گا..." (متی ۷:۲۱) اِس کے برعکس پولس رسول اپنے بارے میں لکھتا ہے، "مَیں اپنے طاقت بخشنے والے خداوند یسوع مسیح کا شکر کرتا ہوں کہ اُس نے مجھے دیانتدار سمجھ کر اپنی خدمت کے لئے مُقرر کِیا۔ اگرچہ مَیں پہلے کفر بکنے والا اور ستانے والا اور بے عزت کرنے والا تھا تَو بھی مجھ پر رحم ہُوا..." (۱۔تیمتھیس ۱:۱۲-۱۳)

یہ کیسے ممکن ہے کہ خدا ظلم کرنے اور اِذیت دینے والے کافر کو قبول کر لیتا ہے اور مسیح کو خداوند خداوند کہنے والے کو رَد کر دیتا ہے؟ کیا پولس رسول نے اپنے اِلہامی خط کے ۱۰ باب کی ۹ آیت میں پہلے ہی نہیں کہا کہ "اگر تُو اپنی زبان سے یسوع کے خداوند ہونے کا اِقرار کرے اور اپنے دِل سے اِیمان لائے کہ خدا نے اُسے مُردوں میں سے جِلایا تو نجات پائے گا۔" (رُومیوں ۹:۱۰)

مسیح یسوع نے اِس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا، "جو مجھ سے اَے خداوند اَے خداوند کہتے ہیں اُن میں سے ہر ایک آسمان کی بادشاہی میں داخل نہ ہو گا مگر وہی جو میرے آسمانی باپ کی مرضی پر چلتا ہے۔" (متی ۷:۲۱)

مسیح کو خداوند کہہ دینا کافی نہیں بلکہ ہمیں چاہیے کہ ہم درحقیقت اُس کو اپنا خداوند بننے کی اِجازت دیں۔ خدا پہلے سے جانتا ہے کہ کون اُس کی مرضی پر چلے گا اور کون صرف زبانی کلامی اُس کی خدمت کرنے کا چرچا کرے گا، پہلے سے خبر ہی کی بُنیاد پر خدا اپنے لئے لوگوں کو چُنتا ہے۔ اُس کو پہلے سے معلوم تھا کہ پولس رسول، مسیح کے بارے میں پیغام کو قبول کرے گا اور اُس کے ساتھ

کے بنی اِسرائیل رَد کریں گے۔ پاک صحائف میں قلمبند ہے کہ خدا نے پولس سے مسیح کے دوسرے پیروکار کے وسیلہ سے کلام کِیا، "...ہمارے باپ دادا کے خدا نے تجھ کو اِس لئے مُقرر کِیا ہے کہ تُو اُس کی مرضی کو جانے اور اُس راستباز کو دیکھے اور اُس کے منہ کی آواز سُنے، کیونکہ تُو اُس کی طرف سے سب آدمیوں کے سامنے اُن باتوں کا گواہ ہو گا جو تُو نے دیکھی اور سُنی ہیں۔" (اعمال ۲۲:۱۴-۱۵)

مسیح کو خداوند کے طور پر قبول کرنا کوئی آسان کام نہیں، خاص طور پر جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ہمارے اِرد گِرد لوگوں نے اُسے رَد کر دیا ہے۔ ہم اپنے آپ کو اکیلا سمجھ کر حوصلہ ہار دیتے ہیں۔ پولس رسول اِس سلسلہ میں ایلیاہ نبی کی مثال پیش کرتا ہے۔ جہاں تک ایلیاہ نبی جانتا تھا وہ اکیلا بچا تھا جو خدا کے ساتھ وفادار تھا۔ صرف یہی نہیں بلکہ وہ اپنی جان کو مُصیبت میں ڈال کے بھی خدا کا وفادار و تابعدار رہا۔ مگر جب اُس نے خدا سے شکایت کی تو خدا نے اُسے بتایا کہ سات ہزار اَور ہیں جو ابھی تک میرے ساتھ کمال وفاداری سے چل رہے ہیں۔

پولس رسول کے دِنوں میں بنی اِسرائیل کے ساتھ کچھ ایسا ہی تھا۔ گو اکثریت نے مسیح کا اِنکار کِیا مگر جو باقی بچ گئے اُنہوں نے مسیح کو دِل و جان سے قبول کِیا۔ یہی وہ لوگ تھے جن کو خدا نے اپنے لئے چُن لیا۔ وہ اپنے نیک کاموں یا اپنی قابلیت و اہلیت کی وجہ سے نہیں بلکہ خدا کے بھرپور فضل کے وسیلہ سے جو خدا نے مسیح یسوع کے ذریعہ اُن پر کِیا، چُنے گئے۔

ہم جتنا کسی چیز کو رَد کرتے ہیں، ہم اُتنا ہی بے حِس ہو جاتے ہیں۔ بنی اِسرائیل نے مسیح کے وسیلہ سے خدا کے کاموں کو رَد کِیا کیونکہ وہ چاہتے تھے کہ اپنی کوشش و محنت سے راستبازی حاصل کریں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اُن کے دِل سخت ہو گئے۔ پولس رسول یسعیاہ نبی اور داؤد نبی کی معرفت اپنے اِس اہم نکتہ کی وضاحت کرتا ہے کہ اُنہوں نے مسیح کو نہ دیکھنا پسند کِیا، اِسی لئے وہ مسیح کے لئے اندھے ہو گئے۔ اُنہوں نے پسند کِیا کہ مسیح کو نہ سُنیں، اِسی لئے آج وہ خدا کے کلام کی طرف سے بہرے ہو گئے ہیں۔ وہ اپنے بے اِیمانی کے جال میں پھنس کے رہ گئے ہیں۔ مسیح یسوع پر اِیمان لانے کا اِنکار کر کے وہ خدا کی طرف سے لعنت و سزا کے طور پر اپنے ہی گناہوں کے بوجھ تلے دَب چُکے ہیں۔ مگر سوال یہ ہے کہ ہم کہاں کھڑے ہیں؟ ہماری حالت کیسی ہے؟ کیا ہم بھی اپنی کوشش و محنت سے نجات پانے کے لئے اِدھر اُدھر بھٹک رہے ہیں؟ کیا ہم مسیح کے کلام کی طرف سے اندھے اور بہرے ہو چُکے ہیں؟

اکتّیسواں باب

غیر قوموں لئے دَولت

(رومیوں ۱۱:۱۱-۲۴)

یہ حقیقت ہے کہ تقریباً سب ہی ناکامی کا داغ لِئے زندگی بسر کرتے ہیں۔ بہت کم ہیں جو یہ دعویٰ کر سکتے ہیں کہ اُنہوں نے جو خواب دیکھا وہ پورا ہو گیا۔ اور اگر کچھ حاصِل کر بھی لیا تو وہ ادُھورا ہی رہا، اُن کی خواہش کے مطابق مکمل نہ ہو سکا۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہ ہم اپنی ساری صلاحیت، قابلیت اور اہلیت کو بُروئے کار لانے میں ناکام رہتے ہیں۔ ہم وہ نہیں جو ہونا چاہیے۔ ہماری سیرت و کِردار اور ہماری قابلیت و اہلیت میں اَور زیادہ بہتری کی ضرورت ہے۔ مثال کے طور پر ہم اِتنے سمجھدار اور عقلمند نہیں جِتنا ہونا چاہیے۔

ہم نہ صرف اپنے ہی معیار کو قائم رکھنے میں ناکام ہیں بلکہ خدا کے بنائے ہوئے معیار تک بھی رسائی حاصل کرنے میں بُری طرح ناکام ہیں۔ رُوم کی کلیسیا کے نام اپنے اِلہامی خط میں پولس رسول لکھتا ہے، ''...سب نے گناہ کِیا اور خدا کے جلال سے محرُوم ہیں'' (رومیوں ۳:۲۳)۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہ ہماری نیکی، بھلائی اور اچھائی خدا کی توقعات کے مطابق نہیں۔ ہماری محبت خدا کے معیار سے کہیں نیچے ہے اور ہماری راستبازی ادُھوری اور نامکمل۔

خدا نے بنی اِسرائیل کو چُنا کہ اُس کے لوگ ہوں۔ نجات دہندہ مسیح یسوع اُنہی میں سے آیا، مگر افسوس کہ اِسرائیلی قوم خدا کے ازلی مقصد و اِرادہ اور اُس کی توقعات کو پورا کرنے میں ناکام رہی۔ اگرچہ مسیح یہودی قوم میں سے ہی آیا مگر اُنہوں نے اپنے نجات دہندے کو قبول کرنے سے اِنکار کر دیا۔ اُنہوں نے خدا کی راستبازی کو خدا کے منصوبے کے مطابق مسیح پر اِیمان لانے کی بجائے اپنی محنت و کوشش سے حاصل کرنا چاہا، بلکہ مسیح اُن کے لئے ایک رُکاوٹ بن گیا، اور اُن کی بے اِیمانی نے اُن کے دِلوں کو ایسا سخت کر دیا کہ وہ نہ تو سچائی کو دیکھ سکے اور نہ ہی سُن سکے۔

اِس سے ایک سوال ذہن میں اُبھرتا ہے کہ کیا اِسرائیلی قوم کے لئے اَب اُمید کی کوئی گنجائش نہیں رہی؟ کیا وہ کبھی بھی نجات نہیں پا سکتے؟ رُومیوں کے نام اِلہامی خط کے ۱۱ باب کی ۱۱ سے ۲۴ آیت میں پولس رسول لکھتا ہے، ''پس مَیں کہتا ہوں کہ کیا اُنہوں نے ایسی ٹھوکر کھائی کہ گِر پڑیں؟ ہرگز نہیں! بلکہ اُن کی لغزِش سے غیرقوموں کو نجات مِلی تا کہ اُنہیں غیرت آئے۔ پس جب اُن کی لغزِش دُنیا کے لئے دولت کا باعث اور اُن کا گھٹنا غیرقوموں کے لئے دولت کا باعث ہُوا تو اُن کا بھرپور ہونا ضرور ہی دولت کا باعث ہو گا۔ مَیں یہ باتیں تم غیرقوموں سے کہتا ہوں چونکہ غیرقوموں کا رُسول ہوں۔ اِس لئے اپنی خدمت کی بَڑائی کرتا ہوں تا کہ کسی طرح سے اپنے قوم والوں کو غیرت دِلا کر اُن میں سے بعض کو نجات دِلاؤں۔ کیونکہ جب اُن کا خارج ہو جانا دُنیا کے آ مِلنے کا باعث ہُوا تو کیا اُن کا مقبول ہونا مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے برابر نہ ہو گا؟

جب نذر کا پہلا پیڑا پاک ٹھہرا تو سارا گوندھا ہُوا آٹا بھی پاک ہے اور جب جڑ پاک ہے تو ڈالیاں بھی ایسی ہی ہیں۔ لیکن اگر بعض ڈالیاں توڑی گئیں اور تُو جنگلی زیتون ہو کر اُن کی جگہ پیوند ہُوا اور زیتون کی روغن دار جڑ میں شریک ہو گیا تو تُو اُن ڈالیوں کے مقابلہ میں فخر نہ کر اور اگر فخر کرے گا تو جان رکھ کہ تُو جڑ کو نہیں بلکہ جڑ تجھ کو سنبھالتی ہے۔ پس تُو کہے گا کہ ڈالیاں اِس لئے توڑی گئیں کہ مَیں پیوند ہو جاؤں۔ اچھا وہ تو بے اِیمانی کے سبب سے توڑی گئیں اور تُو اِیمان کے سبب سے قائم ہے۔ پس مغرور نہ ہو بلکہ خوف کر، کیونکہ جب خدا نے اصلی ڈالیوں کو نہ چھوڑا تو تجھ کو بھی نہ چھوڑے گا۔ پس خدا کی مہربانی اور سختی کو دیکھ۔ سختی اُن پر جو گِر گئے ہیں اور خدا کی مہربانی تجھ پر بشرطیکہ تُو اُس مہربانی پر قائم رہے ورنہ تُو بھی کاٹ ڈالا جائے گا۔ اور وہ بھی اگر بے اِیمان نہ رہیں تو پیوند کِئے جائیں گے کیونکہ خدا اُنہیں پیوند کر کے بحال کرنے پر قادر ہے۔ اِس لئے کہ جب تُو زیتون کے اُس درخت سے کٹ کر جس کی اصل جنگلی ہے اصل کے برخلاف اچھے زیتون میں پیوند ہو گیا تو وہ جو اصلی ڈالیاں ہیں اپنے زیتون میں ضرور ہی پیوند ہو جائیں گی۔" (رومیوں ۱۱:۱۱-۲۴)

پولس رسول نے اِس سے پہلے باب میں کہا کہ سب چیزیں مِل کر خدا سے محبت کرنے والوں کے لئے بھلائی پیدا کرتی ہیں (رومیوں ۸:۲۸)۔ اِس حوالہ میں ہمیں اِس کی مثال نظر آتی ہے۔ خدا چاہتا تھا کہ بنی اِسرائیل مسیح کو قبول کریں مگر اُن کی نافرمانبرداری کو خدا نے غیر یہودیوں کے لئے نجات و بھلائی میں تبدیل کر دیا۔ مثال کے طور پر پولس رسول نے انطاکیہ کے رہنے والے

یہودیوں کو اِنجیل کی خوشخبری کا اِنکار کرنے پر کہا، ''...ضرور تھا کہ خدا کا کلام پہلے تمہیں سُنایا جائے لیکن چونکہ تم اُس کو رَد کرتے ہو اور اپنے آپ کو ہمیشہ کی زندگی کے ناقابل ٹھہراتے ہو تو دیکھو ہم غیرقوموں کی طرف مُتوجہ ہوتے ہیں۔'' (اعمال ۱۳:۴۶)

پولس کہتا ہے کہ اُسے اُمید ہے کہ غیرقوموں کو نجات ملتے دیکھ کر یہودیوں کے دِل میں حَسد پیدا ہو گا اور وہ بھی نجات پانے کے لئے بے تاب ہوں گے۔

اگرچہ خدا نے بنی اِسرائیل کی نافرمابنرداری سے غیریہودیوں کے لئے بھلائی پیدا کی، ایسا نہیں کہ اگر اِسرائیلی قوم نافرمانبرداری نہ کرتی تو اِس طرح کی بھلائی پیدا نہ ہوتی۔ ہاں، یہ سچ ہے کہ خدا چاہتا ہے کہ سب نجات پائیں خواہ یہودی یا غیریہودی۔ جبکہ بنی اِسرائیل کی نافرمانبرداری غیریہودیوں کے لئے نجات کا باعث بنی، اُن کی تابعداری اَور بھی زیادہ فائدہ مند ہوتی۔ پولس رسول کہتا ہے کہ اُن کی تابعداری یعنی اُن کا بھرپور ہونا دُنیا کے لئے ضرور ہی دولت کا باعث ہوتا۔ یہ فرق زندگی اور موت کی طرح نمایاں ہے۔ دُنیا میں ایسے لوگوں کی کمی نہیں جو یہودی لوگوں سے نفرت و دُشمنی رکھتے اور اُن کی تباہی و بربادی چاہتے ہیں۔ درحقیقت ہمیں اُن کے لئے دُعا کرنی چاہیے کہ وہ مسیح کو قبول کریں کیونکہ اگر وہ مسیح کی پیروی کریں گے تو اُن کی تابعداری سے ساری دُنیا کو فائدہ ہو گا۔

اگرچہ غیریہودیوں کو بنی اِسرائیل کی نافرمانی یعنی اِنجیل کی خوشخبری کو قبول نہ کر کے فائدہ ہُوا مگر کچھ خطرہ بھی ہے۔ غیریہودیوں کا مغرور ہو جانا آسان سی بات ہے کہ خدا نے جو مقام یہودیوں کو بخشا وہ اَب ہمارے پاس ہے۔ پولس رسول اِس نکتہ کی وضاحت کے لئے زیتون کے درخت کو تشبیہاً اِستعمال کرتا ہے کہ جیسے زیتون کے درخت کی اصل ڈالیاں کاٹ دی گئیں اور اُن کی جگہ جنگلی زیتون کی ڈالیاں پیوند کر دیں تو وہ زیتون کی روغن دار جڑ میں شریک ہو گئیں۔ مگر جنگلی ڈالیوں کو یہ یاد رکھنا ہے کہ وہ زیتون کے درخت کو نہیں سنبھالتی بلکہ جڑ اُن کو سنبھالتی اور تازگی دیتی ہے۔ پولس رسول کا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ خدا کے نجات دینے والے کام کی تاریخ پر ایک نظر ڈالیں تو پتہ چلے گا کہ یہودیوں پر غیریہودیوں کا کچھ واجب نہیں بنتا۔ اِس کے برعکس غیریہودی لوگوں پر یہودیوں کا بہت بڑا احسان ہے جو وہ کبھی چُکا نہیں سکتے۔ یہ یہودی ہی تھے جِنھوں نے خدائے بزرگ و برتر کے پاک صحائف کو صدیوں سے محفوظ رکھا۔ یہ یہودی ہی تھے جِن سے خدا تعالیٰ نے نجات دہندے کے آنے کا وعدہ کِیا۔ مسیح یہودی عورت سے پیدا ہوئے۔ اُن کے شاگرد یہودی تھے۔ یہ یہودی ہی تھے جِنھوں نے اِنجیل کی خوشخبری کا پرچار کِیا۔ جیسا کہ مسیح یسوع نے فرمایا، ''...نجات یہودیوں میں سے ہے۔'' (یوحنا ۴:۲۲)

یہ ذہن میں رکھتے ہوئے پولس رسول ہمیں خبردار کرتے ہوئے کہتا ہے، اگر خدا نے درخت کی اصلی ڈالیوں یعنی بنی اِسرائیل کو اُن کی نافرمانی کے سبب سے کاٹ دیا تو وہ جنگلی ڈالیوں کو جو اُس نے پیوند کی ہیں یعنی غیریہودیوں کو

اُن کی نافرمانی کے سبب سے کیسے چھوڑ دے گا؟ اصل زیتون کے درخت میں جنگلی زیتون کی پیوندکاری سے جنگلی زیتون میں کسی بھی قِسم کا گھمنڈ اور غرور نہیں ہونا چاہیے بلکہ حلیمی و فروتنی سے جُھک جانا چاہیے۔ خدا نے غیریہودی لوگوں کو نجات کے ابدی منصوبے اور اِرادے میں شامل کِیا، اِس لئے نہیں کہ وہ باقی سب سے اچھے اور اعلیٰ ہیں بلکہ یہ اُس کی شفقت، مہربانی اور بخشش ہے۔ اور جب تک خدا کی مہربانی، شفقت و بخشش اُن پر رہے گی، اور جب تک اُن کا اِیمان نجات دہندے مسیح یسوع پر رہے گا وہ قائم و دائم رہیں گے اور جب وہ یہودیوں کی طرح نافرمانی کریں گے تو خدا اُن کو بھی کاٹ ڈالے گا۔

زیتون کی اصل ڈالیاں یعنی یہودی لوگوں کو خدا نے اُن کی نافرمانی کی وجہ سے درخت سے کاٹ کر الگ کر دیا۔ اَب سوال یہ ہے کہ کیا اُن کو کوئی اُمید ہے کہ پھر سے زیتون کے اصل درخت میں پیوند کر دیئے جائیں؟ کیا وہ ڈالیاں جو درخت سے الگ کر دی جاتی ہیں مُردہ نہیں ہو جاتی؟ پولس رسول واضح کرتا ہے کہ اگر خدا جنگلی ڈالیاں، اصل درخت میں پیوند کر کے تر و تازہ کر سکتا ہے تو کیسے ممکن نہیں کہ وہ کاٹ کر الگ کر دینے والی ڈالیوں کو پھر سے پیوند نہ کر دے؟ پولس رسول اپنے اِلہامی خط میں پہلے ہی کہہ چُکا ہے کہ یہودی اور غیریہودی دونوں اپنے گناہوں کے اعتبار سے مَر چُکے ہیں مگر خدا ہمیں مسیح یسوع کے وسیلہ سے نئی زندگی دیتا ہے۔ اگر یہودی لوگوں نے نافرمانی چھوڑ کر فرمانبرداری سے بھرپور اِیمان کے ساتھ مسیح کو قبول کر لیا تو وہ اُن کو پھر سے درخت میں جوڑ دے گا۔

بتّیسواں باب

سب پر رحم فرمائے

(رومیوں ۱۱:۲۵-۳۶)

ہم ایسی کہانیاں بڑے مزے سے سُنتے اور پڑھتے ہیں جن میں کوئی کردار ناممکن اور انوکھا کام کر کے کامیابی حاصل کرتا ہے۔ وہ ایسے دُشوار و کٹھن حالات کا سامنا کرتا ہے کہ تباہی و بربادی کے علاوہ کوئی راستہ نہیں ہوتا، اور جب نااُمیدی کے اندھیرے اُس پر پوری طرح غلبہ پا لیتے ہیں تو اُس کے دِل و دماغ کی پختگی، ہمت و لگن، مُصمم اِرادہ اور ٹھوس جذبہ کوئی نہ کوئی حل اور رستہ نکال لیتا ہے۔

ہم بڑے شوق سے یہ کہانیاں پڑھتے ہیں، مگر خود ایسے حالات میں پھنسنا قطعی پسند نہیں کرتے۔ مگر بدقسمتی سے ہم رُوحانی طور پر ایسی ہی حالت میں پھنسے ہوئے ہیں۔ ہمارے گناہوں نے ہمیں پاک خدا سے جُدا کر دیا ہے۔ ہم اپنی ہمت و کوشش سے کچھ بھی نہیں کر سکتے کہ دوبارہ خدا سے ٹوٹا ہُوا رشتہ بحال کر سکیں۔ لیکن خدا نے اپنے رحم و مہربانی سے کام لیتے ہوئے ہمارے لئے راہ ہموار کر دی ہے یعنی اگر ہم سچے دِل سے اپنے آپ کو اپنے نجات ہندے مسیح یسوع کے حوالہ کر دیں تو ہمارا رشتہ خدا کے ساتھ پھر سے بحال ہو جائے گا، اور وہ ہمیں لے پالک بچے کی طرح قبول کر لے گا۔

پولس رسول رُوم کی کلیسیا کے نام اپنے اِلہامی خط میں واضح کرتا ہے کہ اگرچہ نجات دہندہ یہودی لوگوں میں سے آیا، اگرچہ بنی اِسرائیل خدا کے چُنے ہوئے تھے، مگر اکثریت نے مسیح یسوع کو رَد کر دیا۔ اِس نافرمانی کی وجہ سے اَب وہ بغیر نجات دہندے کے بھٹک رہے ہیں۔ اُن کی اِس حالت کو بیان کرنے کے لئے پولس رسول زیتون کے درخت کی مثال دیتا ہے۔ خدا نے درخت کی اصل ڈالیاں یعنی اِسرائیل کو کاٹ دیا ہے اور اُن کی جگہ جنگلی ڈالیوں یعنی غیریہودیوں کا پیوند لگا دیا ہے۔ مگر پھر بھی بنی اِسرائیل بِنا اُمید کے نہیں۔ اگرچہ خدا نے اُنہیں اصل سے کاٹ کر الگ کر دیا ہے مگر وہ پھر اُنہیں پیوند لگا کر اصل حالت میں لے آئے گا۔

۱۱ باب کی ۲۵ سے ۳۲ آیت میں پولس رسول اِس کی وضاحت کرتے ہوئے کہتا ہے، ''اَے بھائیو! کہِیں ایسا نہ ہو کہ تم اپنے آپ کو عقلمند سمجھ لو۔ اِس لئے مَیں نہیں چاہتا کہ تم اِس بھید سے ناواقف رہو کہ اِسرائیل کا ایک حِصہ سخت ہو گیا ہے اور جب تک غیرقومیں پوری پوری داخل نہ ہوں وہ ایسا ہی رہے گا اور اِس صورت سے تمام اِسرائیل نجات پائے گا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ چھڑانے والا صِیون سے نکلے گا اور بے دینی کو یعقوب سے دفع کرے گا اور اُن کے ساتھ میرا یہ عہد ہو گا، جبکہ مَیں اُن کے گناہوں کو دُور کر دوں گا۔ اِنجیل کے اعتبار سے تو وہ تمہاری خاطر دُشمن ہیں لیکن برگزیدگی کے اعتبار سے باپ دادا کی خاطر پیارے ہیں اِس لئے کہ خدا کی نعمتیں اور بُلاوا بے تبدیل ہے۔ کیونکہ جس طرح تم پہلے خدا کے نافرمان تھے مگر اَب اِن کی نافرمانی کے سبب سے تم پر رحم ہُوا۔

اُسی طرح اَب یہ بھی نافرمان ہوئے تاکہ تم پر رحم ہونے کے باعث اَب اِن پر بھی رحم ہو، اِس لئے کہ خدا نے سب کو نافرمانی میں گرفتار ہونے دیا تاکہ سب پر رحم فرمائے۔" (رومیوں ۱۱:۲۵-۳۲)

پولس رسول خبردار کرتے ہوئے کہتا ہے کہ اُس کے اِلہامی خط کو پڑھنے والے مغرور و گھمنڈی نہ ہو جائیں کیونکہ خدا نے غیریہودیوں کو یہودیوں کی جگہ لا کھڑا کِیا۔ لہذا اِس کا مطلب ہرگز نہیں کہ غیریہودی، یہودیوں سے افضل و اعلیٰ ہیں۔ ہاں، یہ سچ ہے کہ یہودیوں کے دِل سخت ہو گئے مگر دِل کی سختی مکمل طور پر نہیں۔ اَب سوال یہ ہے کہ کِس لحاظ سے؟ پچھلی آیات میں پولس رسول لکھتا ہے کہ کچھ باقی بچ گئے۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہ یہودیوں کی اکثریت نے مسیح یسوع کا اِنکار کِیا مگر بہت سے ایسے ہیں جنہوں نے مسیح کو سچے دِل سے قبول کِیا۔ پولس رسول بذاتِ خود یہودی تھا۔ اِسی طرح دوسرے رسول بھی یہودی تھے۔ مسیح کے پہلے شاگرد بھی یہودی تھے۔ آغاز میں کلیسیا سب کی سب یہودیوں پر مُشتمل تھی۔ یہ یہودی ہی تھے جنہوں نے اِنجیل کی خوشخبری کو غیریہودیوں تک پہنچایا۔

دوسرے لحاظ سے یہودیوں کے دِل کی سختی مکمل طور پر نہیں، یوں کہہ لیں کہ اِس کا دورانیہ کم ہے۔ پولس رسول کہتا ہے کہ دِل کی سختی اُس وقت تک ہے، "جب تک غیرقومیں پوری پوری داخل نہ ہوں۔" ممکن ہے کچھ لوگ پولس کے اِس بیان سے مُتفِق نہ ہوں۔ کچھ سمجھتے ہیں کہ اِس کا مطلب یہ ہے کہ جب سب کے سب غیرقوم والے مسیح کو قبول کر لیں گے تو یہودیوں کے دِل کی

سختی بھی ختم ہو جائے گی، اور کچھ کہتے ہیں کہ جب اکثریت یا ایک خاص تعداد میں غیر قوم والے مسیح کو قبول کر لیں گے تو یہودی بھی دِل کی سختی ختم کر کے نجات دہندے کے پاس آ جائیں گے۔ مگر پولس کے مطابق دُرست مطلب یہ ہے کہ یہودیوں کے دِل کی سختی ختم ہو جائے گی جب وہ دیکھیں گے کہ خدا نے مسیح کے غیر یہودی پیروکاروں کے گناہوں کو معاف کر کے برکت بخشی ہے تو جیسا پولس نے ۱۱ آیت میں کہا کہ اُن کو غیرت آئے۔ وہ بھی چاہیں گے کہ اُن کے گناہ بھی خدا معاف کرے اور وہ بھی نجات دہندے مسیح یسوع کے پاس آ کے برکت پائیں۔

جیسا کہ پولس رسول نے پہلے لکھا کہ یہودی لوگ خدا کو اپنی محنت و کوشش سے خوش کرنا چاہتے تھے۔ وہ موسوی شریعت پر عمل کر کے راستباز ٹھہرنا چاہتے تھے، مگر وہ دِن دُور نہیں جب اُن کو احساس ہو گا کہ گناہوں سے معافی اور حقیقی راستبازی صرف اور صرف مسیح یسوع کے وسیلہ سے ہی مِل سکتی ہے جس طرح غیر قوم والوں کو مِلی۔

کیا ایسا ہے کہ یہودیوں کی بڑی اکثریت جس نے مسیح کا اِنکار کِیا وہ اَب مسیح کے پیروکاروں کے دُشمن ہو گئے ہیں؟ ایک لحاظ سے ہاں، ایسا ہی ہے۔ جو کوئی نجات دہندے مسیح یسوع کا اِنکار کرتا ہے وہ اُن کے بھی خلاف ہوتا ہے جِنہوں نے اُسے قبول کِیا ہے۔ آپ ایک کو رَد کریں گے تو ظاہر ہے دوسرا بھی رَد ہو گا۔ بدقسمتی سے تاریخ ایسے درد ناک واقعات سے بھری پڑی ہے کہ وہ لوگ جو اپنے آپ کو مسیحی کہتے تھے اُنہوں نے یہودیوں کو اِسی بِنا پر اذیت و

تکلیف پہنچائی۔ اِس طرح کے واقعات کی مسیحیت میں قطعی کوئی جگہ نہیں۔ یہ مسیحی سوچ اور کِردار و سیرت کے بالکل خلاف ہے۔ مسیح نے اپنے شاگردوں سے فرمایا، ''تم سُن چکے ہو کہ کہا گیا تھا کہ اپنے پڑوسی سے محبت رکھ اور اپنے دُشمن سے عداوت۔ لیکن مَیں تم سے یہ کہتا ہوں کہ اپنے دُشمنوں سے محبت رکھو اور اپنے ستانے والوں کے لئے دُعا کرو تاکہ تم اپنے باپ کے جو آسمان پر ہے بیٹے ٹھہرو کیونکہ وہ اپنے سُورج کو بدوں اور نیکوں دونوں پر چمکاتا ہے اور راستبازوں اور ناراستوں دونوں پر مینہ برساتا ہے۔'' (متی ۵:۴۳۔۴۵)

پولس رسول ہمیں یہ بھی یاد دِلاتا ہے کہ خدا کی بُلاہٹ تبدیل نہیں ہوئی۔ خدا نے بنی اِسرائیل کو چُنا کہ اُس کے خاص لوگ ہوں۔ اُس نے اُن کے بزرگوں اور آباؤ اَجداد سے ہمیشہ رہنے والے وعدے کِئے۔ خدا اُن کے ساتھ کِئے وعدوں اور اُن کے لئے اپنی بُلاہٹ سے کبھی نہیں پھِرا۔ بے شک یہودیوں کی اکثریت مسیح کے پیروکاروں کو پسند نہیں کرتی، مگر خدا اَب بھی اُن سے محبت رکھتا ہے، اور اپنے رحم و کرم کے دروازے اُن پر کھولے گا۔

یہ سب کیسے ہُوا؟ جِس طرح یہودیوں کی نافرمانبرداری غیر یہودیوں کے لئے خُد کی مہربانی اور رحمدلی کا باعث بنی اُسی طرح غیر یہودیوں کی فرمانبرداری یعنی انجیل کے پیغام کو قبول کرنا یہودیوں کے لئے مہربانی اور رحمدلی کا باعث بنے گا۔ ہم سب نے یہودی اور غیر یہودی دونوں نے گناہ کیا ہے اور خُدا کے نافرمانبردار ہیں۔ مگر خُدا نے مسیح کے وسیلہ سے سب پر رحم اور فضل کیا۔

جب پولس رسول خدا کی رحمدلی اور مہربانی کے بارے میں سوچتا ہے تو وہ اپنے تخلیق کار کی حمد و تمجید کِئے بِنا نہیں رہ سکتا۔ آیت ۳۳ سے ۳۶ میں وہ لکھتا ہے، ''واہ! خدا کی دولت اور حِکمت اور علم کیا ہی عمِیق ہے! اُس کے فیصلے کِس قدر اِدراک سے پرے اور اُس کی راہیں کیا ہی بے نشان ہیں! خدا کی عقل کو کِس نے جانا؟ یا کون اُس کا صلاح کار ہُوا؟ یا کِس نے پہلے اُسے کچھ دیا ہے جس کا بدلہ اُسے دیا جائے؟ کیونکہ اُسی کی طرف سے اور اُسی کے وسیلہ سے اور اُسی کے لئے سب چیزیں ہیں۔ اُس کی تمجید اَبد تک ہوتی رہے، آمین۔'' (رومیوں ۱۱:۳۳-۳۶)

بِلا شک و شبہ ہم خدا کی رحمدلی، مہربانی، شفقت و بخشِش کا بدلہ کبھی نہیں چُکا سکتے۔

تینتیسواں باب

زندہ قربانی

(رومیوں ۱۲:۱-۸)

رُوم میں رہنے والے مسیح کے پیروکاروں کے نام اپنے اِلہامی خط کے ۱۱ باب میں پولس رسول یہ اہم نکتہ واضح کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ یہ خدا کی مہربانی، رحم اور شفقت ہے کہ اُس نے گناہگاروں کو نجات بخشی۔ اگر خدا یہ رحم نہ کرتا تو ہم تباہ و برباد ہو چکے ہوتے کیونکہ ہم سب خدا کی توقعات اور معیار پر پورے نہیں اُترے۔

اِس سے ایک سوال ذہن میں اُبھرتا ہے۔ ہم خدا کی اِس بڑی مہربانی، رحم و بخشِش کا جواب کیسے دیں؟ پولس رسول اِس سوال کا جواب رُومیوں کے نام اپنے اِلہامی خط کے ۱۲ باب کی ۱ سے ۲ آیت میں دیتے ہوئے کہتا ہے، ''پس اَے بھائیو! مَیں خدا کی رحمتیں یاد دِلا کر تم سے اِلتماس کرتا ہوں کہ اپنے بدن ایسی قربانی ہونے کے لئے نذر کرو جو زندہ اور پاک اور خدا کو پسندیدہ ہو۔ یہی تمہاری معقول عبادت ہے۔ اور اِس جہان کے ہمشکل نہ بنو بلکہ عقل نئی ہو جانے سے اپنی صورت بدلتے جاؤ تاکہ خدا کی نیک اور پسندیدہ اور کامِل مرضی تجربہ سے معلوم کرتے رہو۔'' (رومیوں ۱۲:۱-۲)

پولس رسول لکھتا ہے کہ ہمیں چاہیے کہ اپنے بدن ایسی قربانی کے لئے خدا کی نذر کریں جو اُس کے ہاں پسندیدہ ہو۔ یہ بات وہ پہلے ہی ۶ باب کی ۱۳ اور ۱۹ آیت میں کہہ چُکا ہے مگر اپنے بدن خدا کے ہاں قربان کرنے سے کیا مطلب ہے؟ موسوی شریعت میں خدا نے بنی اِسرائیل کو ہدایت دی کہ وہ گناہوں کی معافی کے لئے جانوروں کا گوشت قربان گاہ پر چڑھائیں۔ اِس کا مطلب یہ تھا کہ خدا اِنسانی جان کے بدلہ جانور کی جان قبول کرے گا، اور اِنسان کے گناہ کی سزا جانور پر آئے گی۔ حقیقت میں جانور کی زندگی اِنسانی گناہ کی تلافی کے لئے کافی نہیں تھی۔ صرف اور صرف مسیح یسوع کی گناہ سے پاک اور معصوم زندگی ہی اِنسان کے گناہوں کا کفارہ ادا سکتی تھی۔ پاک صحائف میں لکھا ہے کہ جانوروں کی قربانی جو موسوی شریعت کے تحت درکار تھی، گناہ کی سزا کو محض کسی اَور وقت کے لئے ملتوی کر سکتی تھیں۔

موسوی شریعت کے تحت جانوروں کی قربانی دینے کے برعکس مسیح کے پیروکار خدا کے حضور اپنی قربانی پیش کرتے ہیں۔ فرق یہ ہے کہ مسیح میں ہم اپنے آپ کو ہلاک نہیں کرتے، بلکہ اپنے بدن خدا کی نذر کرتے ہیں۔ ہم مذہبی رسمیں ادا کر کے نہیں بلکہ اپنی زندگیاں خدا کو پیش کر کے نیک، پاک اور راستباز ٹھہرتے ہیں۔ ہم وہی کرتے ہیں جو خدا ہمیں کرنے کو کہتا ہے۔ ہم اُس کی عبادت و پرستِش جانوروں کا خون بہا کر نہیں بلکہ خدا کی مرضی کو پورا کرنے کے لئے کرتے ہیں۔ ہم ویسے ہی زندگی بسر کرتے ہیں جیسے ہمارا خداوند چاہتا ہے۔

ہم خدا کی مرضی کو کیسے جان سکتے ہیں؟ پولس رسول کہتا ہے کہ ہم خدا کی مرضی کو تب ہی جان سکتے ہیں جب ہم اپنی سوچ میں تبدیلی لائیں گے۔ ہمیں چاہیے کہ اپنے اِرد گرد رہنے والے لوگوں اور معاشرے سے ہٹ کر سوچیں۔ لازم ہے کہ ہمارے دِل و دماغ میں تبدیلی آئے تاکہ ہمارے اندر ایک نئی سوچ جنم لے۔ پولس رسول کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ لازم ہے کہ ہم خود غرضی کے رویہ کو چھوڑ کر خدمت کے رویہ میں چلے جائیں۔ لازم ہے کہ ہر وقت اپنے ہی فائدے کے بارے میں سوچنا بند کر دیں اور دوسروں کی خدمت و مدد کے جذبہ سے لبریز ہو جائیں۔

اِس تبدیلی میں یہ بھی شامل ہے کہ ہم اپنے بارے میں کیسے سوچتے ہیں۔ آیت ۳ سے ۸ میں پولس رسول لکھتا ہے، ''مَیں اُس توفیق کی وجہ سے جو مجھ کو مِلی ہے تم میں سے ہر ایک سے کہتا ہوں کہ جیسا سمجھنا چاہیے اُس سے زیادہ کوئی اپنے آپ کو نہ سمجھے بلکہ جیسا خدا نے ہر ایک کو اندازہ کے مطابق ایمان تقسیم کِیا ہے اِعتدال کے ساتھ اپنے آپ کو ویسا ہی سمجھے۔ کیونکہ جس طرح ہمارے بدن میں بہت سے اعضا ہوتے ہیں اور تمام اعضا کا کام یکساں نہیں، اُسی طرح ہم بھی جو بہت سے ہیں مسیح میں شامل ہو کر ایک بدن ہیں اور آپس میں ایک دوسرے کے اعضا۔ اور چونکہ اُس توفیق کے مُوافق جو ہم کو دی گئی ہمیں طرح طرح کی نعمتیں مِلیں، اِس لئے جس کو نبوت مِلی ہو وہ اِیمان کے اندازہ کے مُوافق نبوت کرے۔ اگر خدمت مِلی ہو تو خدمت میں لگا رہے۔ اگر کوئی مُعلم ہو تو تعلیم میں مشغول رہے۔ اور اگر ناصح ہو تو نصیحت میں۔ خیرات

بانٹنے والا سخاوت سے بانٹے۔ پیشوا سرگرمی سے پیشوائی کرے۔ رحم کرنے والا خوشی کے ساتھ رحم کرے۔'' (رومیوں ۱۲: ۳۔۸)

پولس رسول ہمیں کہتا ہے کہ ہم اپنے آپ کو جتنا سمجھنا چاہیے اُس سے زیادہ نہ سمجھیں۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہ ہمیں چاہیے کہ غرور و تکبر کو چھوڑ دیں۔ ہمیں اِیمانداری سے اپنے آپ کا جائزہ لینا چاہیے۔ ہماری ہر خوبی، قابلیت و اہلیت خدا کی طرف سے ہے، یہاں تک ہمارا اِیمان بھی یعنی ہماری اِیمان رکھنے کی قابلیت بھی خدا کی طرف سے ہے۔ ہمارے اندر کوئی بھی ہنر و قابلیت کیوں نہ ہو وہ سب خدا کے فضل کے وسیلہ سے ہمارا نعمت و اِنعام ہے۔

پولس رسول ہمیں سمجھانے کے لئے بدن کا اِستعارہ اِستعمال کرتا ہے۔ ہم اکیلے اپنی ذات سے ہر کام نہیں کر سکتے۔ جس طرح ہمارے بدن کے اعضا ایک دوسرے کی مدد کے بغیر کام نہیں کر سکتے، ہمیں بھی کلیسیا میں موجود دوسرے بہن بھائیوں کے ساتھ مِل کر کام کرنا چاہیے تاکہ اُن کے ہنر و قابلیت سے فائدہ اُٹھائیں۔ خدا کی طرف سے ہر شخص کو ہنر و قابلیت کا مختلف اِنعام و نعمت مِلی ہے، اور سب کے سب اہم و ضروری ہیں۔

اِس سوال کے جواب میں کہ کِس طرح کوئی اپنے بدن قربانی کے لئے خدا کے حضور پیش کر سکتا ہے، پولس رسول کہتا ہے کہ خدا نے ہمیں بہت سی نعمتیں اور اِنعام عطا کِئے ہیں۔ مگر ہمیں جاننے کی ضرورت ہے کہ ہم کیسے اِن کو اِستعمال کریں۔ کسی کو نبوت کی نعمت مِلی ہے، یعنی خدا کی طرف سے پیغام پا کر بولنا یا لکھنا۔ اگر کسی کے پاس یہ نعمت ہے تو اُس کا فرض ہے کہ وہ وفاداری اور

اِیمانداری سے خدا کا کلام اِیمان کے اندازہ کے مُوافق دوسروں تک پہنچائے۔ خدا کا پیغام دیتے وقت وہ اپنے جذبات اور احساسات کو قابو میں رکھے۔

اگر کسی کے پاس خدمت کی نعمت و اِنعام ہے تو وہ اُن کی ہر طرح سے مدد کرے جو مالی یا جسمانی مدد کے مُستحق ہیں۔ وہ کبھی بھی دوسروں کی مدد کرنے سے باز نہ رہے بلکہ وہ ہر وقت ضرورت مندوں کی مدد کے لئے تیار رہے۔

اگر کوئی مُعلم ہو تو وہ تعلیم دینے میں مشغول رہے یعنی وہ خدا کے کلام کو حکمت و وضاحت کے ساتھ دوسروں کو سمجھائے تاکہ وہ اپنی زندگیوں میں اُس پر عمل کریں۔ اگر کسی کے پاس خدا کی طرف سے تعلیم و پیغام دینے کی نعمت ہے تو وہ اپنے تک محدُود نہ رکھے بلکہ دوسروں کو بھی خدا کی انوکھی اور عجیب باتیں سمجھائے اور سکھائے، جس طرح اُس نے خدا کی سچائی کی پہچان و پرکھ کی ہے۔

کچھ لوگوں کے پاس دوسروں کو نصیحت کرنے اور حوصلہ دینے کی نعمت ہوتی ہے۔ جن کے پاس خدا کی طرف سے یہ نعمت ہو اُن کا فرض ہے کہ وہ شکستہ دِلوں اور پست حالوں کو حوصلہ اور آرام دیں اور جو سچائی اُن کے پاس ہے اُنہیں بھی دیں جو اِس سے محروم ہیں۔

کچھ کو خدا نے خیرات و سخاوت کی نعمت دی ہے یعنی اپنے طور پر کسی کی مالی مدد کرنا۔ ایسے لوگوں کو پتہ چل جاتا ہے کہ کوئی مالی پریشانی کا شکار ہے۔ عام طور پر ایسے لوگ پیسے کا اِستعمال بہت سوچ سمجھ کر کرتے ہیں اور وہ

جانتے ہیں کہ کیسے دوسروں کی مدد کرنا ہے۔ پولس رسول کہتا ہے کہ ایسے لوگوں کو چاہیے کہ دِل کھول کر ضرورت مندوں کو دیں۔

کچھ لوگوں کو خدا کی طرف سے پیشوائی یعنی راہنمائی کرنے کی نعمت مِلی ہوتی ہے۔ افسوس کی بات ہے کہ کلیسیاؤں میں ایسے راہنما بھی ہیں جو پیشوائی و راہنمائی کے قابل ہی نہیں۔ ہاں، وہ اپنی حیثیت اور عہدہ کا فائدہ تو اُٹھانا چاہتے ہیں مگر ذمہ داری نبھانا نہیں جانتے۔ اِسی لئے پولس رسول کہتا ہے کہ جن کے پاس پیشوائی یا راہنمائی کی نعمت ہو وہ حکمت و جوش، محبت و ایمانداری کے ساتھ اِس اہم فریضہ کو ادا کرے۔

اِسی طرح اگر کسی کو خدا نے رحم و ہمدردی کی نعمت دی ہو تو وہ خوشی سے بیماروں کی تیمارداری کرے نہ کے مجبوری یا محض دِکھاوے کے لئے کرے۔ اُس کو چاہیے کہ دوسروں کی خدمت کو اِلٰہی برکت سمجھے۔

پولس رسول نے اپنے اِلہامی خط میں جو کچھ لکھا اُس کی روشنی میں ہمیں اپنے آپ سے ایک سوال پوچھنا ہے کہ میرے پاس خدا کی کون سی نعمت یا اِنعام ہے اور مَیں اِسے دوسروں کی خدمت کے لئے کیسے اِستعمال کر سکتا ہوں؟

چونتیسواں باب

نیکی سے لِپٹے رہو

(رومیوں ۱۲:۹-۲۱)

اِنجیل کی خوشخبری یعنی یسوع مسیح کی موت، دفن ہونے اور تیسرے دِن مُردوں میں سے جی اُٹھنے کا ہماری زندگیوں پر ایک گہرا اثر ہونا چاہیے۔ خدا کی لازوال و بے مِثال محبت کا ثبوت یہ ہے کہ اُس نے ہماری خاطر مسیح یسوع کو صلیب پر قربان کر دیا کہ ہمیشہ کے لئے گناہوں کی سزا سے بچ جائیں۔

کیونکہ خدا نے اپنی محبت اور اپنا رحم ہمیں دِکھایا، ہمارا بھی فرض ہے کہ ویسی ہی محبت و رحم دوسروں کے ساتھ بھی کریں۔ پولس رسول رُوم میں رہنے والے مسیح کے پیروکاروں کے نام اپنے اِلہامی خط کے ۱۲ باب کی ۹ سے ۲۱ آیت میں لکھتا ہے، ''محبت بے ریا ہو۔ بدی سے نفرت رکھو۔ نیکی سے لِپٹے رہو۔ برادرانہ محبت سے آپس میں ایک دوسرے کو پیار کرو۔ عزت کی رُو سے ایک دوسرے کو بہتر سمجھو۔ کوشش میں سُستی نہ کرو۔ رُوحانی جوش میں بھرے رہو۔ خداوند کی خدمت کرتے رہو۔ اُمید میں خوش، مُصیبت میں صابِر، دُعا کرنے میں مشغول رہو۔ مُقدسوں کی اِحتیاجیں رفع کرو۔ مُسافرپروری میں لگے رہو۔ جو تمہیں ستاتے ہیں اُن کے واسطے برکت چاہو۔ برکت چاہو، لعنت نہ کرو۔ خوشی کرنے والوں کے ساتھ خوشی کرو۔ رُونے والوں کے ساتھ روؤ۔ آپس میں یک

دِل رہو۔ اُونچے اُونچے خیال نہ باندھو بلکہ ادنےٰ لوگوں کی طرف مُتوجہ ہو۔ اپنے آپ کو عقلمند نہ سمجھو۔ بدی کے عِوض کسی سے بدی نہ کرو۔ جو باتیں سب لوگوں کے نزدیک اچھی ہیں اُن کی تدبیر کرو۔ جہاں تک ہو سکے تم اپنی طرف سے سب آدمیوں کے ساتھ مَیل مِلاپ رکھو۔ اَے عزیزو! اپنا اِنتقام نہ لو بلکہ غضب کو موقع دو کیونکہ یہ لکھا ہے کہ خداوند فرماتا ہے اِنتقام لینا میرا کام ہے، بدلہ مَیں ہی دُوں گا۔ بلکہ اگر تیرا دُشمن بھوکا ہو تو اُس کو کھانا کِھلا، اگر پیاسا ہو تو اُسے پانی پِلا کیونکہ ایسا کرنے سے تُو اُس کے سَر پر آگ کے انگاروں کا ڈھیر لگائے گا۔ بدی سے مغلوب نہ ہو بلکہ نیکی کے ذریعہ سے بدی پر غالب آؤ۔" (رُومیوں ۱۲: ۹-۲۱)

اِس حوالہ میں پولس رسول ہمیں کچھ ایسی باتوں کی ترغیب دیتا ہے جو ہر مسیحی کا کرنا فرض ہے کیونکہ خدا نے بھی ہم سے ایسے ہی محبت رکھی اور رحم کِیا۔ وہ کہتا ہے کہ محبت بے ریا ہو۔ لازم ہے کہ یہ محض لفظوں تک محدُود نہ ہو۔ خدا نے بنی نوع اِنسان کے لئے محبت کا اِظہار صرف لفظوں کی حد تک نہیں کِیا بلکہ عمل و فعل سے اپنے کلام کو سچ کر دِکھایا۔ اُس کی محبت ہمارے لئے اِتنی عظیم، افضل و اعلیٰ تھی کہ اُس نے اپنے پیارے بیٹے یسوع مسیح کو دُنیا میں بھیجا کہ ہمیں گناہوں سے ہمیشہ کے لئے نجات دے۔ اِسی طرح ہماری محبت بھی ہمیں مجبور کرے کہ دوسروں کی خدمت کریں۔

اگر ہمارے اندر اِسی طرح کی اِلٰہی محبت ہو تو وہ ہمیں کیا کرنے پر مجبور کرے گی؟ محبت کی ایک خوبی یہ ہے کہ وہ بُرائی سے نفرت کرتی ہے۔ ایک

اَور مقام پر پولس رسول لکھتا ہے کہ محبت، ''بدکاری سے خوش نہیں ہوتی بلکہ راستی سے خوش ہوتی ہے۔'' (ا۔کرنتھیوں ۱۳:۶)

یقینی بات ہے کہ اگر ہم میں خدا کی محبت ہو گی تو ہم بُرائی کو کبھی اپنے پاس نہیں آنے دیں گے اور وہی کریں گے جو اچھا ہے۔ ہمیں اپنے فائدے کا نہیں بلکہ دوسروں کی مدد کرنے میں دلچسپی ہو گی۔

محبت ہمیں خدا کی خدمت کرنے پر مجبور کرے گی۔ جتنی زیادہ ہم میں خدا کی محبت ہو گی اُتنا ہی ہم اُس کی خدمت کرنے میں سَرگرم ہوں گے۔ خدا کی محبت کی آگاہی ہم میں دُکھ تکلیف سہنے اور زندگی کی مایوسیوں اور محرومیوں کا مقابلہ کرنے کا جذبہ اور زندہ اُمید پیدا کرتی ہے۔ اور زندہ اُمید ہمیں خوشی و شادمانی دیتی ہے، اور کیونکہ ہمارے پاس اُمید ہے اِس لئے جب ہم آزمائشوں میں پھنسیں گے تو ہم صبر وتحمل سے ہر آزمائش کا مقابلہ کریں گے۔ جس طرح ہمیں اُن لوگوں سے بات کرنا اچھا لگتا ہے جن سے محبت ہوتی ہے یا جو ہم سے محبت کرتے ہیں، اُسی طرح خدا کی ہم سے محبت اور ہماری خدا سے محبت ہمیں مجبور کرتی ہے کہ ہم اُس سے دُعا میں باتیں کریں۔ ہم اُس سے اپنی پریشانیاں، اپنی اُمیدیں اور اپنی خوشیاں بانٹ سکتے ہیں۔

محبت ہمیں اِس قابل بناتی ہے کہ ہم دوسروں کی خدمت کریں۔ پولس رسول لکھتا ہے لازم ہے کہ ہم مہمان نوازی اور مُسافرپروری میں لگے رہیں یعنی دوسروں کو اپنے گھر کھانے یا چائے پر بُلانا اور باہمی رفاقت رکھنا۔ یہ بھی لازم

ہے کہ ہم دوسرے اِیماندار بہن بھائیوں کی جسمانی و دُنیاوی ضرورتوں کو پورا کریں۔

یہ بھی ذہن میں رہے کہ ہم خدا کی محبت کو صرف اپنے مسیحی بہن بھائیوں تک ہی محدُود نہ رکھیں بلکہ پولس رسول لکھتا ہے کہ ہم اُن کے لئے بھی برکت چاہیں جو ہم پر ظلم وستم کرتے ہیں۔ جب ہم ایسا کرتے ہیں تو ہم مسیح کے نمونہ پر چلتے ہیں۔ جیسا کہ پطرس رسول لکھتا ہے، ''...تم اِسی کے لئے بُلائے گئے ہو کیونکہ مسیح بھی تمہارے واسطے دُکھ اُٹھا کر تمہیں ایک نمونہ دے گیا ہے تاکہ اُس کے نقشِ قدم پر چلو۔ نہ اُس نے گناہ کِیا اور نہ اُس کے منہ سے کوئی مکر کی بات نکلی، نہ وہ گالیاں کھا کر گالی دیتا تھا اور نہ دُکھ پا کر کسی کو دھمکاتا تھا بلکہ اپنے آپ کو سچے اِنصاف کرنے والے کے سُپرد کرتا تھا۔'' (۱۔پطرس ۲:۲۱۔۲۳)

دوسروں سے محبت رکھنے اور اُن کی فلاح و بہبُود کو اولیت دینے سے ہمارے دِل میں اُن کے ساتھ رفاقت بڑھتی ہے۔ جب اُنہیں برکت مِلتی ہے تو ہم اُن کے ساتھ خوش ہوتے ہیں، اور اِسی طرح جب وہ غمزدہ اور افسردہ حالت میں رو رہے ہوں گے تو ہم اُن کے ساتھ روئیں گے۔ جب ہم دوسروں کی خوشیوں اور غموں کو سمجھیں گے تو اِس سے ہمارے دِل میں اُن کی اہمیت و قدر بڑھے گی اور ہم اُن کے ساتھ اَور بھی زیادہ بھائی چارے اور باہمی میل مِلاپ سے رہیں گے۔

ہم میں خدا کی محبت اور رحم نہ صرف ایک خاص انداز سے سوچنے اور عمل کرنے پر مجبور کر دیتا ہے بلکہ بہت ساری بُرائیوں سے بچائے رکھتا ہے۔ پولس رسول لکھتا ہے، لازم ہے کہ مسیح کے پیروکار مغرُور و گھمنڈی نہ ہوں۔ اِس سے پہلے پولس نے کہا کہ ہمارے پاس کیا ہے جس پر فخر کریں؟ ہم سب گناہگار ہیں۔ ہم کِتنے ہی اچھے اور نیک کام کیوں نہ کر لیں اِلٰہی سزا و عدالت سے بچ نہیں سکتے۔ صرف ایک ہی راستہ ہے جس پر چل کر ہم خدا کے ساتھ اپنا ٹوٹا ہُوا رشتہ بحال کر سکتے ہیں اور وہ ہے اُس کا رحم۔ اِس کی روشنی میں لازم ہے کہ ہم دوسروں سے مِلتے وقت خود پسند و مغرور نہ ہوں کیونکہ ہمیں بھی خدا کے اُسی فضل و رحم کی ضرورت ہے جو اُنہیں ہے۔

جب ہم سے کوئی بُرا سلوک کرتا ہے تو قدرتی بات ہے کہ ہم بدلہ لینا چاہتے ہیں اور اُن کے ساتھ بھی وہی کچھ کرنا چاہتے ہیں جو اُنہوں نے ہمارے ساتھ کِیا۔ لیکن پولس رسول کہتا ہے کہ بدی کے عوض کسی سے بدی نہ کرو بلکہ ہمیں وہی کرنا ہے جو اچھا ہے۔ ہم تفرقے اور جدائیاں پیدا نہ کریں بلکہ جہاں تک ممکن ہو سب کے ساتھ پیار و صلح سے رہیں۔ اگرچہ ہماری یہ خواہش ہے کہ سب کے ساتھ باہمی محبت و صلح سے رہیں مگر بدقسمتی سے اکثر ایسا نہیں ہوتا۔ مسیح یسوع نے ہمیں محبت، معافی اور صلح کا پیغام دیا مگر لوگوں نے اُن پر ظلم و ستم برپا کر کے صلیب پر چڑھا دیا، اور اگر لوگوں نے ہمارے خداوند یسوع مسیح سے ایسا کِیا تو حیرت کی بات نہیں کہ ہمارے لئے بھی کچھ لوگوں کے ساتھ امن و صلح رکھنا ممکن نہ ہو۔

مسیح کے پیروکاروں کو چاہیے کہ وہ بدلہ لینے کی بجائے ہمدردی اور رحم سے کام لیں۔ جب ہم اپنے دُشمنوں کی حاجات اور ضرورتوں کو پورا کرتے ہیں تو وہ اپنے کِئے پر شرمندہ ہوتے ہیں۔ جیسا کہ پولس رسول نے اِس خط کے پہلے حِصہ میں کہا، ''...خدا کی مہربانی تجھ کو توبہ کی طرف مائل کرتی ہے۔'' (رومیوں ۲:۴) ہماری ہمدردی اور رحم خدا کی ہمدردی اور رحم کو ظاہر کرتا ہے اور اُس کے نتائج بھی ایک جیسے ہی ظاہر ہوتے ہیں۔ یہ ایک عملی اُصول ہے جو پولس رسول بیان کرتا ہے کہ نیکی کے ذریعہ سے بدی پر غالب آؤ۔

پینتیسواں باب

حکومتوں کا تابعدار

(رومیوں ۱۳:۱-۷)

ہم ایک ایسے خدا کی خدمت و پرستِش کرتے ہیں جو ہمدرد اور رحم کرنے والا ہے۔ بائبل مُقدس میں خدا کی تحریک سے پُرانے عہدنامہ کو لکھنے والے بار بار یہ یقین دِلاتے ہیں کہ خدا ہم سے ہمارے گناہوں کے مُوافق سلوک نہیں کرتا، اور اِس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ خدا نے مسیح یسوع کو دُنیا میں بھیجا کہ ہمیں گناہوں سے ہمیشہ ہمیشہ کے نجات دے۔

لیکن خدا کا رحم اور ہمدردی ہمارے اُوپر ذمہ داری بھی ڈال دیتی ہے کہ ہم دوسروں کے ساتھ بھی وہی رحم و ہمدردی کا برتاؤ کریں جو خدا نے ہمارے ساتھ کِیا ہے۔ رُوم میں رہنے والے مسیح کے پیروکاروں کے نام اپنے اِلہامی خط میں پولس رسول لکھتا ہے کہ ہم بدی کے عوض بدی نہ کریں۔ اگر ہمارے ساتھ کوئی بُرائی کرتا ہے تو اُس کا جواب بُرائی میں مت دیں بلکہ رحم و ہمدردی سے پیش آئیں۔

خدا کا رحم ہم سے یہ بھی چاہتا ہے کہ ہم اُس کے اِلٰہی معیار، اُصول و قوانین کی عزت و احترام کریں۔ ۱۳ باب کی ۱ سے ۷ آیت میں پولس رسول لکھتا ہے، ''ہر شخص اعلیٰ حکومتوں کا تابعدار رہے کیونکہ کوئی حکومت ایسی نہیں جو

خدا کی طرف سے نہ ہو اور جو حکومتیں موجود ہیں وہ خدا کی طرف سے مُقرر ہیں۔ پس جو کوئی حکومت کا سامنا کرتا ہے وہ خدا کے اِنتظام کا مخالف ہے اور جو مخالف ہیں وہ سزا پائیں گے کیونکہ نیکوکار کو حاکموں سے خوف نہیں بلکہ بدکار کو ہے۔ پس اگر تُو حاکم سے نڈر رہنا چاہتا ہے تو نیکی کر۔ اُس کی طرف سے تیری تعریف ہو گی کیونکہ وہ تیری بہتری کے لئے خدا کا خادِم ہے۔ لیکن اگر تُو بدی کرے تو ڈر کیونکہ وہ تلوار بے فائدہ لئے ہوئے نہیں اور خدا کا خادم ہے کہ اُس کے غضب کے مُوافق بدکار کو سزا دیتا ہے۔ پس تابعدار رہنا نہ صرف غضب کے ڈر سے ضرور ہے بلکہ دِل بھی یہی گواہی دیتا ہے۔ تم اِسی لئے خِراج بھی دیتے ہو کہ وہ خدا کے خادِم ہیں اور اِس خاص کام میں ہمیشہ مشغول رہتے ہیں۔ سب کا حق ادا کرو۔ جس کو خِراج چاہیے خِراج دو، جس کو محصول چاہیے محصول، جس سے ڈرنا چاہیے اُس سے ڈرو، جس کی عزت کرنا چاہیے اُس کی عزت کرو۔“
(رومیوں ۱۳:۱۔۷)

پولس رسول کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ حکومت ایک ایسا اِدارہ ہے جس کا نظام اِنسانی دماغ نے تخلیق نہیں کِیا۔ حکومت کرنے کا طریقۂ کار زمانے اور وقت کے لحاظ سے فرق تو ہو سکتا ہے مگر کسی فرد یا اِدارے کو حکومت کرنے کا اِختیار دینا اور معاشرے کو ایک نظم و ضبط میں رکھنا خدا کا کام ہے۔ اِس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ دُنیاوی حکمرانوں پر بھی ایک حکمرانِ اعلیٰ ہے یعنی خدا۔ اُس کی مرضی اور اِرادہ کے بغیر ایک پتا بھی نہیں ہِل سکتا۔ جو وہ چاہتا ہے کرتا ہے۔ لیکن خدا اپنی طاقت اور اِختیار دُنیاوی حکمرانوں کو سُونپ دیتا ہے کہ

وہ لوگوں کے جان و مال کا تحفظ کریں، امن و امان قائم کریں اور اِیمانداری و اِنصاف سے حکومت کریں۔ جب کہ خدا کی طرف سے اُنہیں حکومت کرنے کا اِختیار دیا گیا ہے تو اِس کا مطلب یہ ہُوا کہ وہ سب خدا کے نمائندہ ہیں۔

یہ ایک بہت ہی غور طلب حقیقت ہے۔ لازم ہے کہ ہم اپنے آپ کو اِختیار والوں یعنی حکومت کرنے والوں کے سُپرد کریں جس طرح ہم اپنے آپ کو خدا کے حوالے کرتے ہیں۔ پولس رسول کہتا ہے کہ اگر ہم حکومتی اِختیار والوں کے خلاف بغاوت کرتے ہیں تو درحقیقت خدا کے خلاف باغیانہ روِش اِختیار کرتے ہیں کیونکہ خدا کی مرضی سے وہ اپنے عہدے پر فائز ہیں۔ اگر ہم خدا کے مُقرر و قائم کِئے ہوئے حکومتوں کے خلاف بغاوت کرتے ہیں تو ہم عدالت و سزا کے حقدار ہیں۔ اِس کے برعکس اگر ہم وہ کریں جو دُرست و صحیح ہے تو پھر ہمیں حکومت اور حکومت والوں سے ڈرنے کی قطعی کوئی ضرورت نہیں۔

مگر اِس سے ایک اَور اہم سوال ذہن میں اُبھرتا ہے۔ ہم سب جانتے ہیں کہ حکومتی اِختیار والے ہمیشہ نیک و پارسا، اِیماندار و اِنصاف پسند نہیں ہوتے۔ وہ اکثر ایسی حرکتیں کر جاتے ہیں جو بُری اور خراب ہوتی ہیں۔ کبھی کبھی وہ ہم سے بھی وہی کچھ کروانا چاہتے ہیں جو اِلٰہی معیار کے بالکل برعکس ہوتا ہے۔ کیا ہمیں پھر بھی اُن کی تابعداری کرتے ہوئے اُن کے ناپاک عزائم میں شامل ہونا ہے؟

پولس رسول اِس سوال کا جواب براہؔ راست نہیں دیتا بلکہ بتاتا ہے کہ حکومتی اِختیار والوں کی ذمہ داری کیا ہونی چاہیے۔ ایک تو یہ کہ وہ نیک و اچھا

کام کرنے والوں کی تعریف کریں۔ دوسری یہ کہ جو لوگ حکومت کے تحت ہیں اُن کے ساتھ اچھا برتاؤ کریں۔ اور تیسری ذمہ داری یہ کہ اُن کو سزا دیں جو بُرے کام کرتے ہیں۔ اِس کی روشنی میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہم پولس رسول کے بتائے ہوئے اِن اُصولوں کے خلاف اُکسانے والوں کے قطعی تابعدار نہ ہوں۔ مثال کے طور پر اگر حکومت یا اُس کا کوئی کارندہ کسی ایسے کام میں شریک کرنا چاہتا ہے جو خدا کی طرف سے غلط ہے یا ایسے کام سے باز رکھنے کی کوشش کرتا ہے جس کا خدا نے ہمیں حکم دیا ہے تو ہمیں ایسی حکومت اور اِختیار والوں کی تابعداری نہیں کرنی۔

مسیح کے شاگرد ہمارے سامنے ایک اعلیٰ و اہم مثال ہیں۔ جب یروشیلم میں حکومتی اِختیار والوں نے اُن کو مسیح کے نام کا پرچار کرنے سے رُوک دیا تو پطرس رسول اور یوحنا رسول نے جواب دیا، ”...تم ہی اِنصاف کرو آیا خدا کے نزدیک یہ واجب ہے کہ ہم خدا کی بات سے تمہاری بات زیادہ سُنیں۔“ (اعمال ۴:۱۹)

لہٰذا اگر حکومت جو چاہتی ہے اور خدا کی خواہش و چاہنے میں فرق ہو تو ہم پر ذمہ داری ہے کہ حکومت کا ساتھ نہ دیں۔ پولس رسول کہتا ہے کہ حکومتی اِختیار والے خدا کے خادِم ہیں۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہ اِختیار والوں کی تابعداری کرنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ خدا کے نمائندے ہیں اور خدا کی طرف سے کام کر رہے ہیں۔ ہمیں خدا کی طرف سے عدالت و سزا کے خوف سے تابعداری کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ کیونکہ ہم نے اپنے آپ کو خدا کے سُپرد کِیا

ہے اِس لئے ہمیں اُن کی بھی تابعداری کرنا ہے جن کو خدا نے مُقرر کِیا ہے۔ اُن کی حکم عدُولی ہمارے ضمیر کو کبھی چین نہیں لینے دے گی۔

ظاہر ہے جب تک وسائل نہ ہوں کوئی بھی ایسا کوئی قدم نہیں اُٹھا سکتا ہے۔ معصوم لوگوں کی حفاظت اور بُرے کام کرنے والوں کے خلاف کاروائی کرنے کے لئے پیسہ درکار ہوتا ہے۔ اِس کے علاوہ حکومتی اِختیار والے خدا کی طرف سے کام نہیں کر سکتے جب تک کہ اُن کی اپنی ضروریات پوری نہ ہوں۔ کسی شہر، صوبہ اور مُلکی نظام کو چلانا کوئی آسان کام نہیں۔ پورا وقت اِسی کام کے لئے دینا پڑتا ہے۔ کیونکہ حکمران اپنا سارا وقت نظم و ضبط قائم کرنے میں لگاتے ہیں، اِس لئے اُن کے پاس کہیں اَور سے پیسہ کمانا ممکن نہیں ہوتا۔ ٹیکس لگانے کا ایک مقصد یہ بھی ہوتا ہے کہ حکومت چلانے اور حکومتی کام کرنے والوں کے لئے اخراجات مُہیا کرے۔ کوئی بھی خوشی سے ٹیکس نہیں دیتا مگر پھر بھی وہ بہت ضروری ہیں۔ بجائے اِس کے ہم ٹیکس ادا کرتے وقت شکایت کریں یا ہچکچاہٹ یا بُڑبُڑائیں، لازم ہے کہ ہم شکریہ ادا کریں کہ ہمارے ٹیکس ادا کرنے سے حکومت وہ کام سَرانجام دے سکتی ہے جو خدا نے ہماری خاطر اُن کو دیا ہے۔

پولس رسول کہتا ہے کہ ہمیں نہ صرف ٹیکس ادا کرنا ہے بلکہ جو کچھ ہمارے اُوپر واجب ہے خواہ آمدنی، خواہ عزت و احترام۔ مسیح کی پیروی کرنے کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ ہم دوسروں کی عزت و احترام نہ کریں۔ ہماری عادت ہے کہ ہم اُن راہنماؤں اور حکومتی اِختیار والوں کا تمسخر اُڑاتے ہیں جن کو ہم پسند نہیں کرتے یا جن کا طرزِ حکومت ہماری سوچ و تصور کے مطابق نہیں ہوتا۔ ایسا

ہرگز نہیں ہونا چاہیے۔ ہم اُنہیں پسند کریں یا نہ کریں وہ خدا کے خادِم ہیں، اور ہمیں اُن کو عزت و قدر کی نگاہ سے دیکھنا چاہیے۔ اگر ہم اُن کی عزت نہیں کر سکتے تو کم از کم اُن کے عہدے کا ہی خیال رکھنا چاہیے۔

چھتّیسواں باب

شریعت کی تعمیل

(رومیوں ۱۳: ۸-۱۴)

وقت کے ساتھ ساتھ اِنسانی سَرگرمیاں اور کھیل کود کے اُصول اَور بھی پیچیدہ ہوتے جا رہے ہیں۔ مثال کے طور پر کسی بھی کھیل کو لے لیجئے۔ شروع میں قانون و قاعدے بہت سادہ ہوئے کرتے تھے، گیند کو آگے لے جائیں اور گول کر دیں۔ مگر کھیل ایجاد کرنے والوں کی سوچ کے برعکس وقت کے ساتھ ساتھ نئے قانون و قاعدے مُتعارف ہوتے چلے گئے، بلکہ ہر نئی صورتِ حال نے نئے قانون و قاعدے کو جنم دیا حتیٰ کہ کھیل جو لوگوں کے لئے تفریح و خوشی کا باعث تھے پیچیدہ سے پیچیدہ ہوتے چلے گئے۔ اَب حالت یہ ہے کہ گیند کو آگے لے جانا کافی نہیں کیونکہ آپ اُسے اُٹھا کر گول میں نہیں پھینک سکتے، صرف جسم کے مخصوص حِصوں سے چُھو سکتے ہیں۔ جِتنے زیادہ قانون و قاعدے بن گئے ہیں، اُن کو سامنے رکھتے ہوئے کھلاڑی میں اُتنی ہی زیادہ صلاحیت و قابلیت درکار ہے۔

مذہبی معاملات میں بھی کچھ ایسا ہی ہے۔ خدا نے بنی اِسرائیل کے ساتھ جو عہد باندھا اُس کو صرف دَس قوانین میں بانٹ سکتے ہیں جن کو ہم دَس احکامات کہتے ہیں۔ اِن اِلٰہی احکامات کو مختلف حالات میں لاگو کرنے کے لئے

وضاحت و تشریح کے طور پر خدا کی طرف سے ۶۰۰ سے زیادہ مزید احکامات مُتعارف کِئے گئے۔ بدقسمتی سے ہماری گناہ آلودہ طبیعت اور قانون کی پیچیدگیوں کی وجہ سے مسیح یسوع کے علاوہ کوئی دوسری ہستی نہیں جو اِن کی مکمل طور پر تابعداری کر سکے۔ مگر اِنسان پھر بھی اِن قوانین و احکامات سے مُطمئِن نہ ہُوا اور سالوں سال اُن کی وضاحت و تشریح اور بہتر طور پر سمجھنے اور سمجھانے کے لئے کہ خدا نے کیا فرمایا ہے، مزید قانون مُتعارف کرتا گیا۔ اِنسان نے جن قوانین و ضابطوں کا اِضافہ کِیا وہ اِس حد تک پیچیدہ ہو گئے کہ اُن پر عمل کرنا کمر توڑ بوجھ بن گیا۔

رُوم میں رہنے والے مسیح کے پیروکاروں کے نام اپنے اِلہامی خط میں پولس رسول واضح کرتا ہے کہ مسیح یسوع نے اِس کمر توڑ بوجھ اور موسوی شریعت کی پیچیدگیوں کا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دیا۔ شرعی قوانین نے ہمیں باہر کے قاعدوں اور ضابطوں میں پِرو دیا ہے۔ مگر مسیح نے ہمیں اندر سے تبدیل کر دیا ہے تاکہ ہم وہی کریں جو خدا کی نظر میں اچھا ہے۔ درحقیقت اُس نے موسوی شریعت کے پیچیدہ اور کمر توڑ قوانین کو تمام حالات کے لئے ایک ہی اُصول میں بدل دیا ہے۔

۱۳ باب کی ۸ سے ۱۴ آیت میں پولس رسول اِس بارے میں لکھتا ہے، ”آپس کی محبت کے سِوا کسی چیز میں کسی کے قرضدار نہ ہو کیونکہ جو دوسرے سے محبت رکھتا ہے اُس نے شریعت پر پورا عمل کِیا۔ کیونکہ یہ باتیں کہ زنا نہ کر، خون نہ کر، چوری نہ کر، لالچ نہ کر اور اِن کے سِوا اَور جو کوئی حکم ہو اُن سب

کا خلاصہ اِس بات میں پایا جاتا ہے کہ اپنے پڑوسی سے اپنی مانند محبت رکھ۔ محبت اپنے پڑوسی سے بدی نہیں کرتی، اِس واسطے محبت شریعت کی تکمیل ہے۔ اور وقت کو پہچان کر ایسا ہی کرو، اِس لئے کہ اَب وہ گھڑی آ پہنچی کہ تم نیند سے جاگو کیونکہ جس وقت ہم اِیمان لائے تھے اُس وقت کی نسبت اَب ہماری نجات نزدیک ہے۔ رات بہت گذر گئی اور دِن نکلنے والا ہے۔ پس ہم تاریکی کے کاموں کو ترک کر کے روشنی کے ہتھیار باندھ لیں۔ جیسا دِن کو دستُور ہے شایستگی سے چلیں نہ کہ ناچ رنگ اور نشہ بازی سے، نہ زناکاری اور شہوت پرستی سے اور نہ جھگڑے اور حسد سے۔ بلکہ خداوند یسوع مسیح کو پہن لو اور جسم کی خواہشوں کے لئے تدبیریں نہ کرو۔" (رومیوں ۱۳:۸۔۱۴)

پولس رسول نے جو کچھ اِن آیات میں لکھا ہے وہ بالکل اُس کے مطابق ہے جو مسیح یسوع نے خود کہا۔ ایک دفعہ ایک عالمِ شرع نے مسیح سے پوچھا کہ توریت میں کون سا حکم بڑا ہے؟ تو اُس نے جواب دیا، "...خداوند اپنے خدا سے اپنے سارے دِل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری عقل سے محبت رکھ۔ بڑا اور پہلا حکم یہی ہے۔ اور دوسرا اِس کی مانند یہ ہے کہ اپنے پڑوسی سے اپنے برابر محبت رکھ۔ اِنہی دو حکموں پر تمام توریت اور انبیا کے صحیفوں کا مدار ہے۔" (متی ۲۲:۳۷۔۴۰)

پولس رسول چار مثالیں پیش کرتا ہے کہ کیسے محبت ساری شریعت کو پورا کرتی ہے۔ اگر ہم محبت کرتے ہیں تو ہم کسی دوسرے کی بیوی پر قبضہ نہیں جمائیں گے جیسا کہ وہ لکھتا ہے کہ محبت "...اپنی بہتری نہیں چاہتی..."

(۱۔کرنتھیوں ۵:۱۳) اِسی طرح اگر ہم محبت کرتے ہیں تو کبھی کسی کو قتل نہیں کریں گے کیونکہ محبت ''...جھنجھلاتی نہیں، بدگمانی نہیں کرتی۔'' (۱۔ کرنتھیوں ۵:۱۳) اگر ہم محبت کرتے ہیں تو کبھی چوری نہیں کریں گے کیونکہ ''محبت صابر ہے اور مہربان...'' (۱۔کرنتھیوں ۴:۱۳) اگر ہم محبت کرتے ہیں تو کسی چیز کا لالچ نہیں کریں گے کیونکہ ''...محبت حسد نہیں کرتی...'' (۱۔کرنتھیوں ۴:۱۳)

موسوی شریعت کا مقصد یہ ہے کہ ہمیں ایک دوسرے سے محفوظ رکھے کہ کسی کو نقصان نہ پہنچائیں۔ جبکہ محبت کسی کے لئے کوئی خطرہ نہیں ہوتی اِس لئے شریعت و قانون کے مقصد کو پورا کر دیتی ہے۔

محبت نہ صرف شریعت و قانون کو پورا کر دیتی ہے بلکہ پولس رسول دوسری وجہ یہ پیش کرتا ہے کہ ''...جس وقت ہم اِیمان لائے تھے اُس وقت کی نسبت اَب ہماری نجات نزدیک ہے۔'' (رُومیوں۱۳:۱۱)

یہ مسیح یسوع کے دُنیا میں آنے کی طرف اِشارہ ہے کہ جب وہ آئیں گے تو وہ اپنے نجات یافتہ پیروکاروں کو اِکٹھا کریں گے اور کُل دُنیا کا اِنصاف کریں گے۔ پولس رسول نے اپنے اِلہامی خط کے شروع میں بڑی وضاحت سے بیان کِیا کہ مسیح کے پیروکار پہلے ہی نجات پا چکے ہیں، ''پس اَب جو مسیح یسوع میں ہیں اُن پر سزا کا حکم نہیں۔'' (رومیوں ۸:۱)

یہ سب کچھ ماضی میں ہُوا۔ مگر پولس واضح کرتا ہے کہ نجات ایک مسلسل جاری رہنے والا سلسلہ ہے۔ مسیح کے پیروکار نجات پانے اور مسیح کی مانند بننے کا عمل آج بھی جاری رکھے ہوئے ہیں۔ اپنے اِس حوالہ میں پولس رسول

نجات کے مُستقبل سے تعلق کو بھی واضح کرتا ہے کہ مسیح کے پیروکاروں کی نجات اُس وقت تک مکمل نہیں ہو گی جب تک مسیح دُنیا میں واپس نہ آئیں۔

ہم نہیں جانتے کہ مسیح کب آئیں گے۔ ہم صرف اِتنا کہہ سکتے ہیں کہ ہر آنے والا دِن مسیح کے دُنیا میں آنے کے وقت کو قریب کرتا جا رہا ہے کیونکہ نجات ایک مسلسل جاری رہنے والا سلسلہ ہے۔ لہٰذا ہم نہیں جانتے کہ وہ کب آئے گا، اِس لئے ہم مسیح کو قبول کرنے کو ماضی میں بہانہ کے طور پر اِستعمال نہیں کر سکتے اور اُس کے اِنتظار میں ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کر نہیں بیٹھ سکتے۔ سُست بیٹھنے سے ہم خدا کی مرضی کو پورا نہیں کر سکتے۔ جیسا کہ پولس رسول نے پہلے ہی کہا کہ لازم ہے کہ ایک دوسرے سے محبت کرتے رہیں۔

محبت کا تقاضا ہے کہ ہم ''تاریکی کے کاموں کو ترک'' کر دیں۔ جبکہ محبت ''بدکاری سے خوش نہیں ہوتی بلکہ راستی سے خوش ہوتی ہے'' (۱۔کرنتھیوں ۶:۱۳) ہم بدی و بُرائی کے ساتھ ساتھ محبت کا دعویٰ نہیں کر سکتے۔ اگر ہم مسیح کے پیروکار ہیں تو ہمیں اپنے اندر سے ہر قِسم کی بدی اور ناراستی کو جڑ سے نکالنا ہو گا۔ مثال کے طور پر ناچ رنگ، نشہ بازی، زناکاری، شہوت پرستی، جھگڑے اور حَسد، اگر یہ سب بُرائیاں ہمارے اندر ہیں تو ہم محبت کی راہ پر نہیں چل رہے۔

پولس رسول کہتا ہے کہ تاریکی کے کاموں کو ترک کر کے ''...روشنی کے ہتھیار باندھ لیں۔'' (رومیوں ۱۲:۱۳) مگر یہ روشنی کے ہتھیار کیا ہیں؟ ایک اَور مقام پر پولس رسول روشنی کے ہتھیار کے بارے میں کہتا ہے، ''...سچائی سے اپنی کمر کَس کر اور راستبازی کا بکتر لگا کر اور پاؤں میں صلح کی خوشخبری کی تیاری

کے جُوتے پہن کر۔ اور اُن سب کے ساتھ اِیمان کی سِپر لگا کر قائم رہو جس سے تم اُس شریر کے سب جلتے ہوئے تِیروں کو بُجھا سکو۔ اور نجات کا خود اور رُوح کی تلوار جو خدا کا کلام ہے لے لو۔" (اِفسیوں ۶: ۱۴-۱۷)

پولس رسول کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں چاہیے کہ مسیح کو پہن لیں۔ اگر یہ کہیں کہ روشنی کے ہتھیار مسیح کی عادات و خصوصیات ہیں تو بجا ہو گا۔ ہم سب کو اپنے آپ سے ایک سوال پوچھنا ہے کہ کیا ہم مسیح کی مانند بن رہے ہیں یا ابھی تک گناہ آلودہ خواہشات میں اُلجھے ہوئے ہیں۔

سینتیسواں باب

شک و شُبہ کی تکراریں

(رومیوں ۱۴:۱-۱۲)

پولس رسول ہمیں نصیحت و ہدایت دیتے ہوئے کہتا ہے کہ اگر ہم ایک دوسرے سے محبت رکھتے ہیں تو ہمیں قانونی ضابطوں کی قطعی ضرورت نہیں کہ ہمارے فعل و عمل میں رکاوٹ کا سبب بنیں۔ رُوم میں رہنے والے مسیح کے پیروکاروں کے نام اپنے اِلہامی خط میں پولس رسول لکھتا ہے، ''محبت اپنے پڑوسی سے بدی نہیں کرتی۔ اِس واسطے محبت شریعت کی تعمیل ہے۔'' (رومیوں ۱۳:۱۰)

مگر اِس سے ہمیں ایک اَور مسئلہ کا سامنا ہے۔ اگرچہ ہم مسیح کے پیروکار ہیں اور دوسروں کے ساتھ محبت و پیار سے پیش آتے ہیں مگر پھر بھی ہم کچھ لوگوں سے ہر بات میں مُتفِق نہیں ہوتے۔ اور اِختلافِ رائے کی ایک وجہ یہ ہے کہ ہم سب کا مسیح کے بارے میں علم و معلومات مختلف ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہ ایک شخص کا اِیمان کسی ایک بات کے بارے میں بہت ہی مضبوط ہے اور دوسری بات کے بارے میں بہت ہی کمزور۔ ہمارا اِیمان مضبوط ہوتا ہے جب مختلف حالات میں ہماری آزمائش ہوتی ہے۔

مسیح کے پیروکار ہونے کے ناطے ہمیں کیا کرنا چاہیے جب ہمارے اِیمان اور سمجھ میں فرق کی وجہ سے دوسرے اِیمانداروں سے مُتفِق نہیں ہوتے؟

اپنے اِلہامی خط کے ۱۴ باب کی ۱ سے ۱۲ آیت میں پولس رسول واضح کرتا ہے کہ جب ہم دوسرے اِیمانداروں سے کسی بات پر مُتفِق نہیں ہوتے تو ہمیں کیا کرنا چاہیے، ''کمزور اِیمان والے کو اپنے میں شامل تو کر لو مگر شک و شبہ کی تکرارُوں کے لئے نہیں۔ ایک کو اِعتقاد ہے کہ ہر چیز کا کھانا روا ہے اور کمزور اِیمان والا ساگ پات ہی کھاتا ہے۔ کھانے والا اُس کو جو نہیں کھاتا حقیر نہ جانے اور جو نہیں کھاتا وہ کھانے والے پر اِلزام نہ لگائے کیونکہ خدا نے اُسے قبول کر لیا ہے۔ تُو کون ہے جو دوسرے کے نوکر پر اِلزام لگاتا ہے؟ اُس کا قائم رہنا یا گِر پڑنا اُس کے مالِک ہی سے متعلق ہے بلکہ وہ قائم ہی کر دیا جائے گا کیونکہ خداوند اُس کے قائم کرنے پر قادِر ہے۔ کوئی تو ایک دِن کو دوسرے سے افضل جانتا ہے، اور کوئی سب دِنوں کو برابر جانتا ہے۔ ہر ایک اپنے دِل میں پورا اِعتقاد رکھے۔ جو کسی دِن کو مانتا ہے وہ خداوند کے لئے مانتا ہے اور جو کھاتا ہے وہ خداوند کے واسطے کھاتا ہے کیونکہ وہ خدا کا شکر کرتا ہے اور جو نہیں کھاتا وہ بھی خداوند کے واسطے نہیں کھاتا اور خدا کا شکر کرتا ہے۔ کیونکہ ہم میں سے نہ کوئی اپنے واسطے جیتا ہے، نہ کوئی اپنے واسطے مرتا ہے۔ اگر ہم جیتے ہیں تو خداوند کے واسطے جیتے ہیں اور اگر مرتے ہیں تو خداوند کے واسطے مرتے ہیں۔ پس ہم جئیں یا مریں خداوند ہی کے ہیں۔ کیونکہ مسیح اِسی لئے مُوا اور زندہ ہُوا کہ مُردوں اور زندوں دونوں کا خداوند ہو۔ مگر تُو اپنے بھائی پر کِس لئے اِلزام لگاتا ہے؟ یا تُو بھی کِس لئے اپنے بھائی کو حقیر جانتا ہے؟ ہم تو سب خدا کے تختِ عدالت کے آگے کھڑے ہوں گے۔ چنانچہ یہ لکھا ہے کہ خداوند فرماتا ہے

مجھے اپنی حیات کی قسم ہر ایک گھٹنا میرے آگے جُھکے گا اور ہر ایک زبان خدا کا اِقرار کرے گی۔ پس ہم میں سے ہر ایک خدا کو اپنا حِساب دے گا۔" (رومیوں ۱۴:۱۔۱۲)

اِس حوالہ میں ہم نے دیکھا کہ پولس رسول مسیح کی بُنیادی تعلیم کے بارے میں نہیں لکھ رہا بلکہ کچھ ایسی باتوں کا ذِکر کرتا ہے جن پر ہمارا اِیمان ہونا چاہیے اگر ہم مسیح کی پیروی کرنا چاہتے ہیں۔ مِثال کے طور پر اگر ہمیں مسیح کی پیروی کرنا ہے تو ہمیں اِیمان لانا ہے کہ وہ مُردوں میں سے جی اُٹھا، اور اگر ہمارا یہ اِیمان نہیں تو ہمارا مسیح پر اِیمان محض لفظی ہے۔ پولس یہاں اُن مُعاملات کا تذکرہ کر رہا ہے جن کے بارے میں ہم دوسروں سے مُتفِق نہیں ہوتے اور جو ایمان کے مرکزی اور بُنیادی اُصولوں کا حصہ نہیں۔ اِس سے پہلے کہ ہم آگے بڑھیں آیئے غیر مُتفِقہ مُعاملات کی وضاحت کر دیں۔ غیر مُتفِقہ مُعاملہ وہ ہوتا ہے جس کے بارے میں پاک صحائف یا تو خاموش ہیں یا کوئی خاص ہدایت نہیں۔ یوں کہہ لیں کہ کوئی خاص حکم نہیں اُس بارے میں اور نہ ہی کوئی پابندی ہے۔ ہاں، کہیں کہیں کچھ ایسا ضرور کہا گیا ہے جس کا کسی مُعاملہ سے براہِ راست تعلق تو نہیں بنتا مگر ہماری حالت یا صُورتِ حال پر لاگو کِیا جا سکتا ہے۔

اِن تمام مُعاملات میں ہمیں عقل و شعور سے کام لیتے ہوئے ایک مُثبت اور اُصولی نتیجہ نکالنا ہے۔ ممکن ہے کہ کچھ باتوں میں ہم ایک دوسرے سے مُتفِق نہ ہوں۔ مثال کے طور پر کچھ کہتے ہیں کہ وہ طور طریقہ اور چال چلن جس پر پاک صحائف میں زور دے کر کوئی پابندی نہیں لگائی گئی، ممنوع ہے۔ کچھ لوگوں

کا خیال ہے کہ کسی خاص موضوع پر خاموشی کا مطلب ہے کہ کوئی پابندی نہیں یعنی اِجازت ہے، اور کچھ کہتے ہیں کہ یہ ہر آدمی کی شخصی رائے ہے جیسے وہ چاہتا ہے کرے۔ ہم کیسے باہمی محبت پیار کا دعویٰ بھی کریں اور ساتھ ساتھ ایک دوسرے کی غیرمُتفِقہ رائے، تصورات و سوچ کا احترام بھی کریں؟

اِیمان میں کمزور شخص خدا کے کلام میں پابندیاں ہی ڈھونڈتا رہتا ہے جبکہ کچھ ایسا نہیں۔ جہاں خدا نے آزادی و اِجازت دے رکھی ہے وہاں وہ پابندی و رکاوٹ لگاتا ہے۔ اِس کے برعکس جو شخص اِیمان میں مضبوط ہے وہ خدا کے کلام کو سمجھ بُوجھ، حکمت و عقل سے دیکھتا ہے۔ اُس کا ضمیر خدا کے کلام پر اور دھیان خدا کی باتوں پر ہوتا ہے۔ پاک کلام میں اِس بارے لکھا ہے، ''...سخت غذا پوری عُمر والوں کے لئے ہوتی ہے جن کے حَواس کام کرتے کرتے نیک و بد میں اِمتیاز کرنے کے لئے تیز ہو گئے ہیں۔'' (عبرانیوں ۵:۱۴)

غیر ضروری فعل و عمل میں خواہ ہمارا اِیمان کمزور ہو یا مضبوط، پولس رسول کہتا ہے کہ ہمیں ہر حالت میں ایک دوسرے کو قبول کرنا ہے یعنی ایک دوسرے سے محبت رکھنا ہے۔

مسیح کے وہ پیروکار جو اِیمان میں مضبوط ہیں، کمزور اِیمان والوں کو کمتر مت جانیں۔ اور جو شخص کچھ باتوں پر عمل نہیں کرتا، وہ اُن کو لعنت مَلامت نہ کرے جو عمل کرتے ہیں۔ لازم ہے کہ ہم دوسروں پر غیر مُتفِقہ رائے کے بارے میں اپنے خیالات و تصورات ٹھونسنے کی کوشش مت کریں۔

ہمیں اِس لئے دوسروں سے غیر مُتفِقہ رائے رکھنے کے مُعاملات میں تنقیدی نظریہ نہیں رکھنا چاہیے کیونکہ خدا تنقید کرنے والوں اور نہ کرنے والوں دونوں کا مالِک و خداوند ہے۔ ہمارا کوئی کام نہیں کہ کسی کے نوکر یا خادِم پر تنقید کریں۔ ہماری نظر اپنے فعل و عمل پر ہونی چاہیے کہ خدا ہم سے کیا کام لینا چاہتا ہے نہ کہ دوسرے لوگوں کو کیا کرنا چاہیے اور کیا نہیں کرنا چاہیے۔ ہمارا خداوند مسیح یسوع دونوں کو قبول کرتا ہے۔

ذہن میں رہے کہ یہ صرف غیرمُتفِقہ رائے رکھنے کے مُعاملات کے بارے میں ہے، یعنی وہ باتیں جن کے بارے میں پاک صحائف یا تو خاموش ہیں یا کوئی خاص ہدایت نہیں دیتے۔ جہاں صاف اور واضح ہدایت ہے وہاں ہم پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ نصیحت کریں، تعلیم دیں اور اِصلاح کریں۔ جیسا کہ پاک کلام میں لکھا ہے، ''ہر ایک صحیفہ جو خدا کے اِلہام سے ہے تعلیم اور اِلزام اور اِصلاح اور راستبازی میں تربیت کرنے کے لئے فائدہ مند بھی ہے تاکہ مَردِ خدا کامِل بنے اور ہرایک نیک کام کے لئے بالکل تیار ہو جائے۔'' (۲۔تیمتھیس ۳:۱۶)

جب ہم کسی ایسے شخص کو نصیحت کرتے ہیں جو خدا کے کلام کے مطابق زندگی نہیں گزار رہا یا خدا کے احکامات کو توڑ رہا ہے تو درحقیقت ہم نہیں بلکہ خدا اُسے ملامت کر رہا ہے۔

پولس رسول لکھتا ہے کہ ہمیں اپنے دِل میں پورا یقین و بھروسہ ہونا چاہیے کہ ہمارا فعل وعمل خدا کی نظر میں پسندیدہ ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہ

ہمیں اپنے ضمیر کی آواز پر کان دھرنا ہے کہ ہمارا ضمیر ہمیں کیا کہتا ہے۔ اگر کچھ کرنا بالکل دُرست و صحیح ہے مگر ہمارا ضمیر اِس کی اِجازت نہیں دیتا تو ہمارے لئے اُسے کرنا غلط ہے۔ اِس کے برعکس اگر ہم کچھ اپنے ضمیر کے مطابق کرتے ہیں تو ہمار ے لئے وہ کام کرنا جائز ہے اِس کے باوجود کہ کسی اَور کا ضمیر اُسے کرنے کی اِجازت نہیں دے گا۔

ہم خدا کے لئے جو کچھ بھی کرتے ہیں شکر گزاری سے کرنا چاہیے۔

پولس رسول کہتا ہے کہ اگر کسی کام میں شامل ہوں یا نہ ہوں ہمارا مرکز و محور خدا ہونا چاہیے نہ کہ ہماری خواہشات۔ اگر ہم پوری اِیمانداری سے اپنے سارے کام خدا کے لئے وقف کر دیں تو ہمیں کسی قِسم کی کوئی رکاوٹ نہیں ہو گی۔ مگر اِس کے برعکس اگر ہم تصور کریں کہ مسیح ہوتا تو یہ کام نہ کرتا تو ہمیں اُس کام کو کرنے سے پہلے سوچنا چاہیے۔ ممکن ہے جو ہم کر رہے ہیں خدا اُس سے خوش نہیں ہے۔

اڑتیسواں باب

محبت کے مُطابق چلنا

(رومیوں ۱۴: ۱۳-۲۳)

یسوع مسیح نے فرمایا کہ دُنیا اُس کے پیروکاروں کو اُن کی ایک دوسرے سے محبت کے سبب سے پہچان لے گی، ''مَیں تمہیں ایک نیا حکم دیتا ہوں کہ ایک دوسرے سے محبت رکھو کہ جیسے مَیں نے تم سے محبت رکھی، تم بھی ایک دوسرے سے محبت رکھو۔ اگر آپس میں محبت رکھو گے تو اِس سے سب جانیں گے کہ تم میرے شاگرد ہو۔'' (یوحنا ۱۳: ۳۴-۳۵)

مسیح کے پیروکار کی حیثیت سے ہمیں شرمندگی کے ساتھ کے یہ حقیقت تسلیم کرنا پڑتی ہے کہ ہم ایک دوسرے سے ایسی محبت نہیں رکھتے جیسے رکھنی چاہیے۔ محبت کی یہی وہ کمی ہے جس کی وجہ سے ہمارے ایک دوسرے سے اختلافات جنم لیتے ہیں۔ بہت سی باتیں ہیں جن کے بارے میں پاک صحائف میں واضح حکم یا ہدایت نہیں ہے۔ مسیح کے کچھ پیروکاروں کا اِیمان اُنہیں اِجازت دیتا ہے کہ وہ ایسا کام کریں جو اُن کی نظر میں بہتر ہے اور کچھ پیروکار اِیمان مضبوط نہ ہونے کے سبب سے ویسا کام نہیں کر سکتے۔ بحیثیت اِنسان کے ہماری عادت ہے کہ ہم اُن لوگوں کو تنقید کا نشانہ بناتے ہیں جن کے فعل و عمل ہماری

طرح نہیں ہوتے یا وہ کام نہیں کرتے جو ہم کرتے ہیں۔ اِسی طرح ہم اُن لوگوں کو اچھی نظر سے نہیں دیکھتے جو وہ نہیں کرتے جس کو ہم پسند کرتے ہیں۔

رُومیوں کے نام خط کے ۱۴ باب کی ۱۳ سے ۲۳ آیت میں پولس رسول لکھتا ہے، ''پس آیندہ ہم ایک دوسرے پر اِلزام نہ لگائیں بلکہ تم یہی ٹھان لو کہ کوئی اپنے بھائی کے سامنے وہ چیز نہ رکھے جو اُس کے ٹھوکر کھانے یا گِرنے کا باعث ہو۔ مجھے معلوم ہے بلکہ خداوند یسوع میں مجھے یقین ہے کہ کوئی چیز بذاتہِ حرام نہیں لیکن جو اُس کو حرام سمجھتا ہے اُس کے لئے حرام ہے۔ اگر تیرے بھائی کو تیرے کھانے سے رنج پہنچتا ہے تو پھر تُو محبت کے قاعدہ پر نہیں چلتا۔ جس شخص کے واسطے مسیح مُوا اُس کو تُو اپنے کھانے سے ہلاک نہ کر۔ پس تمہاری نیکی کی بدنامی نہ ہو کیونکہ خدا کی بادشاہی کھانے پینے پر نہیں بلکہ راستبازی اور میل مِلاپ اور اُس خوشی پر موقوف ہے جو رُوح اُلقدس کی طرف سے ہوتی ہے۔ اور جو کوئی اِس طَور سے مسیح کی خدمت کرتا ہے وہ خدا کا پسندیدہ اور آدمیوں کا مقبول ہے۔ پس ہم اُن باتوں کے طالب رہیں جن سے میل مِلاپ اور باہمی ترقی ہو۔ کھانے کی خاطِر خدا کے کام کو نہ بِگاڑ۔ ہر چیز پاک تو ہے مگر اُس آدمی کے لئے بُری ہے جس کو اُس کے کھانے سے ٹھوکر لگتی ہے۔ یہی اچھا ہے کہ تُو نہ گوشت کھائے، نہ مَے پیئے، نہ اَور کچھ ایسا کرے جس کے سبب سے تیرا بھائی ٹھوکر کھائے۔ جو تیرا اِعتقاد ہے وہ خدا کی نظر میں تیرے ہی دِل میں رہے۔ مُبارک وہ ہے جو اُس چیز کے سبب سے جِسے وہ جائز رکھتا ہے اپنے آپ کو مُلزم نہیں ٹھہراتا۔ مگر جو کوئی کسی چیز میں شُبہ رکھتا ہے اگر اُس کو کھائے تو

مُجرم ٹھہرتا ہے اِس واسطے کہ وہ اِعتقاد سے نہیں کھاتا اور جو کچھ اِعتقاد سے نہیں وہ گناہ ہے۔" (رومیوں ۱۴: ۱۳-۲۳)

اِس حوالہ میں پولس رسول مختلف اُصول پیش کرتا ہے جن پر عمل کر کے ہم مسیح کے اُن پیروکاروں سے باہمی محبت و یگانگت کے ساتھ رہ سکتے ہیں جو غیر مُتفِقہ رائے رکھتے ہیں۔ ہمیں یہ بھی دیکھنا ہے کہ ہم اُن کے سامنے کوئی ایسی چیز نہ رکھیں جو اُن کے لئے ٹھوکر کا باعث ہو۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہ ہم کچھ ایسا نہ کریں جو ہمارے مسیحی بہن بھائیوں کو آزمایش میں پھنسا کر گناہ کا سبب بنے۔ اِس کا مطلب یہ ہُوا کہ ہم کسی کے ضمیر و سوچ کی اِس حد تک خلاف ورزی نہ کریں کہ وہ گناہ کا مُرتکب ہو جائے۔ اگر کسی کا ضمیر کوئی کام کرنے پر راضی نہیں تو یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ کام غلط نہیں ہے، ہمارا فرض ہے کہ اُن کے فیصلہ کا احترام کریں۔

دوسرا یہ کہ ہمیں محتاط ہونے کی ضرورت ہے کہ ہم اُن کے لئے نہ تو رنج کا سبب بنیں اور نہ ہی اپنے کسی فعل و عمل سے غلط نمونہ پیش کریں۔ جیسا کہ پولس رسول کہتا ہے، "اگر تیرے بھائی کو تیرے کھانے سے رنج پہنچتا ہے تو پھر تُو محبت کے قاعدہ پر نہیں چلتا..." (رومیوں ۱۴: ۱۵) اِس آیت میں غور طلب بات یہ ہے کہ محبت کے لئے جو لفظ یہاں اِستعمال ہُوا ہے اُس کا مطلب بِنا کسی شرط کے ایسی اِلٰہی محبت ہے جو خدا ہم سے رکھتا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اپنے اُصولوں پر چل رہے ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ ہم ایک بڑے اُصول کی

خلاف ورزی کر رہے ہیں جب مسیح میں کسی بہن بھائی کو رنج پہنچا رہے یا کوئی ایسا کام کر رہے ہیں جو اُس کے لئے ٹھوکر کا باعث ہے۔

ایک اَور مقام پر پولس رسول لکھتا ہے، ''...ہوشیار رہو! ایسا نہ ہو کہ تمہاری یہ آزادی کمزوروں کے لئے ٹھوکر کا باعث ہو جائے۔ کیونکہ اگر کوئی تجھ صاحبِ علم کو بُت خانہ میں کھانا کھاتے دیکھے اور وہ کمزور شخص ہو تو کیا اُس کا دِل بتوں کی قربانی کھانے پر دلیر نہ ہو جائے گا؟ غرض تیرے عِلم کے سبب سے وہ کمزور شخص یعنی وہ بھائی جس کی خاطر مسیح مُوا ہلاک ہو جائے گا۔ اور تم اِس طرح بھائیوں کے گناہگار ہو کر اور اُن کے کمزور دِل کو گھایل کر کے مسیح کے گناہگار ٹھہرتے ہو۔ اِس سبب سے اگر کھانا میرے بھائی کو ٹھوکر کِھلائے تو مَیں کبھی ہرگز گوشت نہ کھاؤں گا تاکہ اپنے بھائی کے لئے ٹھوکر کا سبب نہ بنوں۔'' (۱۔کرنتھیوں ۸: ۹۔۱۳)

ایک اَور اُصول یہ ہے کہ جو بھی کچھ کرو امن و صلح اور باہمی میل مِلاپ کے لئے کرو (رومیوں ۱۴: ۱۶۔۱۹)۔ ممکن ہے ہماری سوچ و رائے ایک دوسرے سے مختلف ہو اور ہم جو پسند کرتے ہیں دوسرا شخص پسند نہ کرتا ہو مگر پھر بھی ہمیں ایک دوسرے سے تفرقہ بازی نہیں کرنا۔ ہمیں چاہیے کہ ایک دوسرے کے ساتھ باہمی محبت و یگانگت اور امن و صلح سے رہیں۔ اگر ہماری سوچ و رائے یا کام و آزادی ہمارے بہن بھائیوں کے ساتھ امن و صلح قائم کرنے میں خطرے کا باعث ہے تو ہمیں چاہیے کہ اپنی آزادی کو محدُود رکھیں تاکہ جھگڑے کا سبب نہ بنے۔

آپ نے غور فرمایا کہ پولس رسول کِس طرح زور دے کر باہمی یگانگت و صلح کی بات کرتا ہے۔ ہمارے کسی بات پر اِختلافات کیسے بھی کیوں نہ ہوں ہمیں ہر حال میں محبت کا دامن تھامے رکھنا ہے تاکہ ہم ایک دوسرے سے کچھ نہ کچھ سیکھیں۔ ہماری عادت ہے کہ ہم اُن لوگوں سے تعلقات ختم کر دیتے ہیں جو ہم سے کسی بات پہ مُتفِق نہیں ہوتے۔ مگر ایسا ہرگز نہیں ہونا چاہیے۔ اگر اَور کچھ نہیں تو ہم احترام سے کسی کی بات سُن سکتے ہیں۔ اِس سے ہمیں اپنے آپ کو جانچنے اور پرکھنے کا موقع مِلے گا کہ کیا ہم غلط تو نہیں؟ ممکن ہے کہ ہمیں احساس ہو کہ اپنے جس موقف اور نکتے پر اڑے ہوئے ہیں اُس میں تبدیلی لانے کی ضرورت ہے۔ اور شائد ہم اِس نتیجہ پر بھی پہنچ جائیں کہ ہم غلط ہیں۔ جب ہم اپنی ہی ہانکنے کی بجائے دوسرے شخص کے نکتۂ نظر کا بھی احترام کرتے ہیں تو دونوں کو فائدہ پہنچے گا اور دونوں خداوند کی پہچان و علم میں ترقی کریں گے۔

باہمی محبت و یگانگت کی راہ پر چلنا کیوں اِتنا ضروری ہے؟ آیت ۱۶ میں پولس رسول کہتا ہے کہ ”...تمہاری نیکی کی بدنامی نہ ہو“۔ اگر ہم اپنی رائے اور سوچ میں اُلجھ کر باہمی تفرقوں اور جدائیوں میں ہی پھنسے رہیں تو ہم اُس بڑے مقصد سے آنکھیں پھیر لیں گے۔ ہم چھوٹے چھوٹے مسائل میں پھنس کر اُن اہم ترین باتوں یعنی راستبازی، باہمی میل مِلاپ، امن و صلح اور خدا کے پاک رُوح میں خوشی و کامرانی کو بھول جائیں گے جن کا پولس رسول آیت ۱۷

میں ذِکر کرتا ہے۔ ہمارے آپس کے اِختلافات اور تفرقے دیکھنے والوں کو موقع فراہم کریں گے کہ وہ مسیحیت کے بارے میں بُری اور منفی باتیں کہیں۔

جس طرح ممکن ہو کہ ہم ضرورت سے زیادہ محتاط ہوں، اپنے ضمیر کے خلاف ایسے کام بھی کرنے کے جو بالکل مُناسب اور جائز ہیں، اُسی طرح یہ بھی ممکن ہے کہ کچھ کاموں کی اِجازت دینے میں لاپرواہی سے کام لیں۔ کچھ چیزوں کی اِجازت مِل جانے کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ وہ چیزیں فائدہ مند بھی ہوں۔ ہمیں ہر وقت یہ دھیان رکھنا ہے کہ کون سی بات نہ صرف ہمارے لئے بلکہ دوسروں کے لئے بھی بہتر ہے۔ ایک اَور مقام پر پولس رسول لکھتا ہے، ''سب چیزیں روا تو ہیں مگر سب چیزیں مُفید نہیں۔ سب چیزیں روا تو ہیں مگر سب چیزیں ترقی کا باعث نہیں۔ کوئی اپنی بہتری نہ ڈھونڈے بلکہ دوسرے کی۔'' (۱۔کرنتھیوں ۱۰:۲۳۔۲۴)

اُنتالیسواں باب

پڑوسی کی بہتری کے واسطے

(رومیوں ۱۵:۱-۴)

لوگ مختلف تہذیب و تمدن، نسل اور ذات پات سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہمارے رسم و رواج، رہنے سہنے کے طریقہ اور سوچ و تصورات میں بھی فرق ہے، اِسی لئے بعض اوقات ہمیں ایک دوسرے کو سمجھنے میں دُشواری پیش آتی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ ہمارے باہمی روابط محبت و یگانگت میں نہیں ڈھل پاتے، بلکہ وہ لوگ جو ایک ہی تہذیب و کلچر، نسل و ذات پات سے تعلق رکھتے ہیں اور ایک دوسرے سے محبت و پیار بھی کرتے ہیں اُن میں بھی اِختلافات پیدا ہو جاتے ہیں۔

ایسا مسیح کے پیروکاروں میں بھی ہوتا ہے۔ اگرچہ اُن سب نے مسیح کی موت، دفن ہونے اور جی اُٹھنے کے بارے میں ایک ہی پیغام سُنا اور اِیمان لائے، اگرچہ اُن سب نے اپنے آپ کو مسیح کے اِختیار میں دے دیا مگر پھر بھی اُن کے فعل و عمل اور رائے و سوچ ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ کچھ کا اِیمان نہایت مضبوط ہے جس کی بِنا پر وہ کچھ چیزیں کرنا پسند کرتے ہیں، کچھ کا اِیمان اِتنا مضبوط نہیں ہے اور اُن کا ضمیر کچھ کام کرنے پر راضی نہیں ہوتا۔

اگر ہم محتاط نہیں تو یہ اِختلافات تفرقے اور جدائیاں بلکہ گناہ کا سبب بھی بن سکتے ہیں، یہاں تک کہ کسی کا اِیمان بھی تباہ و برباد ہو سکتا ہے۔ رُوم میں رہنے والے مسیح کے پیروکاروں کے نام اپنے اِلہامی خط کے ۱۴ باب میں پولس رُسول اُن اُصولوں کی وضاحت کرتا ہے جن پر عمل کر کے ہم غیرمُتفقہ رائے اور اِختلافات ہونے کے باوجود محبت و باہمی یگانگت سے رہ سکتے ہیں۔ وہ اُصول یہ ہیں۔

۱) اگر کسی بات کے بارے میں ہماری ٹھوس رائے یا سوچ ہے تو ہمیں چاہیے کہ دوسروں پر اپنی مرضی ٹھونسنے کی کوشش مت کریں بلکہ کسی بھی مسئلہ کے بارے میں ہمارا اِیمان یا فعل و عمل خدا اور ہمارے بیچ میں ہے۔

۲) ہمیں اپنی آزادی یعنی آزادانہ سوچ و رائے سے دوسروں کو ناراض نہیں کرنا چاہیے۔

۳) ہم جو کچھ بھی کریں شکرانے کے ساتھ خدا کو جلال و حشمت دینے کے لئے کریں۔

پولس رسول اِن تین اُصولوں کے بارے میں تین باتوں کا خاص طور پر ذِکر کرتا ہے جن پر اکثر اِختلافات پیدا ہو جاتے ہیں۔ پہلی ہے کھانا۔ ۲ آیت میں وہ لکھتا ہے، ”ایک کو اِعتقاد ہے کہ ہر چیز کا کھانا روا ہے اور کمزور اِیمان والا ساگ پات ہی کھاتا ہے۔“ (رومیوں ۱۴:۲)

پہلے لوگ جو مسیح کے شاگرد بنے وہ یہودی تھے۔ اگرچہ مسیح نے ہر طرح کے کھانے کو پاک قرار دیا (مرقس ۷:۱۹) مگر پھر بھی یہودی عقائد پر عمل

کرنے والے موسوی شریعت کے تحت کچھ کھانوں پر پابندی لگاتے تھے۔ مثال کے طور پر اُن کا ضمیر گوارا نہیں کرتا تھا کہ سؤر کا گوشت کھائیں۔ یہ اُن کے لئے غصہ اور ناراضگی کا سبب تھا کہ اگر مسیح کا کوئی غیریہودی پیروکار اُن کو سؤر کھانے کو کہے۔ اِسی طرح کچھ غیریہودی مسیحی یونانی فلسفہ سے متاثر تھے جو کسی بھی طرح کا گوشت کھانا حرام سمجھتے تھے۔ اگر مسیح کا کوئی یہودی پیروکار اُن کے سامنے گوشت رکھتا تو یقیناً وہ ناراض ہو جاتے۔

گوشت کھانے میں دوسرا بڑا مسئلہ یہ تھا کہ پولس رسول کے زمانہ میں مارکیٹ میں جو گوشت بِکتا تھا اُس میں سے کچھ بُت پرستی کی رسم کے وقت قربان کِیا گیا ہوتا تھا۔ ظاہر ہے قربان گاہ پر چڑھانے سے گوشت کو تو کچھ فرق نہیں پڑتا مگر کچھ لوگوں کا ضمیر یہ گوارا نہیں کرتا کہ بُت پرستی کی رسم کے وقت قربان کِیا گیا گوشت کھایا جائے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ایسا گوشت کھانے سے وہ بھی بُت پرستی میں شریک ہو جائیں گے۔

پولس رسول نے اِن سب مسائل کا کیا حل نکالا؟ ایک اَور مقام پر وہ لکھتا ہے، ''جو کچھ قصابوں کی دُکانوں میں بِکتا ہے وہ کھاؤ اور دینی اِمتیاز کے سبب سے کچھ نہ پوچھو کیونکہ زمین اور اُن کی معمُوری خداوند کی ہے۔ اگر بے اِیمانوں میں سے کوئی تمہاری دعوت کرے اور تم جانے پر راضی ہو تو جو کچھ تمہارے آگے رکھا جائے اُسے کھاؤ اور دینی اِمتیاز کے سبب سے کچھ نہ پوچھو۔ لیکن اگر کوئی تم سے کہے کہ یہ قربانی کا گوشت ہے تو اُس کے سبب سے جس نے تمہیں جتایا اور دینی اِمتیاز کے سبب سے نہ کھاؤ۔ دینی اِمتیاز سے میرا مطلب

تیرا اِمتیاز نہیں بلکہ دوسرے کا۔ بھلا میری آزادی دوسرے شخص کے اِمتیاز سے کیوں پرکھی جائے؟'' (۱۔کرنتھیوں ۱۰:۲۵۔۲۹)

اِختلاف کا دوسرا سبب دِن تہواروں کو ماننے سے ہے۔ پولس رسول آیت ۵ میں لکھتا ہے، ''کوئی تو ایک دِن کو دوسرے سے افضل جانتا ہے اور کوئی سب دِنوں کو برابر جانتا ہے۔ ہر ایک اپنے دِل میں پورا اِعتقاد رکھے۔'' (رومیوں ۵:۱۴) شائد پولس رسول اُن تہواروں کے بارے میں کہہ رہا ہے جن کا حکم موسوی شریعت میں دیا گیا ہے۔ کیا مسیح کے پیروکاروں کو اِن تہواروں کو منانا چاہیے؟ کچھ لوگ کہتے ہیں ہاں، کوئی ہرج نہیں اور کچھ اِن کے خلاف ہیں۔ اِسی طرح کچھ کہتے ہیں کہ غیر یہودیوں کے دِنوں کو منانا چاہیے اور کچھ ہرگز منانا نہیں چاہتے۔

پولس رسول نے اِس مسئلہ کا کیا حل نکالا؟ وہ لکھتا ہے کہ ہر شخص اپنے دِل میں پورا اِعتقاد رکھے (رومیوں ۵:۱۴)۔ اِس کا مطلب یہ ہے کہ دونوں صورتوں میں ٹھیک ہے۔ خواہ کوئی کسی طرف بھی کیوں نہ ہو اِس سے اُس کے مسیح کے پیروکار ہونے میں کمی نہیں آئے گی۔ اِس طرف ہوں یا اُس طرف ہمیں اپنی رائے دینے کا پورا پورا حق ہے۔ دوسرا یہ کہ اگر کوئی خاص دِن یا تہوار منایا جا رہا ہے تو وہ خداوند کے لئے منایا جانا چاہیے (رومیوں ۶:۱۴)۔ اور اگر خداوند کے لئے کوئی دِن تہوار منایا جا رہا ہے تو ہم اُس پر اعتراض کیوں کریں اِس کے باوجود کہ پاک صحائف میں اِس کی ضرورت نہیں؟ دوسری طرف اگر ہم کسی دِن یا تہوار کو خداوند کے لئے وقف نہیں کرتے تو ہمیں اُسے ہرگز نہیں منانا چاہیے۔

باہمی اختلاف کا تیسرا سبب مے پینے کے بارے میں ہے۔ پولس رسول نے اِس کا ذکر ۲۱ آیت میں کِیا ہے۔ کچھ کہتے ہیں کہ مے پینے کی اِجازت ہے اور کچھ کہتے ہیں کہ مے پینے کی اِجازت نہیں۔ دیکھنا یہ ہے کہ پولس اِس بارے میں کیا ہدایت دیتا ہے؟ اگر مے پینے سے دوسرا بھائی ٹھوکر کھاتا ہے تو بہتر ہے کہ ہرگز پی نہ جائے اِس کے باوجود کہ اِجازت ہے یا نہیں۔

اِن تمام باہمی اِختلافات کا لُبِ لباب یہ ہے کہ خواہ کچھ بھی ہو ہمیں چاہیے کہ محبت و یگانگت سے کام لیں۔ جیسا کہ پولس رسول نے اپنے اِلہامی خط کے شروع میں پہلے ہی کہا، ''محبت اپنے پڑوسی سے بدی نہیں کرتی۔ اِس واسطے محبت شریعت کی تعمیل ہے۔'' (رومیوں ۱۳:۱۰)

اپنے اِس نکتہ کو مزید تقویت دینے کے لئے پولس رسول مسیح یسوع کی مثال پیش کرتا ہے۔ ۱۵ باب کی ۱ سے ۴ آیت میں لکھتا ہے، ''غرض ہم زورآوروں کو چاہیے کہ ناتوانوں کی کمزوریوں کی رعایت کریں نہ کہ اپنی خوشی کریں۔ ہم میں ہر شخص اپنے پڑوسی کو اُس کی بہتری کے واسطے خوش کرے تاکہ اُس کی ترقی ہو۔ کیونکہ مسیح نے بھی اپنی خوشی نہیں کی بلکہ یوں لکھا ہے کہ تیرے لعن طعن کرنے والوں کے لعن طعن مجھ پر آ پڑے۔ کیونکہ جتنی باتیں پہلے لکھی گئیں وہ ہماری تعلیم کے لئے لکھی گئیں تاکہ صبر سے اور کتابِ مُقدس کی تسلی سے اُمید رکھیں۔'' (رومیوں ۱۵:۱-۴)

جس طرح مسیح نے اپنی خوشی نہیں بلکہ ہمارے لئے جو اچھا اور بہتر تھا کِیا، اُسی طرح ہمارا بھی فرض ہے کہ مسیح میں دوسرے بہن بھائیوں کے لئے وہی کریں جو اُن کے لئے بہتر اور اچھا ہے۔ جس طرح مسیح نے ہر وقت ہماری اچھائی و بھلائی ہی چاہی اُسی طرح ہمارا بھی فرض ہے کہ دوسروں کی اچھائی و بھلائی چاہیں اور ہر ممکن کوشش کریں کہ وہ بڑھیں اور ہم گھٹیں۔ اِس کے لئے ہمیں بے عزتی اور ذِلت بھی اٹھانا پڑے تو عزت و خوشی محسوس کریں کیونکہ مسیح نے بھی ہماری خاطر بے عزتی اور ذِلت اُٹھائی۔ جب ہم اپنی رائے یا سوچ یا فعل وعمل یا اپنے مسیحی بہن بھائیوں کی مدد کرنے کے سبب سے ذِلت و رسوائی اُٹھاتے ہیں تو درحقیقت وہ ہماری نہیں بلکہ مسیح کی بے عزتی کر رہے ہوتے ہیں۔

مسیحی بہن بھائیوں کا فرض ہے کہ وہ آپس میں میل مِلاپ اور محبت و یگانگت رکھیں تاکہ باہمی اِختلافات اور تفرقے ہمیں ایک دوسرے سے جُدا نہ کر سکیں۔

چالیسواں باب

آپس میں یک دِل رہو

(رومیوں ۱۵: ۵-۱۳)

ہم سب ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ نہ صرف ہمارا خاندانی پس منظر ایک دوسرے سے مختلف ہے بلکہ ہمارے تجربات، رسم و رواج اور تہذیب و تمدن بھی ایک دوسرے سے جُدا اور الگ ہیں، جس کے نتیجہ میں ہماری پسند ناپسند اور ہماری سوچ بھی مختلف ہوتی ہے۔ اِسی لئے ہم کبھی کبھی کسی کا نکتۂ نظر یا تصور جان نہیں پاتے جو دوسرے شخص کی بات سمجھنے کے لئے نہایت ضروری اور اہم ہوتا ہے۔

یہاں تک کہ بعض اوقات مسیح کے پیروکار بھی ایک دوسرے کو سمجھ نہیں پاتے اور باہمی محبت و یگانگت نہیں رہتی کیونکہ اُن کا خاندانی پس منظر اور رسم و رواج ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ اگرچہ اُن سب کا اِیمان ایک ہی ہے اور سب مسیح یسوع کے پیروکار ہیں مگر پھر بھی اُن کے تصور و سوچ میں نمایاں فرق ہے۔ اور یہ بات قابلِ غور ہے کہ وہ سب اِیمان کے سفر میں مختلف مقامات سے گزر رہے ہیں۔ سب کو خدا کے کلام کو سیکھنے اور سمجھنے کا ایک جیسا موقع نہیں مِلا۔ ممکن ہے کہ کچھ کو اِیمان کے سفر میں مشکل حالات کا سامنا کرنا پڑا ہو اور کچھ کے لئے یہ سفر بہت آسان ہو۔ اِسی لئے کچھ کا اِیمان نہایت

مضبوط ہوتا ہے اور کچھ کا کمزور۔ زندگی کے مختلف حالات، واقعات اور تجربات کی روشنی میں کچھ کے لئے کچھ چیزوں کی اِجازت ہے اور کچھ کے لئے وہی چیزیں کرنا ممکن نہیں حالانکہ دونوں مسیح کے پیروکار ہیں۔

رُوم میں رہنے والے مسیح کے پیروکاروں میں یہ مسئلہ درپیش تھا۔ کچھ یہودی تھے جو اَب مسیحی ہو گئے تھے۔ کچھ پہلے بُت پرست تھے اور اَب مسیح کے پیروکار بن گئے تھے۔ ایسے لوگوں کے لئے باہمی محبت و یگانگت سے عبادت پرستِش کرنا اور آپس میں میل مِلاپ رکھنا آسان نہیں تھا۔

جن مسائل نے اِن لوگوں کو تفرقوں میں بانٹ دیا اُن میں ایک مسئلہ گوشت کھانے کا تھا، خاص طور پر ایسا گوشت جو بُت پرستوں نے اپنے بُتوں کے سامنے قربانی چڑھایا ہو۔ دوسرا مسئلہ یہ تھا کہ کیا ہمیں دِن تہوار منانے چاہییے، اور تیسرا مسئلہ یہ تھا کہ کیا مَے پینے کی اِجازت ہے۔

اُن میں نہ صرف اِن مسائل کے بارے میں اِختلافات تھے بلکہ یہ بھی لگتا ہے کہ مسیح کے اُن پیروکاروں کے خلاف تعصب سے کام لیا جاتا تھا جن کا رسم و رواج اور رہن سہن مختلف تھا۔ تعصب یا تو اپنے آپ کو بڑا یا چھوٹا سمجھنے سے جنم لیتا ہے یعنی ایک گروہ اپنے آپ کو دوسرے سے بہتر سمجھتا ہے، جس کے نتیجہ میں آپس میں دُوریاں اور جُدایاں پیدا ہوتی ہیں۔

رُومیوں کے نام اپنے الہامی خط کے ۱۴ باب میں پولس رسول مسیح کے پیروکاروں کو ہدایت دیتے ہوئے کہتا ہے کہ اِختلافِ رائے کے باوجود وہ کیسے ایک دوسرے کے ساتھ برتاؤ کریں۔ وہ کہتا ہے کہ ایک دوسرے کی عدالت نہ

کریں بلکہ ہمیشہ محبت و یگانگت سے رہیں تاکہ کمزور اِیمان والوں کو ٹھوکر نہ لگے۔

۱۵ باب کی ۵ سے ۱۳ آیت میں پولس رسول باہمی اِتحاد و یگانگت کے لئے اہم و ضروری بات کہتا ہے، ''اور خدا صبر و تسلی کا چشمہ تم کو یہ توفیق دے کہ مسیح یسوع کے مطابق آپس میں یک دِل رہو تاکہ تم یک دِل اور یک زبان ہو کر ہمارے خداوند یسوع مسیح کے خدا اور باپ کی تمجید کرو۔ پس جس طرح مسیح نے خدا کے جلال کے لئے تم کو اپنے ساتھ شامِل کر لیا ہے، اُسی طرح تم بھی ایک دوسرے کو شامِل کر لو۔ مَیں کہتا ہوں کہ مسیح خدا کی سچائی ثابت کرنے کے لئے مختونوں کا خادِم بنا تاکہ اُن وعدوں کو پورا کرے جو باپ دادا سے کِئے گئے تھے، اور غیر قومیں بھی رحم کے سبب سے خدا کی حمد کریں۔ چنانچہ لکھا ہے کہ اِس واسطے مَیں غیر قوموں میں تیرا اِقرار کروں گا اور تیرے نام کے گیت گاؤں گا۔ اور پھر وہ فرماتا ہے کہ اَے غیر قومو! اُس کی اُمت کے ساتھ خوشی کرو۔ پھر یہ کہ اَے سب غیر قومو! خداوند کی حمد کرو اور سب اُمتیں اُس کی ستایش کریں۔ اور یسعیاہ بھی کہتا ہے کہ یسی کی جڑ ظاہر ہو گی یعنی وہ شخص جو غیر قوموں پر حکومت کرنے کو اُٹھے گا۔ اُسی سے غیر قومیں اُمید رکھیں گی۔ پس خدا جو اُمید کا چشمہ ہے تمہیں اِیمان رکھنے کے باعث ساری خوشی اور اِطمینان سے معمُور کرے تاکہ رُوح اُلقدس کی قدرت سے تمہاری اُمید زیادہ ہوتی جائے۔'' (رومیوں ۱۵: ۵-۱۳)

اِس حوالہ میں پولس رسول واضح کرتا ہے کہ آپس میں باہمی محبت و یگانگت قائم کرنا آسان نہیں۔ اِس کے لئے نہایت صبر، تسلی اور حوصلہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہ دُعا کرتا ہے کہ خدا مسیح کے پیروکاروں کو یہ سب کرنے کی توفیق دے تاکہ وہ آپس میں یک دِل اور یک زبان رہیں۔

ہم باہمی محبت و اِتفاق پیدا کرنے کے لئے آپس کے اختلافات کو ختم کرنے کی کوشش کرتے ہیں مگر پولس رسول کہتا ہے کہ باہمی محبت و یگانگت کے لئے اِس سے کہیں اہم اور ضروری بات مسیح کی سچے دِل سے پیروی ہے۔ جب ہم مسیح پر اپنی نظریں گاڑ دیں گے تو پھر خواہ کِتنے بڑے ہی اِختلاف کیوں نہ ہوں ہم یک دِل اور زبان ہو کر خدا کو جلال دیں گے۔

پولس رسول آپس کے تفرقوں اور اِختلافات کی زیادہ وضاحت تو نہیں کرتا مگر یہ ضرور کہتا ہے کہ باہمی محبت و یگانگت نہ ہونے کی بُنیادی وجہ یہ ہے کہ ہم اپنے مقصد کو بھول گئے ہیں۔ ہم یہاں اُن لوگوں کو تنقید کا نشانہ نہیں بنانا چاہتے جو ہم سے کسی بات پہ مُتفِق نہیں۔ ہمارا مقصد صرف ایک ہی ہے کہ خدا کو جلال مِلے۔ جب ہم سب کا ایک مقصد و عزم ہو گا یعنی خدا کو جلال دینا تو ہم اِسی مقصد و عزم کو لے کر آگے بڑھیں گے اور باہمی اِختلافات کے باوجود ایک دوسرے کو یک دِل و یک زبان ہو کر قبول کریں گے۔

ایک اَور وجہ بھی ہے جس کے تحت ہمیں ایک دوسرے کو قبول کرنا اور محبت و یگانگت کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ پولس رسول ہمیں یاد دِلاتا ہے کہ مسیح نے ہمیں قبول کِیا۔ ہمارے مسیح کے دوسرے پیروکاروں سے کِتنے بھی اِختلافات

کیوں نہ ہوں وہ اُس دیوار سے بڑے نہیں جو ہم گناہگاروں اور معصوم و پاک مسیح یسوع کے درمیان تھی۔ اپنے اِلہامی خط کے شروع میں پولس یاد دِلاتا ہے کہ مختون اور نامختون یعنی مسیح کے یہودی اور غیر یہودی پیروکار خدا کی نظر میں گناہگار تھے اور سزا کے مستحق تھے۔ مگر اِس کے باوجود مسیح نے اُن کو گلے لگایا جو گناہ سے توبہ کر کے اُس پر اِیمان لائے اور اُس کی موت میں شامِل ہونے کا بپتسمہ لے کر اُس کی مانند بنتے چلے گئے۔ ذرا سوچیئے کہ اگر مسیح نے ہم گناہگاروں سے ایسا برتاؤ کِیا تو ہمارا فرض نہیں کہ اپنے مسیحی بہن بھائیوں کو نفرت و تفرقوں کی ساری دیواریں گِرا کر یک دِل و یک زبان ہو کر گلے لگائیں؟

اپنے اِس نکتہ کی مزید وضاحت و تشریح کے لئے پولس رسول مسیح کے پیروکاروں کو یاد دِلاتا ہے کہ مسیح، یہودیوں کا خادم بنا۔ اور اگر ہمارا حشمت و جلال والا خداوند دوسروں کی خدمت کرنے کے لئے خادم بنا تو کیا ہم اپنے مسیحی بہن بھائیوں کے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے؟ مگر اَب سوال یہ ہے کہ مسیح خادم کیوں بنا؟ صرف یہودیوں کو نجات دینے کے لئے نہیں بلکہ یہودی بزرگوں سے کِئے گئے وعدوں کو پورا کرنے کے لئے بھی۔ مثال کے طور پر خدا نے ابرہام سے فرمایا، ''...زمین کے سب قبیلے تیرے وسیلہ سے برکت پائیں گے۔'' (پیدائش ۱۲:۳) خدا نے مسیح میں اپنے تمام وعدوں کو پورا کِیا۔ یہودی اور غیر یہودی کے پاس موقع ہے کہ وہ خدا کے ساتھ رشتہ پھر سے بحال کر سکتے ہیں۔ دُنیا کا ہر اِنسان خواہ وہ کسی بھی رنگ، نسل، زبان، کلچر، مذہب اور ذات پات سے تعلق

کیوں نہ رکھتا ہو، خدا کے رحم کو جلال و حشمت دے سکتا ہے۔ خواہ ہم کوئی بھی کیوں نہ ہوں، ہمیں ایک زندہ اُمید ہے کہ اپنا پورا یقین و اِعتقاد اُس پر رکھ سکتے ہیں۔ وہ مسیح کے ہر پیروکار کو اپنے پاک رُوح سے جو اُن میں سکونت کرتا ہے، معمُور کر کے اپنا ابدی اِطمینان، خوشی و آرام دے سکتا ہے۔

اِس حوالہ میں ایک اَور بات بھی ہے جس پر روشنی ڈالنا ضروری ہے۔ کچھ مذاہب میں خدا کے حضور گیت گانا منع ہے بلکہ کچھ تو کسی بھی طرح کی موسیقی کو حرام سمجھتے ہیں۔ مگر پولس رسول پاک صحائف کے جو حوالہ جات پیش کرتا ہے وہ موسیقی کے ساتھ گیت گا کر خدا کی حمد و تمجید کی طرف اِشارہ کرتے ہیں۔ باہم گیت گا کر مسیح کے پیروکار خدا کے حضور اپنی عقیدت و عبادت کا نذرانہ پیش کرتے ہیں۔ یقیناً جو مسیح نے ہم گناہگاروں کے لئے کِیا ہمیں مجبور کرتا ہے کہ ہم گیت گا کر اُس کا شکریہ ادا کریں۔ اگر ایک مسیحی کے دِل میں مسیح کی محبت و پرستش کا گیت نہیں تو یقینی بات ہے کہ اُس نے ابھی تک اپنے آپ کو مکمل طور پر مسیح کے تابع نہیں کِیا۔

اکتالیسواں باب

نذریں مقبُول ہو

(رومیوں ۱۵:۱۴-۲۲)

دُنیا میں کچھ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ مسیح کے پیروکاروں میں یہ اہلیت و قابلیت نہیں کہ خدا کے بارے میں دوسروں کو سِکھا سکیں مگر پولس رسول کا اِس بارے میں نکتۂ نظر کچھ مختلف ہے۔ رُومیوں کے نام اپنے اِلہامی خط کے ۱۵ باب کی ۱۴ آیت میں وہ مسیح کے پیروکاروں سے کہتا ہے، ''اور اَے میرے بھائیو! مَیں خود بھی تمہاری نسبت یقین رکھتا ہوں کہ تم آپ نیکی سے معمُور اور تمام معرفت سے بھرے ہو اور ایک دوسرے کو نصیحت بھی کر سکتے ہو۔'' (رومیوں ۱۵:۱۴)

یہ کیسے ممکن ہے جب کہ اپنے خط کے شروع میں پولس زبور کا حوالہ دے کر کہتا ہے کہ خدا کی نظر میں کوئی بھی راستباز نہیں؟ بلکہ ایک اَور مقام پر لکھتا ہے، ''...کوئی سمجھدار نہیں...'' (رومیوں ۳:۱۱) اور اَب وہ اپنے اِلہامی خط میں مسیح کے پیروکاروں کو کہتا ہے کہ نیکی اور معرفت سے بھرے ہوئے ہیں؟

اِس مسئلہ کا حل یہ ہے کہ پولس رسول اُن لوگوں کی حالت کی طرف اِشارہ کرتا ہے جو مسیح کو نہیں جانتے تھے۔ یہ تو یقینی بات ہے کہ ہم میں سے کوئی بھی اپنی کوشش و طاقت سے خدا کو خوش نہیں کر سکتا۔ ہم خواہ کسی بھی کلچر و

مذہب سے تعلق کیوں نہ رکھتے ہوں، یہ حقیقت ہے کہ ہم سب گناہگار ہیں۔ پولس رسول واضح کرتا ہے کہ جب ہم اپنے آپ کو مسیح کے سُپرد کر دیتے ہیں تو اُس کی ہمارے گناہوں کی خاطر قربانی ہمیں ہر گناہ سے پاک صاف کر دیتی ہے، اور ہم نئے سِرے سے پیدا ہو جاتے ہیں۔ خدا ہمیں مسیح کی شبیہ و شکل اور سیرت و کردار میں تبدیل کر دیتا ہے، اور جب خدا ہمیں دیکھتا ہے تو ہمیں نہیں بلکہ مسیح کو ہم میں دیکھتا ہے۔ یہی وہ رُوحانی تبدیلی ہے جو ہمیں نیکی سے معمُور کر دیتی ہے۔ مسیح میں نئے جنم کا یہی وہ تجربہ ہے جو ہمیں معرفت سے معمُور کر دیتا ہے۔ گاؤں کا رہنے والا ایک حلیم و فروتن اَن پڑھ اِنسان جو مسیح کی پیروی کرتا ہے خدا کے فضل کے بارے میں اُس پڑھے لکھے عالم فاضل سے زیادہ جانتا ہے جو مسیح کو بالکل نہیں جانتا۔ وہ نجات کے مسیحی تصور بارے تھوڑا بہت علم تو رکھتا ہے مگر غرور و تکبر سے کام لے کر مسیح کی پیروی نہیں کرتا۔ دوسری طرف وہ سادہ لوح اِنسان جو مسیح کی پیروی کر کے تجربہ سے جانتا ہے کہ خدا کون ہے اور وہ کِس بات سے خوش ہوتا ہے۔ یہ علم و حکمت کی روشنی ہی ہے جو ایک اَن پڑھ مگر حلیم و فروتن مسیح کے پیروکار کو اِس قابل بنا دیتی ہے کہ وہ دوسروں کو مسیحی تعلیم سے آراستہ کرے۔ یہ وہ کام ہے جو پڑھا لکھا عالم فاضل کبھی نہیں کر سکتا۔

بدقسمتی سے کلیسیا یعنی چرچ میں بھی کچھ لوگوں کو یہ غلط فہمی ہے کہ صرف کلیسیا کے راہنما یا دینی ڈگری رکھنے والے ہی دوسروں کو تعلیم دے سکتے ہیں۔ پولس رسول اِس سے بالکل مُتفِق نہیں۔ وہ اپنا یہ اِلہامی خط صرف

راہنماؤں کو نہیں بلکہ مسیح کے سب پیروکاروں کو لکھ رہا ہے۔ مسیح کے ہر پیروکار کے پاس وہ اِلٰہی پیغام ہے جو دوسروں کو سُنا سکتا ہے، دوسروں کو یہ تو بتا سکتا ہے کہ مسیح نے کِس طرح اُس کی زندگی کو تبدیل کر دیا ہے۔

اَب سوال یہ ہے کہ اگر چرچ میں ہر کوئی نیکی اور معرفت سے معمُور ہو کر دوسروں کو تعلیم و ہدایت دینے کے قابل ہے تو پھر پولس رسول کو یہ خط لکھنے کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی؟ آیت ۱۵ سے ۲۲ میں وہ اِس بارے میں لکھتا ہے، ”تَو بھی مَیں نے بعض جگہ زیادہ دلیری کے ساتھ یاد دِلانے کے طور پر اِس لئے تم کو لکھا کہ مجھ کو خدا کی طرف سے غیر قوموں کے لئے مسیح یسوع کے خادم ہونے کی توفیق مِلی ہے کہ مَیں خدا کی خوشخبری کی خدمت کاہن کی طرح انجام دُوں تاکہ غیر قومیں نذر کے طور پر رُوح اُلقدس سے مُقدس بن کر مقبول ہو جائیں۔ پس مَیں اُن باتوں میں جو خدا سے متعلق ہیں مسیح یسوع کے باعث فخر کر سکتا ہوں۔ کیونکہ مجھے اَور کسی بات کے ذِکر کرنے کی جُرات نہیں سِوا اُن باتوں کے جو مسیح نے غیر قوموں کے تابع کرنے کے لئے قَول اور فعل سے نشانوں اور مُعجزوں کی طاقت سے اور رُوح اُلقدس کی قدرت سے میری وساطت سے کہیں۔ یہاں تک کہ مَیں نے یروشلیم سے لے کر چاروں طرف اُلرُکم تک مسیح کی خوشخبری کی پوری پوری منادی کی۔ اور مَیں نے یہی حوصلہ رکھا کہ جہاں مسیح کا نام نہیں لیا گیا وہاں خوشخبری سُناؤں تاکہ دوسرے کی بُنیاد پر عِمارت نہ اُٹھاؤں بلکہ جیسا لکھا ہے ویسا ہی ہو کہ جن کو اُس کی خبر نہیں پہنچی وہ دیکھیں

گے اور جنہوں نے نہیں سُنا وہ سمجھیں گے۔ اِسی لئے مَیں تمہارے پاس آنے سے بار بار رُکا رہا۔'' (رومیوں ۱۵:۱۵-۲۲)

اِن آیات میں پولس رسول یہ اِلہامی خط لکھنے کی دو وجوہات کا ذِکر کرتا ہے۔ پہلی کہ مسیح کے پیروکاروں کو مسیح کی تعلیم اور نجات کے عمل بارے یاد دِلانا جس کا اُنہیں خود تجربہ ہُوا۔ ہم اِنسانوں کی ایک عادت ہے کہ بہت جلد بھول جاتے ہیں۔ جب ہم بھول جاتے ہیں کہ مسیح کو قبول کرنے سے پہلے ہم کیا تھے، اور اُس نے ہمارے لئے کیا کیا کچھ کِیا ہے تو ہم سمجھتے ہیں کہ یہ سب ہمیں مِلنا ہی چاہیے تھا۔ یہ بہت ہی اچھا ہے کہ ہم خدا کی محبت کو یاد کریں۔ یہ بھی بہت اچھا ہے کہ ہم یاد کریں کہ مسیح نے کِس طرح ہمارا خدا کے ساتھ ٹوٹا ہُوا رشتہ بحال کِیا۔

رُومیوں کے نام اِلہامی خط لکھنے کی ایک اَور وجہ یہ ہے، پولس رسول سمجھتا تھا کہ خط و کتابت اُس کے مشن کا ایک حِصہ ہے۔ اگرچہ وہ کبھی رُوم نہیں گیا مگر پھر بھی وہ اپنی ذمہ داری سمجھتا تھا کہ اُس کا تعلق واسطہ وہاں مسیح کے پیروکاروں سے رہے۔ مسیح یسوع نے پولس کے بارے میں فرمایا، ''...یہ قوموں، بادشاہوں اور بنی اِسرائیل پر میرا نام ظاہر کرنے کا میرا چُنا ہُوا وسیلہ ہے۔'' (اعمال ۹:۱۵) اپنے اِس مشن اور تبلیغی ذمہ داری کو محسوس کرتے ہوئے پولس رسول رُوم کی کلسیاؤں کو بطور کاہن خط لکھنا اپنا فرض سمجھتا تھا۔ پطرس رسول کہتا ہے کہ کاہن کا ایک کام یہ ہے کہ وہ لوگوں پر خدا کی خوبیاں ظاہر کرے۔ وہ مسیح کے پیروکاروں کو مخاطب ہوتے ہوئے کہتا ہے، ''...تم ایک برگزیدہ نسل،

شاہی کاہنوں کا فرقہ، مُقدس قوم اور ایسی اُمت ہو جو خدا کی خاص مِلکیت ہے تاکہ اُس کی خوبیاں ظاہر کرو جس نے تمہیں تاریکی سے اپنی عجیب روشنی میں بُلایا ہے۔'' (۱-پطرس ۹:۲) یہ کوئی حیرت کی بات نہیں کہ پولس رسول رُوم میں رہنے والے غیر یہودیوں کو خدا کی خاص خوبیاں بتانا اپنا فرض اور ذمہ داری سمجھتا تھا۔

کاہن کی ایک اَور ذمہ داری یہ ہے کہ وہ قربانیاں گذرانے۔ پولس رسول چاہتا تھا کہ غیر یہودیوں کو جنہیں اُس نے تعلیم دی، ایسے ہی پیش کرے جیسے وہ قربانی جو خدا کے ہاں قبول و مقبول ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ نجات و مخلصی اور خدا کے ساتھ صلح کی یہ خوشخبری پھیلانے کے لئے بے چین اور بے قرار تھا۔

اَب سوال یہ ہے کہ اگر پولس رسول کا مقصد غیر یہودیوں میں اِنجیل کی خوشخبری پھیلانے کی اِتنی ہی تڑپ تھی، اور اگر وہ رُوم میں مسیح کے پیروکاروں کے ساتھ اِتنی ہی محبت رکھتا تھا تو وہ خط لکھنے کی بجائے خود کیوں نہیں گیا؟ بعد کی کچھ آیات میں وہ اِس بات کا ذِکر کرتا ہے کہ وہ سالوں سے اُن کو دیکھنے کے لئے بے تاب ہے۔ مگر یہاں وہ لکھتا ہے کہ مَیں تمہارے پاس آنے سے بار بار رُکا رہا۔ وہ کیا وجوہات تھیں جن کی بِنا پر اُن لوگوں سے ملنے کے لئے نہ جا سکا جن سے وہ سالوں سے ملنا چاہتا تھا؟ لگتا ہے کہ کسی کام کو اولیت و فوقیت دینے کا مسئلہ تھا۔ وہ جانتا تھا کہ جن کو یہ خط لکھ رہا ہے وہ پہلے ہی مسیح کے پیروکار

ہیں، لہٰذا وہ چاہتا تھا کہ اِنجیل کی خوشخبری اُن لوگوں تک پہلے پہنچائے جن کو کبھی نجات کا پیغام سُننے کا موقع ہی نہیں مِلا۔

پولس رسول لکھتا ہے کہ اُس نے یروشلیم سے لے کر اُلرُکم تک پوری پوری مسیح کی مُنادی کی۔ اِس کا مطلب یہ ہُوا کہ اُس نے اِنجیل کی خوشخبری اُن مُلکوں تک پہنچائی جن کو آج ہم شام، تُرکی اور یونان کہتے ہیں۔ یہ ایک بہت ہی وسیع علاقہ ہے۔ آج جب کہ ہمارے پاس سفر کرنے اور ذرائع ابلاغ یعنی پیغام پہنچانے کے تمام وسائل موجود ہیں پھر بھی اِن علاقوں میں ذاتی طور پر جانا آسان کام نہیں۔ مگر پولس رسول کی حلیمی اور فروتنی دیکھئے کہ وہ اِس تمام کاوش، کوشش و محنت کا صِلہ خود نہیں لینا چاہتا بلکہ وہ سارا جلال و طاقت اپنے خداوند یسوع مسیح کو دیتا ہے کہ اُس نے مجھے غیر قوموں کو تابع کرنے کے لئے قول و فعل سے نشانوں اور معجزوں کی طاقت سے اور رُوح اُلقدس کی قدرت سے اِس قابل کِیا کہ مسیح کی خوشخبری کی پوری پوری مُنادی کروں۔ مگر سوال یہ ہے کہ جب ہم خداوند کے لئے کوئی کام کرتے ہیں تو عزت و جلال کِس کو دیتے ہیں؟

بیالیسواں باب

شریک

(رومیوں ۱۵: ۲۳-۳۳)

آسمان پر اُٹھائے جانے سے پہلے مسیح یسوع نے اپنے شاگردوں کو حکم دیتے ہوئے فرمایا، "...آسمان اور زمین کا کُل اِختیار مجھے دیا گیا ہے۔ پس تم جا کر سب قوموں کو شاگرد بناؤ اور اُن کو باپ اور بیٹے اور رُوح اُلقدس کے نام سے بپتسمہ دو، اور اُن کو یہ تعلیم دو کہ اُن سب باتوں پر عمل کریں جن کا مَیں نے تم کو حکم دیا۔ اور دیکھو مَیں دُنیا کے آخر تک ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں۔" (متی ۲۸: ۱۸-۲۰) جب پولس رسول، مسیح کا شاگرد بنا تو اُس نے اِس حکم پر بھر پور عمل کِیا۔

پولس رسول اپنے خط میں اِس بات کا ذِکر بھی کرتا ہے کہ اُس نے یروشلیم سے اُلرُکم تک مسیح کی خوشخبری کی پوری پوری مُنادی کی۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہ اُس نے اپنے خداوند کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے شام، تُرکی اور یونان بلکہ یوگوسِلاویہ اور البانیہ کے کچھ حِصوں میں جا کر بھی اِنجیل کی بھرپور خوشخبری سُنائی۔

جب پولس کہتا ہے کہ اُس نے پوری پوری خوشخبری سُنائی تو اِس کا مطلب یہ نہیں کہ اُس نے ذاتی طور پر اِن جگہوں پر جا کر ہر شخص کو مسیح کی

تعلیم دی، بلکہ اُس نے اِس سے بھی زیادہ اہم کام کِیا۔ پولس رسول جہاں بھی گیا اپنے پیچھے ایک مکمل طور پر کام کرتا ہُوا چرچ یا کلیسیا چھوڑ کر گیا جو اُس کی غیرموجودگی میں بھی ویسے ہی کام کرتا رہا جیسے اُس نے شروع کِیا تھا۔ یہ اُس کے مسیحی مشن کی کمال خوبی اور خصوصیت تھی۔ پولس اور اُس کے ساتھی جس شہر میں داخل ہوتے مسیح کے نام کا پرچار کرتے۔ جو اِیمان لاتے اُن کو کلیسا یا چرچ میں بدل دیتے اور اُنہی میں سے کلیسیا کے بزرگ چُنتے جو اُن کی راہنمائی کرتے، اور پولس وہاں سے دوسری جگہ نکل پڑتا جہاں لوگوں کو اِنجیل کی خوشخبری سُننے کا موقع نہیں مِلا۔ اور جو کلیسیا اور چرچ وہ قائم کر دیتا وہ اُس کی غیرموجودگی میں بھی خداوند کا کام کرتے رہتے۔ اِس طرح تھوڑے سے وقت میں بہت بڑے علاقے میں اِنجیل کی خوشخبری پھیلتی چلی گئی۔ پولس رسول کی دِلی خواہش تھی کہ اِنجیل کی خوشخبری وہاں وہاں پہنچے جہاں جہاں کبھی کسی کو سُننے کا موقع نہیں مِلا۔ یونان سے لے کر مغرب کی طرف رُوم تک یہ مشنری سفر جاری رہا۔ مگر رُوم میں پہلے سے مسیح کے پیروکار اور چرچ موجود تھا۔ ہم جانتے ہیں کہ جب پطرس رسول نے پاک رُوح کی تحریک سے معمُور ہو کر پہلی بار عیدِ پنتکُست پر مسیح کی بحیثیت نجات دہندہ خوشخبری سُنائی تو لوگ رُوم سے بھی وہاں جمع ہوئے تھے۔ اُس دِن تقریباً تین ہزار لوگ مسیح کے پیروکار بن گئے۔ یقیناً رُوم کے کچھ لوگ بھی نئے اِیمانداروں میں شامل ہوں گے۔

جب کہ رُوم میں پہلے ہی چرچ وجود میں تھا تو پولس رسول نے فیصلہ کِیا کہ وہ رُوم سے اسپین میں جائے۔ اُس نے رُوم میں مسیح کے پیروکاروں کے

نام ایک اِلہامی خط لکھا جس میں نجات اور مسیح میں زندگی گزارنے کے بارے میں تفصیلی وضاحت و تشریح کی۔ اُس نے اِس اُمید کا بھی اِظہار کِیا کہ رُوم میں رہنے والے اِیماندار اُس کے اِس تبلیغی سفر میں مدد کریں گے۔ ۱۵ باب کی ۲۳ سے ۳۳ آیت میں وہ لکھتا ہے، ''مگر چونکہ مجھ کو اَب اِن مُلکوں میں جگہ باقی نہیں رہی اور بہت برسوں سے تمہارے پاس آنے کا مُشتاق بھی ہوں اِس لئے جب اِسفانیہ کو جاؤں گا تو تمہارے پاس ہوتا ہُوا جاؤں گا کیونکہ مجھے اُمید ہے کہ اُس سفر میں تم سے مِلوں گا اور جب تمہاری صحبت سے کسی قدر میرا جی بھر جائے گا تو تم مجھے اُس طرف روانہ کر دو گے۔ لیکن بِالفعل تو مُقدسوں کی خدمت کرنے کے لئے یروشلیم کو جاتا ہوں، کیونکہ مِکدُنیہ اور اخیہ کے لوگ یروشلیم کے غریب مُقدسوں کے لئے کچھ چندہ کرنے کو رضامند ہوئے۔ کِیا تو رضامندی سے مگر وہ اُن کے قرضدار بھی ہیں کیونکہ جب غیر قومیں رُوحانی باتوں میں اُن کی شریک ہوئی ہیں تو لازم ہے کہ جسمانی باتوں میں اُن کی خدمت کریں۔ پس مَیں اِس خدمت کو پورا کر کے اور جو کچھ حاصل ہُوا اُن کو سُونپ کر تمہارے پاس ہوتا ہُوا اِسفانیہ کو جاؤں گا۔ اور مَیں جانتا ہوں کہ جب تمہارے پاس آؤں گا تو مسیح کی کامِل برکت لے کر آؤں گا۔ اور اَے بھائیو! مَیں یسوع مسیح کا جو ہمارا خداوند ہے واسطہ دے کر اور رُوح کی محبت کو یاد دِلا کر تم سے اِلتماس کرتا ہوں کہ میرے لئے خدا سے دُعائیں کرنے میں میرے ساتھ مِل کر جانفشانی کرو، کہ مَیں یہودیہ کے نافرمانوں سے بچا رہوں اور میری وہ خدمت جو یروشلیم کے لئے ہے مُقدسوں کو پسند آئے۔ اور خدا کی مرضی سے

تمہارے پاس خوشی کے ساتھ آ کر تمہارے ساتھ آرام پاؤں۔ خدا جو اِطمینان کا چشمہ ہے تم سب کے ساتھ رہے، آمین۔'' (رومیوں ۱۵: ۲۳-۳۳)

یقیناً پولس رسول کی دِلی خواہش تھی کہ مسیح کا پیغام وہاں وہاں پہنچے جہاں جہاں لوگوں کو سُننے کا موقع نہیں مِلا مگر وہ اُنہیں بھی نہیں بھولا جو پہلے ہی مسیح کے پاس آ چکے تھے۔ جب پولس نے یہ اِلہامی خط لکھا یروشلیم میں رہنے والے مسیحی اِیماندار مدد کے مُستحق تھے۔ پاک کلام میں لکھا ہے کہ اُنہوں نے اپنے اِیمان کی وجہ سے کئی بار ظلم وستم اور اذیت سہی۔ اِس کے علاوہ وہ قحط کا شکار بھی تھے۔ اُن کی اِس مُصیبت کی گھڑی میں پولس نے کلیسیاؤں سے کافی چندہ اِکٹھا کِیا تاکہ اُن کی مدد کر سکے۔

پولس رسول چندے کی اِس رقم کو اُن کے قرض کا ایک حصہ سمجھتا ہے، کیونکہ یہودی ہی تھے جنہوں نے غیر یہودیوں کو اِنجیل کی خوشخبری سُنائی۔ لہٰذا پولس سمجھتا تھا کہ غیر یہودیوں کا فرض ہے کہ اُن کو اپنی دُنیاوی برکات میں شریک کریں جو اُن کے لئے مسیحی نجات کا باعث بنے ہیں۔

گو پولس یہاں اِس کا ذِکر نہیں کرتا مگر وہ اُمید کرتا تھا کہ یہ چندہ آپس کے بھائی چارے، محبت و یگانگت کو فروغ بھی دے گا۔ اِس سے دُنیا کو پتہ چلے گا کہ یہودی اور غیر یہودی ایک دوسرے کو بہن بھائیوں کی طرح قبول کرتے ہیں۔ وہ قدیمی تفرقے اور جھگڑے جن کے سبب سے دونوں ایک دوسرے سے جُدا تھے اَب مسیح میں یک دِل اور یک زبان ہو گئے ہیں۔

پولس رسول رُوم میں مسیح کے پیروکاروں سے درخواست کرتا ہے کہ دُعا کریں کہ یروشلیم میں رہنے والے اِیماندار اُس کی اِس خدمت کو قبول کریں۔ سوال یہ ہے کہ اُس کے دِل میں یہ خیال کیوں آیا کہ ممکن ہے وہ اُس کے اِس تحفہ کو قبول نہ کریں؟ ایک وجہ تو یہ ہے کہ وہاں کے لوگوں کو پولس رسول کی منسٹری یعنی مسیحی خدمت کے بارے میں غلط بتایا گیا تھا۔ یہ بات ہم پاک کلام میں دوسرے حوالوں میں پڑھتے ہیں کہ لوگوں کو غلط فہمی تھی کہ پولس، موسوی شریعت کے خلاف بولتا تھا۔ اُن کی نظر میں یہ یہودیت کے خلاف غداری تھی۔ پولس اِسی لئے فکرمند تھا کہ اِس غلط فہمی کی بِنا پر یروشلیم کے مسیحی اِیماندار اُس کو اور اُس کے چندے کو قبول نہیں کریں گے۔

اگرچہ پولس رسول اپنے اِس اِلہامی خط میں اپنی فکرمندی کی کوئی اَور وجہ بیان نہیں کرتا، مگر بِلا شک و شبہ یروشلیم چرچ کے ساتھ اُس کے تعلقات ماضی میں خوشگوار نہ تھے۔ مسیح کا پیروکار بننے سے پہلے وہ اِسی چرچ پر ظلم وستم اور اذیت و ایذا پہنچانے میں پیش پیش تھا۔ ایک اَور موقع پر وہ کہتا ہے ''مَیں نے... سردار کاہنوں کی طرف سے اِختیار پا کر بہت سے مُقدسوں کو قید میں ڈالا۔ اور جب وہ قتل کِئے جاتے تھے تو مَیں بھی یہی رائے دیتا تھا۔ اور ہر عبادتخانے میں اُنہیں سزا دِلا دِلا کر زبردستی اُن سے کفر کہلواتا تھا بلکہ اُن کی مخالفت میں ایسا دیوانہ بنا کہ غیر شہروں میں بھی جا کر اُنہیں ستاتا تھا۔'' (اعمال ۲۶:۱۰۔۱۱)

اور یہ کوئی حیرت کی بات نہیں کہ یروشلیم کے چرچ میں ابھی تک ایسے لوگ موجود ہوں جو شخصی طور پر یا تو پولس کے ظلم وستم کا نشانہ بنے یا اپنے کسی عزیز رشتہ دار کی ہلاکت پر ماتم کر رہے ہوں۔ ممکن ہے کہ وہ سمجھ رہے ہوں کہ چندے کی جو رقم پولس لایا ہے وہ خون کی قیمت ہے۔

مگر جہاں بھی پولس رسول گیا، اُس کو یہودیوں کی طرف سے مخالفت کا سامنا بھی کرنا پڑا کہ وہ غیر یہودیوں کو کیوں مسیح کی خوشخبری سُناتا ہے؟ اِسی لئے وہ رُوم میں مسیح کے پیروکاروں سے درخواست کرتا ہے کہ وہ دُعا کریں کہ یروشلیم میں اُس کے مخالفوں کے وار سے محفوظ رہے۔ اگر خدا اُن کی دُعائیں قبول کر لیتا ہے تو وہ مسیح یسوع کی پوری برکت کے ساتھ رُوم واپس آ سکتا ہے۔ پھر رُوم کی کلیسیا اُس کا حوصلہ بڑھا کر اسپین کی طرف روانہ کر سکتی ہے۔

تینتالیسواں باب

آداب و سلام

(رومیوں ۱۶:۱-۱۶)

جب ہم کلیسیا یا چرچ کی بات کرتے ہیں تو اکثر ہمارا اِشارہ ایک اِدارے کی طرف ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر ہم کچھ اِس طرح کہیں گے، ''چرچ یہ تعلیم دیتا ہے...'' لیکن ہمیں کبھی نہیں بھولنا کہ چرچ یا کلیسیا لوگوں کا ایک ایسا اِجتماع یا گروہ ہے جنہوں نے اپنے آپ کو دِل و جان سے مسیح کے سُپرد کر دیا ہے۔ اِسی کی روشنی میں یہ کوئی حیرت کی بات نہیں کہ پولس رسول رُومیوں کے نام اپنے اِلہامی خط میں کچھ لوگوں کو شخصی طور پر مخاطب کرتا ہے۔

اپنے اِلہامی خط کے ۱۶ باب اُس کی ۱ سے ۲ آیت میں پولس لکھتا ہے، ''مَیں تم سے فیبے کی جو ہماری بہن کنخریہ کی کلیسیا کی خادِمہ ہے سِفارش کرتا ہوں کہ تم اُسے خداوند میں قبول کرو جیسا مُقدسوں کو چاہیے اور جس کام میں وہ تمہاری مُحتاج ہو اُس کی مدد کرو کیونکہ وہ بھی بُہتوں کی مددگار رہی ہے بلکہ میری بھی۔'' (رومیوں ۱۶:۱-۲)

مذہبی اسکالر اور عالمِ دین فیبے کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کر پائے کہ اُس کے پاس چرچ میں کوئی عہدہ تھا یا نہیں۔ مگر اِس حقیقت سے کوئی اِنکار نہیں کر سکتا کہ وہ کلیسیا میں خادِمہ کی حیثیت سے خدمت کرتی تھی۔ اُس

نے بہت لوگوں کی مدد کی۔ کیونکہ وہ دوسروں کی مدد کرتی تھی لہذا لازم تھا کہ جب وہ رُوم میں کسی کام کے سلسلہ میں گئی تو اُس کی بھی مدد کی جائے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ پولس رسول نے اپنا یہ اِلہامی خط فیبے ہی کے ہاتھ بھیجا ہو۔ پولس اُس کی پورے یقین و اعتماد کے ساتھ سفارش کرتے ہوئے رُوم میں مسیح کے پیروکاروں سے درخواست کرتا ہے کہ وہ اُس کی مدد کریں۔

اپنے خط کو جاری رکھتے ہوئے پولس لکھتا ہے کہ ''پرِسکہ اور اَکوِلہ سے میرا سلام کہو۔ وہ مسیح یسوع میں میرے ہمخدمت ہیں۔ اُنہوں نے میری جان کے لئے اپنا سَر دے رکھا تھا اور صرف مَیں ہی نہیں بلکہ غیر قوموں کی سب کلیسیائیں بھی اُن کی شکرگزار ہیں۔ اور اُس کلیسیا سے بھی سلام کہو جو اُن کے گھر میں ہے...'' (رومیوں ۱۶: ۳-۵) پولس پہلی بار اِن دونوں کو یونان کے شہر کورنتھ میں مِلا، جہاں وہ رُوم سے خارج کِئے جانے کے بعد رہتے تھے۔ اُنہوں نے پولس کو وہاں کام کرنے کا موقع فراہم کِیا۔ اُس کے بعد دونوں نے اُس کے ساتھ اِفُسس کا سفر کِیا۔ اِفُسس میں اُنہوں نے مشہور تقریر و وعظ کرنے والے اپلوس کو مسیح کے بارے میں صحیح و دُرست تعلیم دی۔ پھر وہ رُوم واپس آ گئے۔ ہم یہ نہیں جانتے کہ کب اُنہوں نے پولس رسول کے لئے جان دینے کا اِرادہ کِیا۔ شائد اِفُسس میں جب چاندی کا کام کرنے والے سُنار اُس کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے۔

ایک اَور خاص بات اِن دونوں کے بارے میں یہ تھی کہ اُنہوں نے اپنے گھر میں مسیح کے پیروکاروں کو جمع کر کے چرچ قائم کِیا، جہاں سب مِل کر

خداوند کی عبادت و پرستِش کرتے تھے۔ بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ چرچ یا کلیسیا کسی عمارت کا نام ہے۔ اِنجیلِ مُقدس کے مطابق چرچ اینٹوں سے بنی ہوئی کسی عمارت کا نام نہیں بلکہ مسیح کے پیروکاروں کی وہ جماعت چرچ یا کلیسیا کہلاتی ہے جو مِل کر اپنے خداوند کی حمد و تمجید کرتے ہیں۔

آیت ۵ سے ۷ میں پولس رسول لکھتا ہے، ''...میرے پیارے اِپینتُس سے سلام کہو جو مسیح کے لئے آسیہ کا پہلا پھل ہے۔ مریم سے سلام کہو جس نے تمہارے واسطے بہت محنت کی۔ اندرُنیکُس اور یُونیاس سے سلام کہو۔ وہ میرے رشتہ دار ہیں اور میرے ساتھ قید ہوئے تھے اور رسولوں میں نامور ہیں اور مجھ سے پہلے مسیح میں شامِل ہوئے۔'' (رومیوں ۱۶:۵۔۷) اگرچہ مذہبی اِسکالرز اور عالمِ دین یقین سے نہیں کہہ سکتے مگر شائد اندرُنیکُس اور یُونیاس میاں بیوی تھے۔ جب پولس رسول اُنہیں اپنے رشتے دار کہتا ہے تو اُس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ وہ اُس کے خاندان کے ممبر تھے بلکہ وہ اُسی کی طرح یہودی ہیں۔ پولس لکھتا ہے کہ وہ اُس کے ساتھ قید میں تھے، مگر ہم اِس بارے میں زیادہ تفصیل سے نہیں جانتے۔

پولس کا اِن دونوں میاں بیوی کو ''رسول'' کہنے سے کیا مطلب ہے؟ یقیناً اِن کا تعلق مسیح کے اُن بارہ رسولوں سے ہرگز نہیں تھا جن کو مسیح نے خود چُنا۔ اِس مسئلہ کے حل کے لئے ہمیں دیکھنا ہے کہ لفظ ''رسول'' کا مطلب کیا ہے۔ رسول کا مطلب ہے ''جو بھیجا گیا''۔ ظاہر ہے کہ چرچ نے اِن دونوں کو

اپنے کام کے لئے چُنا کہ وہ اِنجیل کی خوشخبری سُنائیں۔ آج کی زبان میں ہم اُنہیں مشنری یعنی دینی خدمت کرنے والے کہہ سکتے ہیں۔

آیت ۸ سے ۱۲ میں پولس رسول لکھتا ہے، ” اَمپلیاطُس سے سلام کہو جو خداوند میں میرا پیارا ہے۔ اُربانُس سے جو مسیح میں ہمارا ہمخدمت ہے اور میرے پیارے اِستخُس سے سلام کہو۔ اَپلیس سے سلام کہو جو مسیح میں مقبول ہے۔ اَرِستُبولُس کے گھر والوں سے سلام کہو۔ میرے رشتہ دار ہیرودیون سے سلام کہو۔ نرِکسُس کے اُن گھر والوں کو سلام کہو جو خداوند میں ہیں۔ ترُوفَینہ اور ترُوفوسہ سے سلام کہو جو خداوند میں محنت کرتی ہیں۔ پیاری پرسِیس سے سلام کہو جس نے خداوند میں بہت محنت کی۔“ (رومیوں ۱٦:۸-۱۲)

ہم اِن میں سے زیادہ لوگوں کو نہیں جانتے۔ مگر ہم دو مشہور ناموں اَرِستُبولُس اور نرِکسُس کے بارے میں ضرور جانتے ہیں کہ وہ دونوں رُومی حکمران قیصر کے خاندان سے مُنسلک تھے۔ ہم یقین سے نہیں کہہ سکتے کہ کیا یہ دونوں وہی ہیں جن کا ذِکر پولس رسول نے کِیا ہے۔ خیر، پولس اُن کو نہیں بلکہ اُن کے گھر میں اِیمانداروں کو آداب و سلام بھیجتا ہے۔ جب کہ بہت سے لوگ جن کے نام پولس رسول نے آداب و سلام بھیجا ہے، وہی نام غلاموں کے بھی تھے، یہ ہو سکتا ہے کہ اِن گھرانوں میں بہت سے مسیح کے پیروکار بننے سے پہلے غلام تھے۔

آیت ۱۳ میں پولس رسول لکھتا ہے، ” رُوفُس جو خداوند میں برگزیدہ ہے اور اُس کی ماں جو میری بھی ماں ہے، دونوں سے سلام کہو۔“ (رومیوں ۱٦:۱۳) بہت سے مذہبی اِسکالر اور عالِمِ دین سمجھتے ہیں یہ وہی رُوفُس ہے جس کا

ذِکر مرقس کی کتاب کے ۱۵ باب کی ۲۱ آیت میں ہے۔ اور اگر یہ سچ ہے تو یہ رُوفُس کا باپ شمعون تھا جس نے مسیح یسوع کی خاطر صلیب اُٹھائی۔ بِلا شک و شبہ شمعون کی یہی خدمت اُس کی بیوی اور بیٹوں کو مسیح میں نجات پانے کا سبب بنی۔ نہ صرف رُوفُس چرچ میں ایک جانا پہچانا نام بن گیا بلکہ اُس کی ماں بھی پولس رسول کی مُنہ بولی ماں بن گئی۔

پولس رسول آیت ۱۴ اور ۱۵ میں آداب و سلام کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے کہتا ہے، ''اَسُنکرتُس اور فلِگون اور ہِرمیس اور پترُباس اور ہرماس اور اُن بھائیوں سے جو اُن کے ساتھ ہیں سلام کہو۔ فِللُگُس اور یُولیہ اور نیریُوس اور اُس کی بہن اور اُلمُپاس اور سب مُقدسوں سے جو اُن کے ساتھ ہیں سلام کہو۔ آپس میں پاک بُوسہ لے کر ایک دوسرے کو سلام کہو۔ مسیح کی سب کلیسیائیں تمہیں سلام کہتی ہیں۔

پولس کے آداب و سلام میں قابلِ تعریف بات یہ ہے کہ جن کو سلام بھیجا اِن میں کِتنی عورتیں ہیں۔ اُن میں سے کئی کلیسیا میں کافی مشہور تھیں۔ اِس سے یہ حقیقت ثابت ہو جاتی ہے کہ ہمارا خاندانی پس منظر، رنگ و نسل اور جِنس کچھ بھی کیوں نہ ہو، مسیح کی کلیسیا میں سب کے لئے جگہ ہے۔ سب مِل کر ایک دوسرے کی خدمت کر سکتے ہیں۔

آیت ۱۶ میں پولس رسول کہتا ہے، ''آپس میں پاک بُوسہ لے کر ایک دوسرے کو سلام کہو...'' اُن دِنوں بُوسہ لے کر آداب و سلام کرنا رسم و رواج میں شامل تھا۔ مسئلہ یہ نہیں کہ آداب و سلام کِس طرح کِیا جائے بلکہ ضروری اور اہم

بات یہ ہے کہ ہمارا آداب و سلام پاک ہونا چاہیے۔ مسیح کے پیروکاروں کو چاہیے کہ دِل میں مَیل یا بغض رکھ کر آداب و سلام سے پرہیز کریں۔

پولس رسول اپنے اِلہامی خط کے اِس حِصہ کو اِن الفاظ کے ساتھ ختم کرتا ہے، "...مسیح کی کلیسیائیں تمہیں سلام کہتی ہیں۔" (رومیوں ۱٦:۱٦) جب اُس نے یہ خط لکھا اُس کے پاس یروشلیم کی کلیسیا کے لئے کافی چندہ جمع تھا۔ جن کلیسیاؤں سے چندہ اِکٹھا کِیا گیا اُن کے نمائندے اُس کے ساتھ تھے۔ اِس میں کوئی شک نہیں کہ یہ وہی تھے جو اپنے اپنے چرچ کی طرف سے آداب و سلام بھیج رہے تھے۔

چوّالیسواں باب

ایمان کے تابع

(رومیوں ۱۶: ۱۷-۲۷)

مسیح یسوع کی دِلی خواہش یہ تھی کہ اُن کے پیروکار آپس میں محبت، یگانگت و بھائی چارے سے رہیں۔ صلیب دیئے جانے سے کچھ گھنٹے پہلے اُنہوں نے دُعا کرتے ہوئے فرمایا، ''مَیں صرف اِنہی کے لئے درخواست نہیں کرتا بلکہ اُن کے لئے بھی جو اِن کے کلام کے وسیلہ سے مجھ پر اِیمان لائیں گے تاکہ وہ سب ایک ہوں یعنی جس طرح اَے باپ! تُو مجھ میں ہے اور مَیں تجھ میں ہوں وہ بھی ہم میں ہوں اور دُنیا اِیمان لائے کہ تُو ہی نے مجھے بھیجا۔'' (یوحنا ۱۷: ۲۰-۲۱)

آپس میں باہمی محبت و یگانگت کی خواہش پر مسیح کے شاگردوں نے بڑی سنجیدگی سے عمل کِیا۔ رُوم میں مسیح کے پیروکاروں کے نام اپنے اِلہامی خط میں پولس رسول نے اُنہیں ہدایت و نصیحت کی کہ اِختلافِ رائے کے باوجود وہ آپس میں باہمی محبت و پیار سے رہیں۔ اُس نے باہمی مَیل مِلاپ اور امن و صُلح کا عملی مظاہرہ کرتے ہوئے مسیح کی تمام کلیسیاؤں کو آداب و سلام بھیجا (رومیوں ۱۶: ۱۶)۔

اپنے اِلہامی خط کے آخر میں پولس آپس میں محبت و یگانگت رکھنے کو پھر دہراتا ہے۔ ۱۶ باب کی ۱۷ سے ۱۸ آیت میں وہ لکھتا ہے، ''اَب اَے بھائیو! مَیں تم سے اِلتماس کرتا ہوں کہ جو لوگ اُس تعلیم کے بَرخلاف جو تم نے پائی پھوٹ پڑنے اور ٹھوکر کھانے کا باعث ہیں، اُن کو تاڑ لیا کرو اور اُن سے کِنارہ کِیا کرو کیونکہ ایسے لوگ ہمارے خداوند مسیح کی نہیں بلکہ اپنے پیٹ کی خدمت کرتے ہیں اور چکنی چُپڑی باتوں سے سادہ دِلوں کو بہکاتے ہیں۔'' (رومیوں ۱۶: ۱۷-۱۸)

اگرچہ مسیح یسوع اپنے پیروکاروں سے اُمید کرتے ہیں کہ وہ سب آپس میں امن و صلح سے رہیں مگر سب ہی اُن کے اِس حکم و خواہش پر عمل نہیں کرتے۔ کچھ ایسے بھی ہیں جو تفرقے اور جُدائیاں پیدا کرتے ہیں۔ وہ جان بوجھ کر لوگوں کے لئے مشکلات اور رکاوٹیں پیدا کر دیتے ہیں تاکہ وہ مسیح کی تعلیم کی پیروی نہ کریں۔ اَب سوال یہ ہے کہ وہ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ پولس رسول کہتا ہے کہ اُن کے دِل کے خیال و اِرادے اور ترجیحات ہی غلط ہیں۔ وہ مسیح کی خدمت کرنے کی بجائے اپنے پیٹ کی فکر میں لگے رہتے ہیں یعنی جسمانی خواہشات کے پیچھے بھاگ رہے ہوتے ہیں۔ وہ نام کے مسیحی تو ہوتے ہیں مگر حقیقت میں مسیح کو جانتے نہیں اور نہ ہی اُس کی مکمل تابعداری کرتے ہیں۔ وہ مسیح کے تخت پر مسیح کو نہیں بلکہ خود کو بِٹھانا پسند کرتے ہیں۔

یہ سوال بھی غور طلب ہے کہ تفرقہ اور جُدائی پیدا کرنے والے لوگ، تفرقہ و جُدائی کیسے پیدا کرتے ہیں؟ وہ اپنی میٹھی زبان اور چکنی چُپڑی باتوں

سے سادہ دِلوں کو بہکا دیتے ہیں۔ یہی جھوٹی خوشامد و تعریف لوگوں کے غرور و تکبر کو اچھی لگتی ہے، اور وہ بھول جاتے ہیں خوشامدی لوگوں کی خوشامد کے پیچھے کوئی نہ کوئی غرض چھپی ہوتی ہے جو وہ اُن سے حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ خوشامد کا ایک اثر یہ ہوتا ہے کہ وہ لوگ جو خوشامد کروانا پسند کرتے ہیں، اُنہیں اپنی اہمیت و اہلیت کا احساس دِلا کر خوشامدی اپنا مطلب نکالتا ہیں۔ مگر اِس سے ایک نقصان یہ ہوتا ہے کہ لوگ دھوکا کھا جاتے ہیں اور اُن کی ساری توجہ مسیح اور اُس کی خدمت کی بجائے اپنی ذات پر مرکوز ہو جاتی ہے۔ جب بھی ہمارا دماغ اپنی اہمیت و اہلیت کے تکبرانہ بھنور میں پھنس جائے گا تو یقینی بات ہے کہ ہم دوسروں کے بارے میں کم ہی سوچیں گے۔ ہم دوسروں کی نہیں اپنی خواہشات کو آگے رکھیں گے، جس کا نتیجہ تفرے، جُدائیاں اور جھگڑے ہیں۔

اَب سوال یہ ہے کہ ہم تفرقوں، جُدائیوں اور جھگڑوں سے کیسے جان چھڑائیں؟ پولس رسول کہتا ہے کہ ہم ایسے لوگوں سے دُور رہیں جو اِن کا سبب بنتے ہیں۔ اگر ہمارا مرکز و محور مسیح اور اُس کی خدمت ہے تو ہمیں ہر اُس شخص اور اُس کے منفی اثر و رسوخ سے دُور بھاگنا ہے۔

اگرچہ پولس رسول نے تفرقے اور جُدائیاں پیدا کرنے والے لوگوں سے خبردار کِیا ہے، مگر پھر بھی اُس کو اُن لوگوں پر مکمل یقین و بھروسہ ہے جن کو یہ اِلہامی خط لکھ رہا ہے۔ آیت ۱۹ سے ۲۰ میں وہ لکھتا ہے، ''کیونکہ تمہاری فرمانبرداری سب میں مشہور ہو گئی ہے اِس لئے مَیں تمہارے بارے میں خوش ہوں لیکن یہ چاہتا ہوں کہ تم نیکی کے اِعتبار سے دانا بن جاؤ اور بدی کے اِعتبار

سے بھولے بنے رہو۔ اور خدا جو اِطمینان کا چشمہ ہے شیطان کو تمہارے پاؤں سے جلد کچلوا دے گا۔ ہمارے خداوند یسوع مسیح کا فضل تم پر ہوتا رہے۔'' (رومیوں ۱۶: ۱۹۔۲۰)

اور اَب سوال یہ ہے کہ ہم مسیح کے پیروکاروں کو کیسے پہچان سکتے ہیں؟ اگر کوئی دعویٰ کرتا ہے کہ وہ مسیح کا پیروکار ہے تو اُس کو واقعی مسیح کی پیروی کرنی چاہیے۔ محض نام کے ساتھ مسیح لگا لینا یا مسیحی خاندان میں پیدا ہونے سے کوئی مسیح کا سچا پیروکار نہیں بنتا۔ مسیح یسوع نے فرمایا، ''جو کچھ مَیں تم کو حکم دیتا ہوں اگر تم اُسے کرو تو میرے دوست ہو۔'' (یوحنا ۱۵: ۱۴) اِس کی روشنی میں پولس رسول خوشی سے معمُور تھا، کیونکہ جن لوگوں کو وہ اپنا یہ اِلہامی خط لکھ رہا تھا وہ سب اِیمان کی تابعداری میں مشہور تھے۔ سوال یہ ہے کہ کیا ہم بھی مسیح کی تابعداری میں مشہور ہیں؟ کیا ہم محض مسیحی نام کی وجہ سے یا مسیح کے ہر حکم کی تابعداری کے لئے جانے پہچانے جاتے ہیں؟

پولس رسول واضح کرتا ہے کہ تابعداری کا ایک نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ہم اچھے بُرے کی تمیز کرنے میں سمجھدار ہو جاتے ہیں اور جہاں برگشتگی اور گمراہی کا خدشہ ہو وہاں سے دُور بھاگتے ہیں۔ ہمارے فعل و عمل میں پختگی اور مضبوطی آ جاتی ہے۔ جِتنا زیادہ ہم مسیح کی تابعداری کریں گے اُتنا زیادہ ہمیں اچھائی و بھلائی کے بارے میں علم ہو گا۔ جیسا کہ پولس رسول نے پہلے ہی ۱۲ باب کی آیت ۲ میں لکھا ہے، ''...اِس جہان کے ہمشکل نہ بنو بلکہ عقل نئی ہو جانے سے

اپنی صورت بدلتے جاؤ تاکہ خدا کی نیک اور پسندیدہ اور کامِل مرضی تجربہ سے معلوم کرتے رہو۔" (رومیوں ۱۲:۲)

تابعداری ہمیں نہ صرف اچھائی و بھلائی کے بارے میں عقل و حکمت دیتی ہے بلکہ ہمیں بُرائی و گناہ سے بھی بچاتی ہے۔ پولس یہ ہرگز نہیں کہتا کہ ہم بُرائی کو پہچان نہیں سکتے بلکہ اُس کا مطلب یہ ہے کہ بُرائی میں شامِل نہیں ہوں گے۔ اگر ہم مسیح کے کاموں میں مگن رہیں تو ہمارے پاس بُرائی کے لئے وقت ہی نہیں ہو گا۔

تابعداری کا ایک اَور فائدہ بھی ہے۔ اِس سے شیطان اور اُس کے منصوبے تباہ و برباد ہو جاتے ہیں۔ بہت سے لوگ یہ جانتے ہی نہیں کہ گناہ کی زندگیوں پر گرفت اِتنی مضبوط کیوں ہے۔ پولس رسول ہمیں بتاتا ہے کِس طرح ہم مسیح کی تابعداری کر سکتے ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ ہم اپنی کوشش و طاقت سے شیطان کی گرفت سے نکل نہیں سکتے مگر جب ہم مسیح کی تابعداری کرتے ہیں تو خدا ہمیں شیطان پر فتح بخشتا ہے اور ہم امن و سکون میں رہتے ہیں۔ پولس اپنا اِلہامی خط پڑھنے والوں کے لئے دُعا کرتا ہے کہ "...یسوع مسیح کا فضل تم پر ہوتا رہے۔" ایک اَور مقام پر وہ لکھتا ہے فضل "...ہمیں تربیت دیتا ہے تاکہ بیدینی اور دُنیوی خواہشوں کا اِنکار کر کے اِس موجودہ جہان میں پرہیزگاری اور راستبازی اور دینداری کے ساتھ زندگی گذاریں۔" (طِطُس ۲:۱۲)

اگرچہ یہ اِلہامی خط پولس رسول نے لکھا مگر وہ دوسروں کو بھی سلام و آداب میں شامل کرنا چاہتا ہے۔ یہ مسیح کے پیروکاروں کے لئے باہمی محبت و

یگانگت کا ایک عملی نمونہ ہے جس کا مسیح کے فرمان و حکم کے مطابق ہمیں مظاہرہ کرنا چاہیے۔ آیت ۲۱ سے ۲۴ میں لکھا ہے، ''میرا ہمخدمت تیمتھیس اور میرے رشتہ دار لُوکیُس اور یاسون اور سوسپطرُس تمہیں سلام کہتے ہیں۔ اِس خط کا کاتب تِرتیُس تم کو خداوند میں سلام کہتا ہے۔ گیُس میرا اور ساری کلیسیا کا مہماندار تمہیں سلام کہتا ہے۔ اِراستُس شہر کا خزانچی اور بھائی کوارِتُس تم کو سلام کہتے ہیں۔ ہمارے خداوند یسوع مسیح کا فضل تم سب کے ساتھ ہو، آمین۔'' (رومیوں ۱۶:۲۱-۲۴)

پولس رسول اپنے اِلہامی خط کو آیت ۲۵ سے ۲۷ میں اِن الفاظ کے ساتھ ختم کرتا ہے، ''اَب خدا جو تم کو میری خوشخبری یعنی یسوع مسیح کی منادی کے مُوافق مضبوط کر سکتا ہے، اُس بھید کے مُکاشفہ کے مُطابق جو ازل سے پوشیدہ رہا، مگر اِس وقت ظاہر ہو کر خدائِ ازلی کے حکم کے مُطابق نبیوں کی کتابوں کے ذریعہ سے سب قوموں کو بتایا گیا تاکہ وہ اِیمان کے تابع ہو جائیں، اُسی واحِد حکیم خدا کی یسوع مسیح کے وسیلہ سے اَبد تک تمجید ہوتی رہے، آمین۔'' (رومیوں ۱۶:۲۵-۲۷)

تاریخ کے اُوراق پلٹ کر دیکھ لیجئے کہ بنی نوع اِنسان آج بھی زندگی کا مفہوم و مطلب جاننے میں مصروف ہے۔ ہزاروں سال سے اُس کے لئے یہ ایک معمہ بنا ہُوا ہے۔ لیکن خدا نے ہزاروں سال پُرانے اِس معمہ کو اِنجیل کی خوشخبری کے وسیلہ سے جو پولس رسول اور دوسرے رسولوں کی معرفت دی گئی حل کر دیا ہے۔ اور اُس خوشخبری کے پیغام کا نچوڑ یہ ہے کہ مسیح یسوع پر اِیمان لا

کر اور اُس کی مکمل تابعداری کر کے خدا کی مرضی کو جان سکتے اور اُس کے ساتھ اپنا رشتہ پھر سے بحال کر سکتے ہو۔

اَب سوال یہ ہے کہ کیا آپ مسیح یسوع پر مکمل اِیمان رکھتے ہیں؟ کیا آپ اُس کی پیروی کرتے ہیں؟ کیا آپ اُس کے حکم کی تابعداری کرتے ہیں؟